

عزات سیریز

دیشنگ لکچرٹ



ظہر کلیم
ایم۔ اے

راجہ غضنفر صاحب! اگر آپ نے کیشپن ٹیکنیکل کوشادی کا مشورہ اس لئے دیا ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ شادی بخیرگی کا علاج ہے تو پھر کیشپن ٹیکنیکل کو آپ جیسے ہمدرد کے مشورے پر واقعی غور کرنا چاہیے۔ کیونکہ شادی کے بعد انسان کو ہمدردی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور آپ جیسے ہمدرد جلا آتی آسانی سے کہاں مل سکتے ہیں۔

فیصل آباد سے شہباز صاحب لکھتے ہیں۔ جاسوس اعظم جیسا شاندار ناول لکھنے پر انتہائی مبارکباد قبول کریں۔ آپ کے ناولوں میں مزاحیہ لیکن کاٹ دار جملے اس قدر خوبصورت ہوتے ہیں کہ انسان ان سے نطفہ لینے کے ساتھ ساتھ لاشعوری طور پر اپنے کردار کی اصلاح بھی کر لیتا ہے اور معاشرے میں موجود برائیاں بھی ان کاٹ دار جملوں کی وجہ سے اس طرح پڑھنے والے کے ذہن میں اجاگر ہوتی ہیں کہ خود بخود ان سے بچنے کی کوشش کرنے لگتا ہے آپ اپنے ناولوں کے ذریعے واقعی نیشنل نوکی اصلاح برے دلکش انداز میں کر رہے ہیں! شہباز صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ میری تو ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میرے ناول ذہنی تفریح مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ کردار کی اصلاح کا فریضہ بھی سر انجام دے سکیں اور میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی ہے کہ میں اس عظیم مشن میں کچھ نہ کچھ حصہ لاد کر سکوں! اب اجازت دیجئے۔

والسلام

منظر حکیم ایم۔ اے

عمر اے باختر رومت نکل کر ناشتے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ اس کی نظریں ایک طرف پڑے جوئے اخبار کی سرخی پر پڑیں تو وہ بری طرح چمک پڑا۔ اس نے جلدی سے اخبار اٹھایا اور اس کی تیز نظریں اس سرخی کے الفاظ پر دوڑنے لگیں۔ یہ سرخی فلسطینیوں کے عظیم لیڈر شاہک سمرات کے دست راست حارث بن زید کے اغوا کی خبر تھی۔ ایک غیر مسمیٰ یوز مروہس کے حوالے سے اس اغوا کی مکمل تفصیلات دی گئی تھیں۔ خبر کے مطابق شاہک سمرات کے دست راست حارث بن زید جو کہ فلسطینیوں کی جنگ آزادی کا کمانڈر تھا اور جس کی قیادت میں فلسطینیوں کی جنگ آزادی تیزی سے فتح کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کو یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم ریڈ علیگ نے ان کے مکان پر حملہ کر کے اغوا کر لیا ہے۔ خبر میں دی گئی تفصیلات کے مطابق کمانڈر حارث کو پوری دنیا کے یہودی ایٹا دشمن نمبر ایک سمجھتے تھے۔ اور ان کے قتل اور اغوا کے لئے پوری دنیا کی یہودی خفیہ تنظیمیں ہر وقت

عمران چونک پڑا۔

”ابھی ناشتہ لے جاؤ۔“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجہ میں کہا اور میز پر ایک طرف رکھا ہوا ایٹلی فون اپنی طرف کھسکا یا اور رسیو کر اٹھا۔ کوئٹہ پر ڈال کر لے شرمدرع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ سلیمان نے اور کوئی لفظ کہے بغیر خاموشی سے ناشتے کے برتن پیئیں اور کان دیئے خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”ایک ٹوٹ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زبیر کی آواز سنائی دی۔“

-5,

”عمران بول رہا ہوں۔ تم نے کمانڈر حارث کے اغوا کی خبر پڑھی ہے۔
عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یسی کہ۔۔۔ ابھی پڑھی ہے۔ اس سے تو فلسفینوں کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ مجھے یہ خبر پڑھ کر بے حد افسوس ہوا ہے۔۔۔ بلیک نیر دے جواب دیا۔“

جواب دیا۔

[illegible]

کوشاں رہتی تھیں۔ لیکن کانڈرہ حادثہ نے اپنے آپ کو اس قدر خفیہ رکھا ہوا تھا کہ باوجود سر پھٹنے کے آج تک کسی یہودی تنظیم کا ہاتھ کانڈرہ حادثہ تک نہ پہنچ سکا تھا۔ کانڈرہ حادثہ کی ایک بیٹی ابابہ حادثہ انجیو میا کی ایک بیوی نور شتی میں زیر تعلیم تھی۔ یہودی تنظیمیں اس کی بھی خفیہ نگرانی کرتی رہتی تھیں۔ لیکن انہیں آج تک اس بات کا علم نہ ہو سکا تھا کہ کانڈرہ حادثہ کب اپنی بیٹی سے ملے ہیں اور کہاں ملے ہیں۔ لگ بھگ ۱۰ سال پہلے دونوں ابابہ چویشیاں گورڈا نے اپنے آبائی مکان میں آئی تو فلسطینی گوریلوں نے اس کی حفاظت کو پورا پورا بندوبست کر دیا تھا۔ لیکن محل رات اس مکان پر حملہ کیا گیا تو اس وقت کانڈرہ حادثہ اپنی بیٹی سے ملنے کے لئے مکان میں آئے ہوئے تھے۔ حملے کے دوران ابابہ شدید زخمی ہو گئی۔ دس فلسطینی جو نگرانی پر تھے ہلاک کر دیئے گئے۔ اور کانڈرہ حادثہ کو جبراً اغوا کر لیا گیا تاکہ ان سے فلسطینی گوریلوں اور فلسطینی خفیہ کمیوں سے متعلق تفصیلات حاصل کی جاسکیں۔ رپورٹ کے مطابق کانڈرہ حادثہ کو ایک ہسپتال کاٹر کے ذریعے پہلے جزیرہ نافوین لے جایا گیا اور پھر مصدقہ قبروں کے مطابق انہیں لاپٹخ کے ذریعے دہلی سے نکال کر کسی نامعلوم مقام پر لے جایا گیا ہے۔ حملے کے دوران ایک حملہ آور کی جیب سے گرنے والے کارڈ سے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ حملہ آوروں کا تعلق ریڈ فلیگ سے ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ کانڈرہ حادثہ کے بعد پوری دنیا کے یہودیوں نے کھسے عام آڑھن منایا۔ کیونکہ اس اغوا سے فلسطینی جنگ آزادی کو ناقابل تلافی دھچکا پہنچا ہے۔

صاحبِ — ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور آپ پھر مجھے گرم کرنے کے لئے کہیں گے۔ اُسی لمحے سلیمان کی آواز سنائی دی اور

ہیں۔ بلیک زیرو کے لیے میں پہلی سی حیرت تھی۔

"کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔ اور وہ بھی خوری طور پر۔ میں آ رہا ہوں تم اس وقت تک لائبریری میں سے یہودی خفیہ تنظیموں کے متعلق کتنی بھی فائلیں ہیں ساری نکال کر آپریشن روم میں رکھو۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد لباس تبدیل کر کے وہ باہر آیا۔ اس نے سیلیمان کو دروازہ بند کرنے کے لئے کہا اور تقریباً دوڑتا ہوا اسیرطریحیاں اتر کر فلیٹ کے نیچے گیاراج میں موجود اپنی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں عجیب سا بھوپال آیا ہوا تھا اُسے کمانڈر حادث کے اغوا کے بعد پیش آنے والے جولناک واقعات کا پورا پورا اندازہ تھا اُسے معلوم تھا کہ اس کے اثرات نہ صرف فلسطین بلکہ پورے عالم اسلام کی سیاست پر انتہائی پریشان کن ثابت ہوں گے۔ لیکن ریڈ فلیگ نام کی کسی تنظیم سے وہ واقف نہ تھا۔ پھر اُسے خبر کے اس حصے پر بھی تھکا لیا تو یہ تھا کہ کمانڈر حادث کو اغوا کر کے جزیرہ ٹافو لے جایا گیا ہے۔ کیونکہ جس علاقے سے کمانڈر حادث کو اغوا کیا گیا وہاں سے جزیرہ ٹافو بہت زیادہ فاصلے پر تھا اور درمیان میں کسی اسلامی ممالک پڑتے تھے۔ لیکن اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ جزیرہ ٹافو خفیہ گوریلا تنظیموں کے گڑھ کے لحاظ سے پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اس جزیرے پر واقع انتہائی گھنے جنگلات ایسی تنظیموں کے لئے مثلاً اندازہً چاہ گاہ ثابت ہوتے تھے اور پھر جزیرہ ٹافو پر جو حکومت قائم تھی۔ وہ تمام یہودیوں پر مشتمل تھی۔ اس لئے بھی حکومت یہودی خفیہ تنظیموں کی پوری طرح سرپرستی کرتی تھی۔ بقا ہر یہ حکومت آزاد ہونے کا دعویٰ کرتی تھی۔ لیکن پوری

دنیا کو معلوم تھا کہ اس وسیع و عریض جزیرے پر درپردہ حکومت یہودیوں کی ہے۔ اس لئے یہ بات بھی قرین قیاس تھی کہ کمانڈر حادث کو جزیرہ ٹافو پر ہی لے جایا گیا ہو۔ جزیرہ ٹافو کے ارد گرد بے شمار غیر آباد پھولے بڑے جزیرے پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ بھی ممکن تھا کہ جزیرہ ٹافو سے کمانڈر حادث کو ان میں سے کسی غیر آباد جزیرے پر منتقل کر دیا گیا ہو۔ تاکہ اس پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کی جاسکیں اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ یہ خبر جان بوجھ کر صرف گمراہ کرنے کی غرض سے دی گئی ہو۔

عمران سپورٹس کار اپنی پوری رفتار پر دوڑتا ہوا اچلے ہی دانش منزل پہنچ گیا۔

"ابھی سر سلطان کا فون آیا تھا۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا لیکن آپ دہان سے روانہ ہو چکے تھے۔" آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے کہا۔ "پہلے تم مجھے وہ فائلیں دکھاؤ۔ سر سلطان سے بعد میں بات ہوتی رہے گی۔" عمران نے کو سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو نے فائلیں اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیں الٹا کی تعداد چھ تھیں۔ عمران نے ایک فائل کھولی اور اس پر نگاہیں دوڑا ناشرہ دے کر دس۔ پھر اس نے بند کر کے رکھی یہ تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اچھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایک ٹو۔" بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران پہنچ گیا ہے۔" دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے رسیور لینے کے لئے

بات بڑھا دیا۔

”یس — عمران بول رہا ہوں“ — عمران نے وسیورے کو انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران بیٹے۔ تم نے اخبار میں کانڈر حادثہ کے اغوا کی خبر پڑھ لی ہو گی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے عظیم فلسطینی لیڈر شاکر سمرات صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے ذاتی طور پر درخواست کی ہے کہ کانڈر حادثہ کی فوری برآمدگی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے۔ کیونکہ انہیں یقین ہے کہ اگر فوری طور پر کوئی سروس یہ کام کر سکتی ہے تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کر سکتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر کانڈر حادثہ کو فوری طور پر برآمد نہ کیا گیا تو فوری فلسطینی جہد تباہ ہو کر رہ جائے گی“ — سمر سلطان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”میں نے خبر پڑھ لی ہے۔ اور اس خبر کو بڑھنے کے بعد میں ناشتہ چھوڑ کر دانش منزل آیا ہوں کیا آپ کو شاکر سمرات صاحب کا فون نمبر معلوم ہے۔ میں ان سے فوری طور پر براہ راست بات کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اصل اور صحیح صورت حال سامنے آسکے“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہاں — ان کا ایک خصوصی فون نمبر میرے پاس ہے۔ ایک منٹ ہو لے کر دین پسٹل ڈائری دیکھ کر بتانا ہوں“ — سمر سلطان نے کہا اور عمران نے ہونٹ پیچھے لئے۔

”ہیلو — عمران بیٹے۔ فون نمبر کھ لو“ — چند لمحوں بعد سمر سلطان کی آواز سنائی دی اور عمران نے ایک طرف رکھا ہوا پیڈا اٹھا کر سامنے رکھ

لیا اور حجب سے قلم نکال کر اس نے سر سلطان کا بتایا ہوا نمبر لکھنا شروع کر دیا۔

”اس فون نمبر پر جو بھی بات کرے اس سے کہنا کہ تم پاکیشیا سے ایس۔ ایس بول رہے ہو۔ وہ شاکر سمرات صاحب سے مہماری بات کر دے گا۔ چاہے وہ کہیں بھی ہوں“ — سمر سلطان نے نمبر لکھوانے کے بعد کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں“ — عمران نے کہا۔ اور پھر کریڈٹل دبا کر اس نے پہلے رابطے کے نمبر ملائے اور جب مخصوص کنکٹنگ ٹون سنائی دی۔ تو اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس — اے۔ بی۔ سی ٹریڈنگ کارپوریشن“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے بات کر رہا ہوں۔ ایس۔ ایس۔ شاکر سمرات صاحب سے بات کر دو“ — عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ یس سر — ہو لڈ آن کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی وسیورہ پر شاکر سمرات کی مخصوص باوقار آواز ابھری۔

”یس“ — شاکر سمرات نے اپنا نام بتائے بغیر کہا۔

”میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی علی عمران بول رہا ہوں“ — علی عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ عمران صاحب۔ آپ۔ مجھے یقین ہے کہ میری درخواست آپ کے چیف نے قبول کوئی ہوگی“ — شاکر سمرات نے چونک کر کہا۔

میں ایک معلومات یہودیوں کو مہیا نہیں کر سکتے۔ شاکر سمرات صاحب نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ اس کا مطلب ہے کہ فوری طور پر تشدد بھی بیکار ہے اور ایجنسی قہری انجکشنز کی وجہ سے چنٹا نرم کے ذریعے بھی معلومات حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ اور چونکہ ان کا مقصد معلومات حاصل کرنا ہے۔ اس لئے لازماً وہ لوگ کمانڈر حادثہ کو پہلے اس بیسٹ پر لے آئیں گے کہ وہ طبی طور پر درست ہو جائیں۔ اور چاہے وہ کتنی بھی جلدی کریں کم از کم ایک ہفتہ تو انہیں لگ جائے گا۔ اور یہ وقت ہمارے لئے قدرت کی طرف سے دی گئی اچھی مہلت ہے۔ اچھا یہ بتائیں کہ حملہ آوروں میں سے کسی کو پہچانا گیا ہے۔“ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

”جی نہیں۔ انہوں نے نقاب پہننے ہوئے تھے۔ البتہ کمانڈر حادثہ کی ٹی بی ابابہ نے جواب جوش میں آجکی ہے بتایا ہے کہ ان کا لیڈر جسے قدا د پھر میرے جسم کا آدمی تھا۔ اس کی کھنٹی پر اندر کی طرف سرخ رنگ کا گلاب کا پھول کندہ تھا۔ ان کی تعداد آٹھ تھی ان کے ساتھ ستہرے بالوں والی ایک عورت بھی تھی۔ جو اس سارے واقعے کی باقاعدہ ڈیو فلم بنا رہی تھی اس عورت نے بھی نقاب پہنا ہوا تھا۔“ شاکر سمرات نے جواب دیا۔

”اس پہلی کا پٹر کے بارے میں کوئی تفصیلات۔“ عمران نے پوچھا۔

”صرف اتنی پورٹ ملی ہے کہ اس پہلی کا پٹر پر یو۔ ایس۔ ایڈ کا محض نشان بنا ہوا تھا اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں۔“ شاکر سمرات نے جواب دیا۔

”آپ کی کال سے پہلے ہی پچھ اس نے میں کام کا آغاز کر چکا تھا۔ اگر آپ درخواست نہ بھی کیستے تو کمانڈر حادثہ کی برآمدگی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ادہ۔“ شاکر عمران صاحب، میری اور تمام غلطیوں کی طرف سے آپ شکریہ گزار رہی کے جذبات اپنے جین تک پہنچا دیں۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ کمانڈر حادثہ جلد از جلد برآمد کر لئے جائیں گے۔“ شاکر سمرات کے لہجے میں گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اور عمران مسکرا دیا۔

”شاکر سمرات صاحب۔ ہمارے پاس صرف اخباری خبر ہے۔ کیا آپ اس سلسلے میں مزید تفصیلات سے ہمیں آگاہ کریں گے تاکہ ہم کوئی لائن آف ایکشن بنا سکیں۔“ عمران نے کہا۔

”ادہ۔ ضرور جناب۔“ شاکر سمرات نے کہا۔ اور پھر اس نے جو تفصیلات بتائیں وہ تقریباً اخباری رپورٹ سے ملتی جلتی تھیں۔

”یہ بتائیں شاکر سمرات صاحب کہ کمانڈر حادثہ سے معلومات فوراً طور پر حاصل کی جاسکتی ہیں یا نہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ مقابلے میں کتنا سخت جہان ثابت ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ادہ۔ واقعی آپ نے یہ اہم بات پوچھی ہے۔ کمانڈر حادثہ دل کے مریض ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر کے بھی مریض ہیں اور ایک اور خاص بات کہ صرف مجھے ذاتی علم ہے کہ وہ ایجنسی قہری انجکشنز کے بھی عادی ہیں کیونکہ ایک مہر کے میں ان کے سر پر شدہ جوٹ آئی تھی اس لئے ان پر تشدد کیا گیا تو وہ ہلاک بھی ہو سکتے ہیں۔ دیئے کمانڈر حادثہ مر تو سکتے

"اے کے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اچھا اجازت"۔ عمران نے کہا۔
اور دوسری طرف سے کوئی بات سننے بغیر اس نے رسیور کرپٹل پر رکھ دیا۔
"کلائی پر گلاب کا پھول۔ لیکن اس طرح کے تولالکوں افراد میں گئے جن
کی کلائی پر پھول گندھا ہو اچھا"۔ عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

"کیا مافی اسٹار ورلڈ آرگنائزیشن سے پتہ نہیں چل سکتا۔ اس کا
سیکرٹری دولف تو آپ کا دوست ہے"۔ بلیک زیرو نے
کہا۔

"اوہ ہاں۔ یقیناً اس سے کچھ نہ کچھ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔" عمران
نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ڈائل کر کے شروع کر
دیتے۔

"مافی اسٹار ورلڈ آرگنائزیشن معلومات کی خرید و فروخت کا ایک خفیہ
ادارہ تھا جو پوری دنیا کے مجرموں خفیہ تنظیموں کے بارے میں معلومات
جمع کرتے تھے۔ اور پھر اپنے مخصوص گاہکوں کو وہ معقول قیمت پر یہ معلومات
فروخت کرتے تھے۔

"یس۔ دولف اسٹارگ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
لڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بے دانتوں کا دولف کہہ رہی ہے بے ضرر بھیڑیا"۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کون ہو تم"۔ دوسری طرف سے اس بار انتہائی
سخت لہجے میں کہا گیا۔

"اے اے۔ ابھی تک دولف کو غصہ آتا ہے۔ حیرت ہے۔ میرے
خیال میں کہیں کوئے کھدے میں کوئی ایک آدھ دانت باقی رہ گیا ہوگا"
عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کہیں تم عمران تو نہیں ہو۔ پوری دنیا میں صرف وہی ایک آدمی ہے
جو مجھ سے اس لہجے میں بات کر سکتا ہے"۔ اس بار حیرت بھرے لہجے
میں کہا گیا۔

"جلوسکر ہے۔ ابھی تک میں اکیلا ہی ہوں۔ ورنہ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں
انگل دولف کا کوئی اور بھتیجا نہ پیدا ہو گیا ہو۔ اس کا مطلب ہے ابھی تک
دولف کی بے پناہ جائیداد کا میں اگلو تا وارث ہوں"۔ عمران کی زبان
چل پڑی۔

"عمران۔ اوہ تم واقعی عمران بول رہے ہو۔ اوہ عمران۔ کتنے طویل
عرصے کے بعد تمہاری آواز سنی ہے۔ آج کیسے انگل یاد آ گیا تمہیں"
اس بار دولف کے لہجے میں بے پناہ شگفتگی تھی۔

"بتایا تو ہے۔ کہ وراثت کا پتہ کرنا تھا"۔ عمران نے کہا۔ اور دوسری
طرف سے بھرپور قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"وراثت میں تمہیں وصیت نامہ اور قرض خواہوں کی طویل لسٹ ہی مل
سکتی ہے"۔ دولف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ آج کل دولف یعنی مجھے میرے کی کھال بہت ہانسی لگ رہی
ہے۔ سارے قرضے بھی اتر جائیں گے۔ اور لمبی رقم بھی مل جائے گی"

عمران نے کہا۔ اور دولف ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"اچھا۔ تو یہ ارادے ہیں۔ پھر تو مجھے اپنی کھال کا مجیہ کر لینا چاہیئے"

دولف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے انکل! بس ایک بات کا خیال رکھنا۔ دم کا ہیرو نہ کرانا۔ اصل تمیز تو اس کی ہوتی ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور دولف کا بھرپور جھنجھار سیدھا سے گونج اٹھا۔

”تہہاری پی باتیں مجھے پسند ہیں۔ ورنہ مجھے معلوم ہے کہ تم ایک نبرہ مطلبی آدمی ہو۔ بغیر مطلب کے تو تم نے کبھی فون ہی نہیں کیا۔“ دولف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ کا ہی بھتیجا ہوں۔“ عمران نے کہا۔ اور دولف ہنسنے لگا۔

”اچھا۔ اب بتاؤ کہ کس لئے فون کیا تھا۔ میرے کام کے رش کا وقت ہونے والا ہے۔“ دولف نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

”ریٹ فلنگ نامی کوئی غصیہ بودی تنظیم کے متعلق آپ جانتے ہیں۔“

عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو تم کمانڈر حارث کے اغوا کے سلسلے میں کام کر رہے ہو۔“

دیکھو عمران ہماری تنظیم کے تمام ڈائریکٹران کٹر بودی ہیں۔ اس لئے یہودی تنظیموں کے بارے میں نہ ہی ہم معلومات اکٹھی کرتے ہیں اور نہ فروخت کرتے ہیں۔“

دولف نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

”لیکن انکل دولف تو یہودی نہیں ہے۔“ عمران نے سر ہلنے سے

ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں یہودی نہیں ہوں۔ اور اگر ہوتا بھی یہی تو کم از کم میں اپنے

بھتیجے عمران سے کچھ نہ چھپاتا۔ سنو۔ ریٹ فلنگ نام کی کوئی تنظیم نہیں ہے۔“

یہ صرف ڈائجنگ منصوبہ ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ایک

غصیہ بودی تنظیم ہے۔ ریٹ روز۔ وہی ریٹ فلنگ کا نام ڈائجنگ کے لئے

استعمال کرتی ہے۔ اس کا لیڈر ملی ساک ہے۔ اس کی مخصوص نشانی

یہ ہے کہ اس کی کلائی پر اندر کی طرف سرخ رنگ کا گلاب گندھا ہوا ہے۔

بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ دولف نے کہا۔

”ملی ساک۔“ اوہ۔ کہیں یہ وہی تو نہیں۔ جو پہلے ڈائٹ چانس

نامی ایک ایگری میٹی تنظیم کا لیڈر تھا۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہاں۔ وہی ہے۔ اس وقت جس قدر بھی بودی تنظیمیں دنیا میں موجود

ہیں ریٹ روز ان سب سے زیادہ منظم۔ باؤسائل اور انتہائی خطرناک تنظیم

شمار کی جاتی ہے۔“ دولف نے جواب دیا۔

”اچھا انکل۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کمانڈر حارث کو کہاں لے

جایا گیا ہوگا۔“ عمران نے پوچھا۔

”اگر واقعی ملی ساک نے اسے اغوا کیا ہے تو پھر وہ اسے ہر صورت

میں جزیرہ ٹافو کے گد پھیلے ہوئے جزیروں میں سے ایک جزیرے ٹائی

جن میں لے گیا ہوگا۔ ٹائی جنی جزیرہ اس کے ہیڈ کوارٹر ہونے کے لئے مشہور

ہے۔ لیکن یہ بتا دوں ملی ساک نے اس جزیرے کی حفاظت کے لئے

انتہائی سخت انتظامات کئے ہوئے ہیں اور وہاں اس کی اجازت کے

بغیر مجھ اور کبھی بھی داخل نہیں ہو سکتے۔“ دولف نے جواب دیا۔

”مجھ کبھی تو واقعی نہ جاسکتے ہوں گے۔ لیکن انکل دولف کا بھتیجا مجھ کبھی

نہیں ہو سکتا۔ اچھا انکل بہت بہت شکریہ۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔ اور سیدور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے المینان

کے ہمارے نمایاں ہو گئے تھے۔

"کیا دولت کی معلومات واقعی درست ہوں گی"۔ بلیک زیدو

نے پوچھا۔

"سو فیصد اعداد اگر میں اس کا ہتھیار اور اس کی کھال کا اکلوتا وارث نہ ہوتا تو وہ یہ معلومات کبھی بھی نہ بتاتا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ آخر آپ ان لوگوں کو کس طرح اتنا بے شکست دوست بنا لیتے ہیں"۔ بلیک زیدو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے بڑی بے لوث قربانیاں دینی پڑتی ہیں بلیک زیدو۔ بہر حال یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ ہمیں اب فوری طور پر ایکشن میں آ جانا چاہیے۔ یہ جزیرے یہاں سے بہت دور ہیں۔ اس لئے دہل جانے میں کافی دقت لگ جائے گا اور ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا وقت ہے۔"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کا پورے کام کیلئے۔ کیا پوری ٹیم لے جائیں گے"۔

بلیک زیدو نے بھی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ یہ مشن چٹ مگنیٹ پٹ سیاہ نمائے کا ہے۔ اس میں جتنی بھی دیر ہو گی انتہائی نقصان ہو گا۔ اگر ہم اس وقت کمانڈر حادثہ تک پہنچے جب لی ساک ان سے معلومات حاصل کر چکا ہو تو ہمارا جانا بیکار ہے۔ اس لئے

اس مشن میں ٹیم لے جانے کی بجائے زیادہ سے زیادہ ایک دو آدمی کافی ہیں گے۔ کیونکہ اس مشن میں کام انتہائی تیز رفتاری سے کرنا ہو گا۔ جس

طرح پیش کی گئی کہ تہ ہیں۔"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے۔"۔ بلیک زیدو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آ رہی ہے کہ ریڈرو ز تنظیم کو یقیناً اس بات کا علم ہو گیا ہو گا کہ شاخو سرات نے کمانڈر حادثہ کی برآمدگی کے لئے پاکیشیا سیکورٹ سروس سے درخواست کی ہے۔ کیونکہ جو تنظیم کمانڈر حادثہ کی خفیہ ترین مہم و فیات سے آگاہ ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے ایسی خبریں حاصل کر لینا کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور لی ساک مجھ سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس کا میرا ایک بار پھر پورا انداز میں بھراؤ ہو چکا ہے۔ وہ اس وقت ایک ریجنی تنظیم ڈائریکٹ جاس کا چیف تھا۔ اس ڈائریکٹ جاس کا خاتمہ میرے ہاتھوں ہوا تھا۔ لیکن لی ساک نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس کا نام کبھی سننے میں نہیں آیا تھا۔ اس لئے میں یہی سمجھا تھا کہ وہ میرا ہو گا کیونکہ وہ جب نکلا تھا تو خاصا دلچسپ تھا۔ اور اُسے معلوم ہے کہ میں پاکیشیا سیکورٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں۔ اس لئے جیسے ہی اُسے یہ خبر ملی ہو گی اس نے ہمارے استقبال کا پورا پورا انتظام کر لیا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ ویسے وہ مجھ سے واقف نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں خود اس مشن پر چلا جاؤں"۔ بلیک زیدو نے کہا۔

"نہیں۔ اس مشن کے لئے ایسا آدمی چاہیے جو سوچنے میں کم دلچسپی رکھتا ہوں۔ بس مارے مارے کر ہمارا اس کے مرنے کو ارادہ میں گھسے اور پھر کمانڈر حادثہ

ہوتا تھا کہ ایک ٹو اُسے براہ راست کال کر لے۔ تمام ہدایات وغیرہ اُسے جویلا کے ذریعے ہی ملتی تھیں۔

”تنویر۔ ایک اہم ترین مشن کے لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ جو عمران تمہارے انتخاب پر معترض ہوا ہے۔ لیکن میں تمہاری صلاحیتوں کو جانتا ہوں۔ کیا تم اس مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہو؟“ عمران نے سر دھچکے میں کہا اور بلیک زبرو مسکرا دیا۔

”سہ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے عمران کے اعتراض کے باوجود میرا انتخاب کیا ہے۔ میں آپ کے اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اتارنے کی کوشش کروں گا۔“ تنویر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”تنویر۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں لفظ کوشش سننا پسند نہیں کرتا۔ یہ لفظ وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جنہیں اپنے پر اعتماد نہیں ہوتا۔“ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

”اوہ۔ میں۔۔۔ سو رہی۔۔۔ میں اس مشن کو ہر قیمت پر پورا کر دوں گا۔“ تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گٹ۔ ایک ڈیشنگ ایجنٹ کی زبان سے ایسے ہی الفاظ نکلنے چاہئیں۔ یہ مشن ایسا ہے کہ تمہیں انتہائی برق رفتار سی کام کرنا ہوگا۔ تمہیں اس مشن کے لئے جو اکثر فن لینڈ کے شمال مشرق میں پھیلے ہوئے ہیں لاتعداد جزیروں میں سے ایک جزیرے میں جانا ہوگا۔ فیطینیوں کے ایک لیڈر کا ٹھکانہ ہے۔

کو ایک یہودی خفیہ تنظیم ریڈ روز نے ان کو ایسا ہے۔ اس تنظیم کا لیڈر لی ساک ہے۔ یہ تنظیم انتہائی منظم۔ با وسائل اور خطرناک ہے۔ اس کا

کو کال کر داپس آجائے۔ میں یوں سمجھو کہ ڈیشنگ ٹائپ ایجنٹ ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈیشنگ ایجنٹ۔ اوہ میں سمجھ گیا۔ پھر مفرد یا کیپٹن شکیل ٹیک رہیں گے۔“ بلیک زبرو نے کہا۔

”نہیں ڈیشنگ ایجنٹ تو سیکرٹ سروس میں ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے تنویر۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈیشنگ ایجنٹ تنویر۔ لیکن عمران صاحب۔“ بلیک زبرو کی آنکھیں حیرت سے پھیل سی گئی تھیں وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس قدر اہم مشن کے لئے عمران تنویر کا نام تجویز کرے گا۔

”میں سمجھتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ لیکن تنویر کی خصوصیات کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ واقعی ڈیشنگ ایجنٹ ہے۔ وہ اس مشن کے لئے بالکل فٹ رہے گا اور تم دیکھنا کہ تنویر کیسے کام کرتا ہے۔“

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر دیکھو اٹھا کہ اس نے تنویر کے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زبرو دھونٹ دبا کہ خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے ابھی تک عمران کے انتخاب سے اتفاق نہیں ہے۔

”تنویر سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

”ایک ٹو۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میں۔۔۔“ تنویر کا لہجہ ایک لحظہ متذبذب ہو گیا۔ البتہ اس کے لہجے میں ابھی سی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایسا شاذ و نادر ہی

ہیڈ کوارٹر ایک جزیرہ ٹائیبن ہے۔ کمانڈر حادث کو یقیناً وہیں لے جایا گیا ہوگا۔ اور تم نے فوری طور پر کمانڈر حادث کو دلوں سے برآمد کرنا ہے۔ یہ سارا کام تم نے اکیلے کرنا ہے۔ البتہ عمران۔ صدیقی رفاور اور جولی کے ساتھ تم سے علیحدہ رہ کر کام کرے گا۔ کیا تم سمجھ گئے ہو۔" عمران نے کہا۔

"میں سہ۔ میں سمجھ گیا ہوں میں نے بھی صبح اخبار میں کمانڈر حادث کے اغوا کی خبر پڑھی ہے۔ بہر حال میں مشن کے لئے پوری طرح تیار ہوں۔ اور سہ آپ دیکھیں گے کہ میں کس طرح اس مشن کو مکمل کرتا ہوں۔" تویر نے انتہائی اعتماد لہجے میں کہا۔

"گھٹ۔ تم روانگی کے لئے تیاری کو درمزیہ تفصیلی ہدایات تمہیں عمران دے گا۔ کیونکہ عمران اس تنظیم کے لیڈر لی ساک سے ایک بار پہلے ٹھکر چکا ہے۔ عمران ابھی تمہارے فلیٹ میں پہنچ رہا ہے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ علیحدہ کام کریں گے۔" بلیک زیمو نے کہا۔

"ہاں۔ میں لی ساک اور اس کے ساتھیوں کو الجھنے کا کام کر دوں گا۔ تاکہ تویر اطمینان سے ورک کر سکے۔ اور اس بار میں اپنے ساتھ صدیقی رفاور اور جولی کو لے جاؤں گا۔ کیونکہ ان تینوں سے لی ساک واقف نہیں ہے۔ میں جاکر تویر کو بولیف کرتا ہوں۔ تم فوری طور پر ایک جیگور حبیب طیارہ چارٹر کر آؤ۔ ہم یہاں سے سیدھے ناراک جاتیں گے۔ اور پھر ناراک سے تویر ہم سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اور ہاں ناراک میں اپنے فارن ایجنٹ کو کال کر کے بتا دو کہ وہ دلوں پوری طرح الٹ رہے۔

ہم ضروری اسلحہ اور دوسرا سامان وہیں سے حاصل کریں گے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیمو نے سر ہلا دیا۔ عمران تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

لکٹری کے بنے ہوئے ایک وسیع کیمپی میں اس وقت ایک میز کے پیچھے پڑھی ہوئی کرسی پر پہرہ دیوں کی سب سے خطرناک تنظیم ریڈرز کا چیف لی ساک بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ بوتل اٹھا کر لمبا گھونٹ پھرتا اور پھر بوتل کو واپس میز پر رکھ دیتا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی گہری نگہیں نمایاں تھیں۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ایک ٹرانسمیٹر سے ڈن ڈن کی آوازیں نکلیں تو اس نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر اس کا بیٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔ جیمز کالنگ باسن اور۔۔۔ ایک نوجوان سی

ادور۔۔۔۔۔ جوزف کی انتہائی حیرت سے پرآواز سنائی دی۔
 ”جو تم سے پوچھا جا رہا ہے وہ بتاؤ ادور۔۔۔۔۔“ لی ساک کا اہجر سجدہ سخت ہو گیا۔

”یس باس۔۔۔۔۔ ایسی طرح جانتا ہوں۔ میں جب اسرائیلی تغلبہ جی۔ بی۔ فائیو میں تھا تو کسی بار ہمارا ان سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ انتہائی خطرناک تغلبہ ہے۔ خاص طور پر وہ علی عمر ان ادور۔۔۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔
 ”جگہ۔۔۔۔۔ میں نے تمہاری رپورٹ بک میں یہ بات پڑھی تھی اس لئے مجھے یاد تھا۔ تو سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جزیرہ ٹافو پہنچ رہی ہے۔ وہ ہمارے مقابلے میں آ رہے ہیں۔ میں نے ناماگ میں فرینک کو الٹ تو کر دیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے وہ وہاں سے نکل آئے ہیں کامیاب ہو جائیں یا سرے سے وہاں نہ جائیں۔ بہر حال ان کا پہلا ٹارگٹ جزیرہ ٹافو ہی ہو گا۔ تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ جزیرہ ٹافو میں آئے دالے ہر آدمی کی سخت نگرانی کرنی ہوگی جو سکتا ہے وہ گروپ کی صورت میں آنے کی بجائے علیحدہ علیحدہ آئیں یا پھر کسی ایسے میک اپ میں آئیں کہ ہم انہیں پہچان نہ سکیں۔ اس لئے تم نے ہر طرح سے ہوشیار رہنا ہو گا۔ ہر آدمی کی۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو کسی بھی حیثیت کا ہو۔ کسی بھی ملک سے اس کا تعلق ہو۔ تمہاری نظروں سے بچ نہ سکے۔ اور جس پر تمہیں معمولی سا شک بھی ہو اسے فوراً گولی سے اڑا دینا ادور۔۔۔۔۔“ لی ساک نے کہا۔

”یس سروس میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمارے پاس ایسا انتظام ہے کہ کوئی مشکوک آدمی ایک لمحے کے لئے بھی بچ نہیں سکتا ادور۔“

اس کے بعد وہ ٹافو جزیرے کا رخ کریں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ انہیں تاراک میں ہی روک لیا جائے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ناماگ میں رابرٹ برمن ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ساتھیوں سمیت رابرٹ برمن کی مکمل نگرانی شروع کرادو۔ پھر جیسے ہی یہ لوگ رابرٹ برمن کے پاس پہنچیں تم ان پر نوٹ پڑو۔ ان میں سے کسی کو کسی قیمت پر زندہ نہیں رہنا چاہیئے ادور۔۔۔۔۔“ لی ساک نے جواب دیا۔

”یس باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ بے فکر ہیں۔ رابرٹ برمن اب چوبیس گھنٹے تمہاری نظروں میں رہے گا ادور۔“ فرینک نے جواب دیا۔
 ”جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس دہلی پہنچے تم نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر حملہ کر دینا ہے۔ چاہے اس کے لئے تمہیں پورے تاراک کو ہی کیوں نہ ہموں سے اڑانا پڑے۔ اس معاملے میں تمہاری معمولی سی کوتاہی بھی ناقابل معافی ہوگی ادور۔۔۔۔۔“ لی ساک کا اہجر بے حد سخت ہو گیا۔

”آپ بے فکر ہیں باس۔ میرے لئے یہ انتہائی معمولی کام ہے ادور۔۔۔۔۔“ فرینک نے جواب دیا۔

”اور۔۔۔۔۔ اور ایجنڈا آل۔۔۔۔۔“ لی ساک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر اس نے نئی خرکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔
 ”یس۔۔۔۔۔ جوزف اسٹنڈنگ ادور۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی

ایک نئی آواز ابھری۔
 ”جوزف۔۔۔۔۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے واقف ہو ادور۔“

لی ساک نے پوچھا۔
 ”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ ادو۔ اس سے ہمارا کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے

جو زت نے جواب دیا۔

”گٹھ۔ پوری طرح محتاط رہنا اور اینڈ آف۔“ لی ساک نے کہا۔ اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد کیبن کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا نوجوان مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

”یس باس۔“ آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جیکب۔“ مارٹی کو بلاؤ۔“ لی ساک نے کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

لی ساک نے بوتل اٹھائی اور اس میں موجود باقی تمام شراب ایک ہی بار گھسین اٹھیل کر اس نے بوتل ایک طرف پھینک دی۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک پستہ قامت لیکن پستے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔

”یس باس۔“ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مارٹی۔“ آج کے بعد ٹارگن کی حفاظت کے لئے اور زیادہ ہو جاؤ۔ اپنے سب آدمیوں کو ابھی طرح سمجھا دو گشت کرنے والی کی تعداد بڑھا دو۔ اور جب تک میں نہ کہوں کسی کو زندہ یا مردہ کسی بھی میں ٹارگن کے ساحل تک نہیں پہنچنا چاہیے۔“ لی ساک نے

”یس باس۔“ مارٹی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ کمانڈر حادثہ کو چھڑوانے کے لئے غلط

ایجنٹ کو شش کر رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے اس کے لئے انہیں ٹارگن میں داخل ہونا ہو گا۔ میں ان کا داخلہ کسی صورت میں بھی نہیں

لی ساک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”بہتر باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ انسان تو ایک طرف کوئی پرندہ بھی اب ٹارگن میں داخل نہ ہو سکے گا۔“ مارٹی نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

”پوری طرح ہوشیار رہنا۔ معمولی سی غفلت سے بہت بڑا نقصان ہو سکتا ہے۔“ لی ساک نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ آپ مارٹی اور اس کے آدمیوں کی صلاحیتوں سے واقف ہیں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔“ مارٹی نے کہا۔ اور لی ساک نے ہاتھ سے اُسے جانے کا اشارہ کر دیا۔ مارٹی سلام کر کے مڑا اور پھر تیز تر قدم اٹھاتا کیبن سے باہر چلا گیا۔

لی ساک نے اس بار میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا ریسیور اٹھایا۔ اور ایک نمبر پر پریس کر دیا۔

”یس باس۔“ جابر بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا رپورٹ ہے جابر۔“ لی ساک نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”باس۔ کمانڈر حادثہ کی طبی رپورٹ درست نہیں ہے۔ وہ دل کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر کا مریض ہے۔ اس حالت میں اگر اس پر تشدد کیا گیا تو وہ فوری طور پر ہلاک ہو سکتا ہے۔ میں نے اس کا ٹرانسینجیک اپ بھی کر لیا ہے۔ ٹرانسینجیک رپورٹ کے مطابق وہ اینج۔ تھری انجکشنز کا عادی ہے۔ اس لئے فوری طور پر اس سے ہینڈل کر کے دے دیئے بھی معلومات حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ ورنہ اس کا ذہن ہمیشہ کے لئے ماؤن ہو جائے گا۔“ جابر نے جواب دیا۔

لوگ جنونی ہوتے ہیں۔۔۔ لی ساک نے کہا۔

"میرے ذہن میں پہلے سے ہی خدشہ موجود تھا۔ اس لئے میں نے اُسے مسلسل کیٹھڑی کے ذریعہ اثر رکھا ہوا ہے۔ اس طرح اس کا علاج بھی جلد ہو جائے گا اور یہ آدمی حکومت بھی نہ کر سکے گا۔۔۔" جابر نے جواب دیا۔

"گٹھ"۔۔۔ لی ساک نے کہا۔ اور اندر کام کار سیور رکھ کر وہ اٹھا۔ اور کین کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کین سے باہر ہی مسلح جیک بڑے چوکنے انداز میں کھڑا پہرہ دے رہا تھا۔ یہ کین انتہائی گھنے جھگی کے اندر بنا ہوا تھا۔ ہر طرف ادپٹے اور گھنے درخت اور جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔

"جیک۔۔۔ میں آرام کرنے نہروں میں جا رہا ہوں۔ تم پاڈا کو جہاں کہیں بھی پوچھاؤ کہ کسے میرے پاس بھیجاؤ۔ لیکن جس قدر جلد ہو سکے۔ میں اس کا زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتا۔۔۔" لی ساک نے جیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔۔۔ جیک نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ایک طرف جھگی میں غائب ہو گیا۔ لی ساک مسکراتا ہوا مخالف سمت کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ۔۔۔ یہ ساری بیماریاں اسی میں اکٹھی ہونی تھیں۔ میں اس سے فوری طور پر تمام معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اب تو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔" لی ساک نے جیسی طرح جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا "باس۔ میں نے آپ کو رپورٹ دے دی ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ اس پر کوئی طریقہ آزمانا چاہتے ہیں تو آپ با اختیار ہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ معمولی سا تشدد بھی اس کی فوری موت کا باعث بن جائے گا۔ اور آپ نے اس سے سوالات کر کے دیکھ لیا ہے وہ کچھ بتلنے پر تیار ہی نہیں ہے۔" جابر نے جواب دیا۔

"لیکن اگر وہ معلومات یہاں نہ رکھا تو پھر اس کے اغوا کیا فائدہ" لی ساک واقعی جیسی طرح جھنجھلایا ہوا تھا۔

"باس۔ میں نے اس کا خصوصی علاج شروع کر دیا ہے۔ ایک ہفتہ بعد وہ اس قابل ہو جائے گا کہ آپ جیسا نرم کے ذریعے اس سے مکمل معلومات حاصل کر سکیں گے۔ لیکن ایک ہفتہ سے پہلے نہیں۔" جابر نے کہا۔

"بھیک ہے۔ لیکن ایک ہفتہ بعد میں ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کر سکوں گا۔ چاہے یہ بد بخت مر ہی کیوں نہ جائے۔" لی ساک نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ مجھے اس کی اہمیت کا پوری طرح اندازہ ہے۔ اس سے حاصل کردہ معلومات سے فلسطینی جدوجہد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔" جابر نے جواب دیا۔

"اور۔۔۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ خودکشی نہ کر سکے کیونکہ اسے

بجائے ایک اور جزیرہ بنام میں لے جانا ہے۔ جہاں اُسے ایک شخص مرنے کو تلاش کرنا ہوگا اور پھر مرنے کے حوالے کا نڈر حادثہ کو کر دینے کے بعد اس کا مشن مکمل ہو جائے گا۔ عمران نے اُسے پورے علاقے کا تفصیلی نقشہ بھی ہنسا کر دیا تھا۔ اور ساتھ ہی ضروری ہدایات بھی دے دی تھیں۔ تنویر نے اس سے پوچھا تھا کہ اس بار وہ براہ راست سامنے کیوں نہیں آ رہا تو عمران نے اُسے بتایا تھا کہ لی ساک اور اس کا گروپ اُسے جانتا ہے۔ اس لئے ایک ٹوٹے اُسے صرف لی ساک اور اس کے گروپ کو اٹھانے کے لئے بھیجا ہے۔ اصل کام تنویر نے کرنا ہے۔ ادراک مانو لو کے ہوائی اڈے سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھا ہوا تنویر اس ٹیشن کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ مانو لو میں اس کا کوئی واقعہ نہ تھا۔ اس لئے اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ہوٹل پام گروڈ جانے کا کہہ دیا تھا۔ اسس ہوٹل کا پلٹی بورڈ اس نے ایر پورٹ میں لگا ہوا دیکھا تھا۔ تنویر کو ساری صورتحال کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اُسے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا تھا تاکہ جلد از جلد کمانڈر حادثہ کو براہ کیا جاسکے۔ لیکن ابھی تک اس کے ذہن میں کوئی لائن آف ایکشن قائم ہی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ ہوٹل میں بیٹھ کر کوئی باقاعدہ پلان ترتیب دے گا۔ مانو لو سے حد جدید راستہ تھی۔ اس لئے تنویر فراخ اور ہوا سرسٹون پر چلنے والی ٹریفک کے ساتھ ساتھ بلند و بالا عمارتوں کو بھی ساتھ ساتھ دیکھ رہا تھا۔

”جناب۔۔۔ اگر آپ ناماض نہ ہوں تو میں ایک بات پوچھوں۔“ اجانک ٹیکسی ڈرائیور نے پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر جو اپنے خیالات میں مگن تھا۔ اس کی بات کی کچھ تک پڑا۔

تنویر کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وہ اس وقت ایک ٹیکسی میں بیٹھا ایک کیریئیر کی ایک ریاست مانو لو کے مین بازار سے گزر رہا تھا۔ عمران نے اُسے مشن کے بارے میں مکمل طور پر تفصیل بتا دی تھی۔ اور پھر چارٹرڈ طیارے کے ذریعے جب وہ ناماک کی طرف چلے تو عمران نے اُسے ناماک سے پہلے ہی ایک ریاست مانو لو میں اتار دیا تھا۔ ناماک اب سکات بلوٹن تھا۔ اور اس کی جیب میں سکات بلوٹن کے نام سے تمام کاغذات موجود تھے سکات بلوٹن ایکریمیا کا شہری تھا اور پٹنے کے لحاظ سے وہ کوساری اور ہیروں کا تاجر تھا۔ اس کی مستقل رہائش گاہ اور ریاست سلوگم میں تھی۔ عمران نے اُسے بتا دیا تھا کہ اب آگے جزیرہ مانو لو میں پہنچنا اور پھر وہاں سے مانو لو جزیرے میں پہنچ کر کمانڈر حادثہ کے ریڈ روم کی گرفت سے نکال لانے کا سامنا کام اُسے خود اکیلے طور پر کرنا ہوگا۔ البتہ واپسی میں کمانڈر حادثہ کو اس نے جزیرہ مانو لو لے جانے

”کیا بات ہے۔“ — تنویر نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں پوچھا۔
 آپ شاید پہلی بار ڈانوا آئے ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جو ایک نوجوان ایجنسی میں تھا مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”تم نے یہ اندازہ کیسے کیا؟“ — تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے

پوچھا۔
 آپ جس طرح یہاں کی عمارتوں کو دیکھ رہے ہیں اس سے یہی پتہ چلتا ہے۔ اور جناب اگر آپ واقعی پہلی بار یہاں آئے ہیں تو پھر مزید مشورہ ہے کہ آپ ہوٹل پام گرو کی بجائے کسی اور ہوٹل میں رہائش رکھیں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

”کیوں۔“ — ہوٹل پام گرو میں کیا جی بھوت رہتے ہیں۔“ — تنویر کا موڈ واقعی آن ہو گیا تھا۔

”ییس سر۔“ — آپ پال میکر اور اس کے گردپ کو جی بھوت ہی کہہ سکتے ہیں۔ ہوٹل پام گرو ان کا مخصوص اڈہ ہے۔ اور وہ دنیا کی ہر پرانی اور ہر مہینے آگے آگے رہتے ہیں۔ انتہائی مہتمم جھٹ انتہائی وحشی قسم کے لوگ ہیں۔ اور دنیا آدمی تو ان کا بہترین شکار ثابت ہو سکتا ہے۔
 ڈرائیور نے بڑے پرخوصل لہجے میں کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں پال میکر سے بھی بڑا بھوت ہوں اور یہ بھی بتا دوں گا کہ میں پام گرو پال میکر سے ہی ملنے جا رہا ہوں۔“ — تنویر نے جھپٹے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بیک سر میں نوجوان ڈانوا کو کاچہرہ بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اور اس نے دیکھا کہ اس کی یہ بات سن کر ڈرائیور کا چہرہ غور

سے زرد ہو گیا تھا۔

”اوہ جناب۔ دیر سی سو دی۔“ مجھ سے غلطی ہو گئی۔ پلینز۔ آپ پال میکر سے میرے متعلق کوئی بات نہ کریں ورنہ وہ مجھے میری ٹیکسی سمیت زمین میں زندہ دفن کر دے گا۔“ ڈانوا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”اور کے۔“ — اور سنو۔ آئندہ اس قسم کے مشورے بھی ممت دیا کرو۔ اپنی کھال میں رہنا اچھا ہو تلمبے۔“ — تنویر نے جواب دیا۔
 ”ییس سر۔ سو دی سر۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔ اور ٹیکسی میں ایک بار پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ لیکن اب تنویر پال میکر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اور پھر اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ پال میکر کو ہی استعمال کرے گا۔

مختوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک وسیع و عریض عمارت کے کپڑاؤں میں داخل ہو گئی۔ یہ دو منزلہ عمارت تھی۔ لیکن اس کے گرد خاصے بڑے لان تھے۔ عمارت پر ہوٹل پام گرو کا جہاز سی سائز کا نیون سائٹ چمک رہا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ہوٹل کے مین گیٹ کے سامنے ٹیکسی روک دی۔ تنویر دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے جیب سے بٹوہ نکالا کہ کرایہ دے سکے۔

”رہنے دیجیے صاحب۔ آپ کی خدمت کر کے مجھے خوشی ہوئی ہے۔ بس پلین میری غلطی معاف کر دیجیے گا۔ گڈ بائی۔“ ڈرائیور نے گھٹکیاٹے ہوئے انداز میں کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ٹیکسی کا رخ کر کے بڑھا کر لے گیا۔ تنویر کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رہی گئی۔ وہ اب پال میکر کی ٹائپ کو سمجھ گیا تھا۔ اس کے پاس

صرف ایک برلیٹ کیس تھا۔ جس میں کرنسی اداس کے کاغذات وغیرہ تھے۔ اس نے برلیٹ کیس اٹھایا اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باور دہی دربان نے اُسے قریب آتے دیکھ کر دروازہ کھول دیا اور تنویر سہ بلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ ہوٹل کا مال شاندار تھا۔ حالانکہ کسی ڈائینور کی باتیں سن کر تنویر نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ یہ انتہائی تھریڈ کلاس ٹائپ ہوٹل ہوگا۔ لیکن پھر اُسے خیال آگیا کہ یہ پاکیشیا نہیں ہے بلکہ ایگری میا ہے۔ یہاں کا تھریڈ کلاس ہوٹل بھی پاکیشیا کے فرسٹ کلاس ہوٹل کے معیار کا ہی ہوگا۔ وہ برلیٹ کیس اٹھائے سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں دو خوب صورت ایگری میا لڑکیاں کھڑی تھیں۔

”یس سر“ ایک لڑکی نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کاروباری انداز میں مسکرا کر کہا۔

”ایک اچھا سا کمرہ“ تنویر نے مقامی لہجے میں ایگری میا زبان بولتے ہوئے کہا۔

”یس سر“ لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر سامنے رکھے رجسٹر پر جھک گئی۔

”آپ کا کارڈ“ لڑکی نے کہا۔

اور تنویر نے جیب سے ایگری میا کا مخصوص شناختی کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ لڑکی نے تیزی سے اندراجات کرنے شروع کر دیئے۔

”کتنے دنوں کی بلنگ کرنی ہے جناب۔“ لڑکی نے آخری

فائل پر رکھتے ہوئے سر اٹھا کر پوچھا۔

”صرف دو روز کے لئے“ تنویر نے جواب دیا۔

اور لڑکی نے اندراجات مکمل کر کے رجسٹر تنویر کی طرف گھما دیا۔

”سائیکو دیکھئے اور پھر سو ڈالر رعایت کر دیکھئے“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تنویر نے دستخط کئے اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے اس نے ہزار ہزار ڈالر کی مالیت کے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکالی اور اس میں سے ایک نوٹ بڑے لاپرواہ سے انداز میں نکال کر لڑکی کی طرف پھینک دیا۔

”باقی تم رکھ لو مہنی۔“ البتہ بلیک وہسکی کی ایک بوتل بھجوا دینا۔ تنویر نے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور ادھر ادھر اس طرح دیکھنے لگا جیسے مال کی سیاحت سے محفوظ ہو رہا ہو۔

”یہ لیجئے سر جانی۔“ کمرہ نمبر بارہ دوسری منزل۔ اور ٹپ کے لئے شکریہ۔“ لڑکی کی مسکراہٹ اس بار واقعی جاندار تھی۔

”اچھا“ تنویر نے کہا۔ اور چانی جس کے ساتھ ایک کارڈ منسک تھا اٹھا کر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اس کی تیز رفتاری نے ایک میز کے گرد بیٹھے چار ایگری میوں کو چپک کر لیا تھا۔ جن کے سروں پر غصے جیسے بال تھے۔ تھیں بھی ٹھوڑی تنگ آ رہی تھیں۔ اور وہ اپنے حیلوں اور لباس سے واقعی غنڈے لگ رہے تھے۔ ان کی نظریں تنویر پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ تنویر مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر بڑے نوٹوں کی گڈی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اور اُسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا ہے۔

چند لمحوں بعد لفٹ نے اُسے دوسری منزل پر پہنچا دیا۔ اس نے

نمبر نمبر بارہ کا لاکھ لہ اور دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ واقعی بے حد شاندار آناؤز میں سجا ہوا تھا۔ اور خاصا فراخ تھا۔ تو میر نے بیگ ایک طرف اچھالا اور آناؤز میں کسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر ہلکی سی دھتک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"۔ تنویر نے مڑے بغیر کہا۔

”دیٹر نے دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی
دی اور پھر ایک دیٹر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹرے میں رکھی ٹیک و ہک
کی پوسٹل میز پر رکھی۔ وہ ساتھ ہی گلاس اور برت کی ٹرے بھی لے آیا تھا۔
”ان کو واپس لے جاؤ۔ میں پورے پینے کا عادی ہوں۔“ تنویر نے

کہا۔ اور دیر نہ ملتا ہوا بڑے اٹھائے واپس چلا گیا۔
 ویٹر کے واپس جاتے ہی تنویر نے دھمکی کی بوتل کا ڈھکن کھولا۔ اور
 اُسے اٹھائے ہاتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل واپس ڈال دیا۔
 اس نے ویٹر کو دیکھا تو وہ اسے اٹھائے واپس آیا۔ اور
 اس نے بوتل دوبارہ میز پر رکھ دی۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تنویر چونک پڑا۔
 یس۔۔۔ تنویر نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ سکاٹ بلوگن ہیں دوم نمبر بارہ“ — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

یس — تم کون ہو — تو میرے بگڑے ہوئے بچے میں

”یہیں پال میکس بول رہا ہوں۔ اس ہوٹل کا مالک۔ آپ ہمارے ہوٹل کے

معزز مہمان ہیں۔ اور شاہ پہلی بار آئے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو بتا دوں کہ اس ہوٹل میں ہم ہر قسم کی خدمات مہیا کرتے ہیں۔ خوبصورت ترین مکی وغیرہ مکی عورتیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ پسند کریں تو نیچے آتہ خلعے میں گیم روم بھی موجود ہے۔ اگر آپ دماغ تشریف لائیں تو ہمیں آپ کی خدمت کر کے خوشی ہوگی۔ پال میکو نے کہا۔ اور تو میرے کہوں پر زہریلی مسکراہٹ رہی ہے۔

”عموتوں سے توبہ کئے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مسٹر پال میکہ البتہ میں آپ کا
 یگیم روم ضرور دیکھنا چاہوں گا۔“ — تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ بڑی خوشی ہے۔ آپ کا دفتر پر صرف یگیم روم کے الفاظ کہہ دیں
 آپ کو وہاں پہنچا دیا جائے گا۔“ — پال میکہ نے بڑے مطمئن لہجے میں
 کہا اور اس کے ساتھ ہی راہ طبع ختم ہو گیا۔

تو میرے رسیور رکھا وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا کہ وہ پانی میکرو کو کس طرح استعمال کرے۔ کیا اس سے الجھ کر یا اس پر دولت کا رعب ڈال کر دونوں ہی صورتیں ابھی ہوتی تھیں۔ وہ دراصل کوئی ایسا ذریعہ تلاش کرنا چاہتا تھا جس سے وہ کسی کی نظر دین میں آئے بغیر سیدہ عاجزہ پر مار جن پہنچ جائے۔ گو عمران نے اُسے جزیہ ہٹاؤ کی ٹپ دی تھی۔ لیکن تو میرے لیے چکر منہ نہ اٹھنا چاہتا تھا۔ وہ براہ راست حملہ کرنے کا قائل تھا۔ اور اس کے نظریے کے

طابق دہ اگر مخصوص قسم کا اسلحہ لے کر رجن پہنچ جائے۔ تو پھر وہ دہاں سے آسانی سے کمند رعدارت کو نکال سکتا تھا۔ لیکن اس کے لئے انتہائی طاقتور رجن والی لانچ راستوں سے واقف کوئی گائیڈ۔ اور مخصوص اسلحہ سیلائی گرنے والا کوئی گروپ چاہیئے تھا۔ ان سارے لوازمات کے

بغیر وہ آگے نہ بڑھ سکتا تھا کہچہ دیر سوچنے کے بعد وہ کندھے جھکتا ہوا اٹھا۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل کر لفٹ کے ذریعے گاؤنر پر پہنچ گیا۔ گاؤنر سے اُسے ایک راہداری سے گذار کر تہ خانے میں بتے ہوئے ایک وسیع گیم روم میں پہنچا دیا گیا جہاں گاؤنر کی دو میزیں تھیں جن پر چار آدمی بیٹھے گاؤنر کھیل رہے تھے۔

جیسے ہی توہر اندر داخل ہوا۔ سائیڈ سے ایک بھاری جسم اور بڑے قدر والا آدمی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کے جسم پر بہترین قرآش کا تعری میں سوٹ تھا۔

"ویل کم مسٹر سکاٹ بلوٹن۔ میرا نام پال میکرو ہے۔" اس آدمی نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اُدہ۔ آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی مسٹر پال میکرو۔" توہر نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے بڑے گرم جوش انداز میں مصافحہ کیا۔ "آئیے۔۔۔ اس میز پر آجائیے۔" پال میکرو نے ایک میز کی طرف اشارہ کیا۔ اور توہر سر ملاتا ہوا اس میز پر جا بیٹھا۔

"مسٹر سکاٹ بلوٹن ہمارے معزز ذہان ہیں۔" پال میکرو نے میز پر پہلے سے بیٹھے ہوئے چاروں آدمیوں سے توہر کا تعارف کرا رہے ہوئے کہا۔ اور انہوں نے سر ملادینے۔

"مسٹر پال میکرو۔ میں بھاری داؤ کھیلنے کا عادی ہوں اور شارینگ قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔" توہر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہاں شارینگ نہیں ہوتی مسٹر سکاٹ بلوٹن۔ پال میکرو کی یہاں موجود ہی شاد پرز کی موت ہے۔ آپ اطمینان سے کھیلیں۔ اور جتنا بھاری

داؤ آپ چاہیں کھیلیں۔ یہ سب لاڈلہ ہیں۔" پال میکرو نے بھی قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

اور توہر نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی دو گڈیاں نکالیں اور سامنے رکھ لیں۔ میز پر بیٹھے ہوئے باقی افراد نے بھی جیبوں سے اُسی مالیت کے نوٹوں کی گڈیاں نکالیں اور سامنے رکھ لیں۔ گاؤنر ڈانٹے ہوئے تھے۔ لیکن توہر نے میز پر اٹھنے پرے ہوئے گاؤنر ہاتھوں میں نہ اٹھائے۔ اس کی تیز نظروں نے گاؤنر ہاتھوں والے ہاتھوں کی حرکات دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ لوگ پہلی بازی اُسے جیتانا چاہتے ہیں۔ تاکہ آئندہ میز پر وہ شارینگ کا الزام نہ لگا سکے۔ اس لئے اس نے بلیک کھیلنا شروع کر دیا۔ وہ بڑے بڑے نوٹ آگے کھسکاتا رہا۔ اور ظاہر ہے اس کے بلیک کھیلنے کی وجہ سے دوسرے پائلٹرز کو اس سے ڈل داؤ لگانا پڑا تھا۔ اس لئے جس وقت اس کے سامنے پڑی ہوئی ایک گڈی داؤ میں آئی باقی چاروں افراد کی دو دو گڈیاں داؤ میں پہنچ گئیں۔ انہوں نے اور گڈیاں نکال لیں چونکہ صرف توہر بلیک کھیل رہا تھا اس لئے شوکر نے کا حق بھی اُسے ہی حاصل تھا۔ جیب اس کی دونوں گڈیاں داؤ میں شامل ہو گئیں تو اس نے کوٹ کی جیب سے اس سے بھی بڑی مالیت کی دو گڈیاں اور نکال کر سامنے رکھ لیں۔ اور پھر اس کے اوپر اس وقت زہریلی میکر امپ تیرنے لگی۔ جب اس نے ان چاروں کھیلنے والوں کے ساتھ ساتھ ان کے گمراہ پال میکرو اور اس کے چار ساتھیوں کے چہروں پر ہنس کی آواز پھیلنے دیکھی۔ شاید اتنے لمبے بلیک داؤ کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اب وہ خود اپنے جال میں پھنس چکے

"نہیں۔ یہ شارینگ ہے۔ اور تم نے پال میکے کے کارڈم میں شارینگ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب تم زندہ یہاں سے نہیں جا سکتے۔" پال میکے کا لہجہ اب مکمل طور پر بدل گیا تھا۔ اس نے جب سے ریوا اور بھی نکال لیا تھا اور اس کے ریوا اور نکالنے ہی نہ صرف اس کے چاروں ساتھیوں نے ریوا اور نکال لئے بلکہ کارڈز کھیلنے والے بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اب ان سب کے ہاتھوں میں ریوا اور جک رہے تھے۔

"یہ رقم اٹھا لو میز سے۔" پال میکے نے کہا اور ایک غنڈے نے جلدی سے میز پر موجود ساری رقم اٹھائی اور کمرے کے کونے میں بنے ہوئے کبوتر کی طرف بڑھ گیا۔ تو برو دپے ہی اطمینان سے کمری پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان کے کسی کام میں مداخلت نہ کی تھی۔ "مسٹر سکاٹ بلوٹن۔ اب تمہارے سامنے دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم خاموشی سے کان دیباٹے ہوٹل یا مگر دوسرے دفع ہو جاؤ۔ واپس کمرے میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تمہارا بریف کیس وہاں سے اٹھالیا گیا ہے۔ البتہ جاتے وقت تم اپنا یہ کوٹ اتار کر یہیں رکھ جاؤ گے۔ اس طرح تمہاری زندگی بچ جائے گی اور اسے پال میکے کی طرف سے انجام سمجھنا۔" پال میکے نے بڑے طنز پر سے لہجے میں کہا۔

"اور دو مہری صورت کیا ہے مسٹر پال میکے؟" تو برو نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "ادہ۔ تو تم دلیر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ دو مہری صورت یہ ہے کہ ابھی آٹھ گولیاں تمہارے جسم میں گھس جائیں گی۔ اور پھر

تھے۔ اور جب چاروں افراد کی گولیاں درمیان میں پڑے ڈھیر میں شامل ہو گئیں تو انہوں نے پال میکے کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا اور اس نے جب سے ادھر گولیاں نکال کر انہیں دے دیں۔ لیکن جب تو برو نے اپنی گولیاں ختم ہونے پر دوبارہ جب سے ایسی ہی دو گولیاں نکالیں تو ان سب کے چہروں پر زلزلے کے سے آثار پھیل گئے۔

"آپ بلیک میں اتنا لمبا رسک کیوں لے رہے ہیں۔" پال میکے سے نہ مانگیا تو وہ بول پڑا۔

"میں تو ایسے ہی کھیلتا ہوں مسٹر پال میکے۔ دولت کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔ اور جب تک آپ کے یہ لارڈز اس بات کا اعلان نہ کر دیں گے کہ ان کے پاس اب داؤ کے لئے رقم نہیں رہی۔ میں شو نہیں کر اؤں گا۔" تو برو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔ یہ بھی شارینگ ہے۔ انتہائی جدید قسم کی شارینگ نہ ہے جب رقم ختم ہونے کا اعلان ہو گا تو اصول کے مطابق شو کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ رقم ختم ہونے کا اعلان شکست کا اعلان ہے۔ یہ شارینگ ہے۔ نہیں مسٹر سکاٹ بلوٹن۔ میں اس قسم کی شارینگ برداشت نہیں کر سکتا۔" پال میکے کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا۔

"یہ شارینگ نہیں ہے مسٹر پال میکے۔ ہو سکتا ہے میرے پاس رقم ختم ہو جائے یا پھر جب شو ہو تو تو میرے پاس اچھے کارڈز نہ ہوں اس لئے تو مجھ سے صرف مجھ۔" تو برو نے بڑے مطمئن میں مسکراتے ہوئے کہا۔

تہا ہی منہ شدہ لاش کی گٹھنیں پڑی سڑتی رہے گی۔" پال میکہ نے غراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پال میکہ کیا تم واقعی اس قدر بے خبر آدمی ہو یا تہا ہی عقل کہیں گھاس چرنے لگی ہوئی ہے کیا تم میرا نام سننے کے باوجود مجھے ہی یہ صورتیں سنا رہے ہو جب کہ تمہیں تو میرا نام سننے کے بعد اس جوٹلی کی ملکیت کے کاغذات میرے سامنے پیش کرنے چاہئیں تھے" تنویر نے اس بار انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کون جو تم؟" پال میکہ تنویر کے فخرے کے ساتھ ساتھ اس کے لہجے کی سردی سے چونک اٹھا تھا۔ اس سے پہلے اس قسم کے حالات کے باوجود تنویر کے چہرے پر جگر اطمینان دیکھ کر اسے شک ہوا تھا کہ تنویر کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ عام آدمی کا وہ عمل ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔

"سکاٹ بوٹن" تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "اب تم خواہ مخواہ مجھے جکر دینے کی کوشش کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب پہلی صورت ختم۔" پال میکہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔" تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ پال میکہ کچھ سمجھتا۔ بھاری میزیک لخت اٹھتی ہوئی پال میکہ سمیت دوسری طرف کھڑے ہوئے چار آدمیوں پر گری۔ اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے قلابازی کھائی اور اسی لمحے سائیڈ پر کھڑے ہوئے دو افراد نے گولیاں چلا دیں۔ لیکن تنویر ایک لمحہ پہلے ہو میں اچھل چکا تھا۔ اس لئے گولیاں اس کے

نیچے سے ٹکرائیں لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں برسی طرح پھٹتے ہوئے اسٹاک فرش پر جا گرے تنویر نے قلابازی کھا کر دونوں ٹانگیں پھیلا کر بیک وقت ان دونوں کے سینوں پر ماری تھیں اور قلابازنگ ملک لگا کر تنویر ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو اس دوران وہ ایک ریلو اور اٹھا چکا تھا۔ اسی لمحے اس پر بیک وقت پانچ فائر ہوئے لیکن تنویر ایک بار پھر ہو میں اچھل گیا۔ اس کی تیز نغروں نے ایک لمحے میں ان پانچوں کو میزائل ٹانگہ اٹھتے دیکھ لیا تھا۔ ہو میں اچھلنے کے بعد اس کے قدم دوبارہ زمین سے لگے تو پال میکہ کے ہاتھ سے ریلو اور نکل چکا تھا۔ اور باقی چار سینوں پر گولیاں کھا کر فرش پر پڑے تو پال میکہ نے پیر زمین پر گئے ہی تو یو کا ہاتھ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ٹھکرا اور قلابازنگ ملک کے ٹسکار اٹھتے ہوئے دونوں آدمی بھی گولیاں کھا کر ٹپ پڑے گئے یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری اور پھرتی سے ہوا کہ شاید اس ساری کارروائی میں صرف دس یا بارہ سیکنڈ خرچ ہوئے ہوں گے اور ان دس بارہ سیکنڈوں میں سات لاشیں وجود میں آچکی تھیں اور پال میکہ ہاتھ پر گولی کھا کر آنکھیں پھاڑے کھڑا اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اچانک اس کی آنکھوں کی مینائی غائب ہو گئی ہو۔

"ماں تو مسٹر پال۔" اب تمہیں سکاٹ بوٹن کے نام سے کچھ یاد آ گیا ہے یا ایک فائر اور کروں۔" تنویر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں۔" پلیر آپ خود بتا دیں مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا۔ لیکن کم از کم اب مجھے اتنا مفہوم ہو گیا ہے کہ آپ کوئی پورے آدمی ہیں۔" پال میکہ نے ٹھکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں آتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے تم سے ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ کہ تم اور تمہارے ساتھی جن بھوت ہیں تو میں نے اُسے بتایا کہ میں ان سے بھی بڑا بھوت ہوں۔" — تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گھوسٹ۔ اودہ بگ گھوسٹ۔ اودہ اودہ۔ اب میں سمجھ گیا آپ بگ گھوسٹ کے آدمی ہیں۔ اودہ واقعی میرا دماغ خراب ہو گیا ہے کہ میں نے بگ گھوسٹ کے آدمی سے اچھے کی کوشش کی۔" — پال میکرن کا پختہ ہونے لگشوں کے بل نیچے گر گیا۔ اس کا چہرہ مہدی بھی زیادہ زرد پڑ گیا تھا۔ اور چہرے کے تاثرات ایسے تھے جیسے وہ اس نے بھوت دیکھ لیا ہو۔

"تم ایک بار پھر میری توہین کر رہے ہو۔ سکاٹ بلوٹن بگ گھوسٹ کا آدمی نہیں ہے۔ بلکہ بگ گھوسٹ کے چیف کا نام ہے۔ لیکن اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم انتہائی غرور کا اس ثابت پھر ہو۔ اس لئے میں تمہیں محاف کر رہا ہوں ورنہ سکاٹ بلوٹن پر حملہ کرنا تو ایک طرف سکاٹ بلوٹن کی طرف آکھ اٹھا کر دیکھنے والا دوسرا سانس لینا بھرا جاتا ہے۔" — تنویر نے خراتے ہوئے کہا۔

"پنج۔ پنج۔ چیف۔ مجھے محاف کر دیجیے۔ پلز چیف۔ مجھے محاف کر دیجیے۔" — پال میکرن نے واقعی ہاتھ اٹگے پڑھا کر تنویر کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ دیتے وہ بری طرح ٹھک گیا رہا تھا۔

"اودہ۔ تم تو بالکل ہی بودے بن گئے ہو۔ حالانکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ بلوٹن تمہاری بڑی دہشت ہے۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" — تنویر

نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پال میکرن ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔ "پنج۔ پنج۔ چیف۔ آپ کے سامنے تو واقعی میری جان بھل رہی ہے ورنہ یہاں پال میکرن کا نام سن کر ہر شخص کی جان نکل جاتی ہے۔ پال میکرن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہو نہہ۔ کتنا بڑا گروپ ہے تمہارے پاس۔" — عمران نے پوچھا۔

"جی بہت بڑا ہے۔ پچاس آدمی ہیں چار اڈے ہیں۔" — پال میکرن نے اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بتایا۔ "تین تنویر اس طرح ہنسا جیسے پال میکرن نے بچوں جیسی بات کی ہو۔

"اودہ۔ کے۔ میں یہاں آیا تو اس لئے تھا کہ اگر تمہاری کوئی حیثیت ہے تو بلوٹن میں تمہیں بگ گھوسٹ کی نمائندگی دے دی جائے۔ لیکن پچاس آدمی اور چار اڈے۔ یہ تو بڑی معمولی سی بات ہے۔" — تنویر نے محاف بھرے ہوئے بچے کی طرح کہا۔

"اودہ اودہ چیف۔ اگر آپ مجھے نمائندگی دے دیں تو میں آپ کی مرضی کے مطابق یہاں آدمی بھی بڑھا سکتا ہوں اور اڈے بھی۔ میرے پاس دولت ہے۔ لیکن میرے پاس کسی بڑی تنظیم کی سرپرستی نہیں ہے۔ پال میکرن نے منت بھرے ہوئے بچے کی طرح کہا۔

"دولت کی بات میرے سامنے مت کر دو۔ تمہارے پاس عینی دولت جوگی اتنی تو میں اپنے ایک آدمی کو بخش دیا کرتا ہوں۔ کام کی بات کر دو کام کی۔ کیا تم یہاں پچاس اڈے اور چار سو آدمی رکھ سکتے ہو۔ اور سنو۔ دولت تمہیں ہم دیں گے اور نمائندگی کا کیش بھی فنی پرسنٹ

”میں لاشیں اٹھوانے کا کچھ دنوں سر۔ اور آپ کا بریعت کیس بھی منگوا
لوں۔“ پال میکر نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی طرف بڑھتے
ہوئے کہا۔

تئویر خاموش رہا۔ پال میکر نے فون پر کسی آدمی کو ہدایات دیں۔
اور پھر ریور کھ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری
کھولی اور اس میں سے بلیک دہسکی کی ایک بوتل نکال کر اس نے
بڑے مودبانہ انداز میں تئویر کے سامنے رکھ دی۔

”آپ نے کمرے میں بلیک دہسکی منگوائی تھی اور پور بی تھی اس
لئے چیف میں نے بھی ہی بوتل منتخب کی ہے۔“ پال میکر نے
خوشادانہ انداز میں کہا۔

”میں آٹھ گھنٹوں میں ایک بوتل پیتا ہوں۔ اس لئے فی الحال نہیں
تئویر نے خشک ہلچے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ پال میکر کچھ کہتا سائیڈ کا دروازہ کھلا اور
ایک فوجانہ اندر داخل ہوا اس کے ساتھ میں تئویر کا بریعت کیس تھا۔
اس نے ایک سائیڈ پر بریعت کیس رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔

”ادھر میرے سامنے بیٹھو۔ میں اب تمہارے متعلق کوئی جتنی فیصلہ
کرنا چاہتا ہوں۔“ تئویر کا اہجہ یک نخت سخت ہو گیا۔

”ییس سر۔۔۔۔۔ میں چیف۔“ پال میکر نے سامنے والے صوفے
پر انتہائی مودبانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تو تم واقعی جگ گھوسٹ کی نمائندگی مانو لو میں کرنے پر تیار ہو
تئویر نے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی کسی بہت

ہو گا ہو۔۔۔۔۔ تئویر نے کہا۔

”ہف۔۔۔۔۔ ہفنی پرنٹ۔ ادھر یس چیف۔ بالکل کر سکتا ہوں۔
بالکل کر سکتا ہوں آپ پال میکر کو اپنا ادنیٰ خادم پائیں گے۔“ ہفنی
پرنٹ کیش کا سن کر پال میکر کے قدم لرزھ اٹھے۔
”اور کے۔۔۔۔۔ باقی باتیں یہاں نہیں کسی دفتر میں ہو سکتی ہیں۔“
تئویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”نچ۔۔۔۔۔ جی ہاں۔ آئیے سر۔ ادھر سر۔“ پال میکر
نے کہا اور تیزی سے کونے میں بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا
اس نے بڑے احترام بھرے انداز میں کیبن کا دروازہ کھولا اور
تئویر اندر داخل ہوا اور اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک
بٹن دبایا تو کیبن کی عقبی دیوار درمیان سے کھل گئی اور سیڑھیاں نیچے
جانی دکھائی دیں۔

”آئیے چیف۔ نیچے میرا اصل دفتر ہے۔“ پال میکر نے کہا
اور تئویر سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں اترتا گیا۔ پال میکر اس کے پیچھے تھا
سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جسے پال میکر نے کھولا۔
اور پھر وہ دونوں ایک شاندار انداز میں بستے ہوئے کمرے میں آ گئے
جوساؤنڈ پر دف تھا۔

”دیر ہی گڈ۔۔۔۔۔ اب کم از کم کچھ تو تمہاری حیثیت کا اندازہ ہوا۔
تئویر نے کہا۔

اور پال میکر مشکوے کے سے انداز میں بے اختیار سلام کرتے
لگا۔ تئویر ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

بڑی مجرم تنظیم کا چیف ہو۔ حالانکہ اُس کے فرشتوں کو بھی بگ گھوسٹ نامی کسی تنظیم کا علم نہ تھا۔ اس نے تو صرف ٹیکسی ڈرائیور کے الفاظ بھوت یعنی گھوسٹ دوہرائے تھے۔ لیکن پال میکمر جس انداز میں مرعوب ہوا تھا۔ اس لئے تو یہ سمجھ گیا تھا کہ بگ گھوسٹ ایک میمیا کی کوئی بہت ہی بڑی مجرم تنظیم ہے۔

یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہو گی چیف۔ پال میکمر نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

لیکن اس کے لئے تہہ بدار امتحان ضروری ہے۔ ذاتی امتحان۔ کیا تم امتحان کے لئے تیار ہو۔ تو یہ نے کہا۔

میں ہر امتحان کے لئے تیار ہوں باس۔ بگ گھوسٹ کی نمائندگی حاصل کرنے کے لئے میں آگ کے سمندر میں بھی کود سکتا ہوں۔ پال میکمر نے لہجے کو پوری طرح با اعتماد بناتے ہوئے کہہ دیا۔

تم کبھی جزیہ ٹارجن پر گئے ہو۔ جزائر فی لینڈ کے جزیہ ٹارجن۔ تو یہ اصل بات پر آ گیا۔

جزیہ ٹارجن۔ جزائر فی لینڈ۔ نو سر میں تو دو ہاں کبھی نہیں گیا۔ پال میکمر نے ایکس سے لہجے میں جواب دیا۔

اور تو یہ اس کے جواب سے ہی سمجھ گیا کہ یہ کوئی بہت ہی چھوٹی میچلی ہے۔ جو بڑا ہٹنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو۔ جو سمندر کا کپتان ہو۔ اور ساتھ ساتھ انتہائی دغا دار اور دلیر آدمی بھی ہو۔ تو یہ نے ایک اور آئینہ

سے بات کرتے ہوئے کہا۔

سمندر کا کپتان دلیر۔ بہادر۔ ادھ۔ چیف۔ ایک آدمی ایسا ہے۔ مائیکل گرین۔ وہ بحری سمندر ماہ ہے۔ اس کی ساری عمر سمندر میں گزری ہے۔ لیکن چیف ایک مشن کے دوران اُسے کسی ایسے زہریلے سانپ نے کاٹ لیا۔ کہ اس کا سارا جسم پھول گیا۔ پھر کئی ماہ تک اس نے ایک میمیا کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں علاج کرایا۔ وہ شیک تو ہو گیا۔ لیکن ڈاکٹروں نے اُسے ایک سال تک مکمل آرام کرنے کے لئے کہا۔

اور چونکہ وہ مانو کو کارہنے والا ہے۔ اس لئے باس وہ آرام کرنے کے لئے یہاں آ گیا۔ اب وہ پوری طرح فٹ ہو گیا ہے۔ میڈیکل چیک اپ میں اُسے مکمل طور پر ادر کے قرار دے دیا گیا ہے۔ وہ کل ہی مجھے ملا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ چونکہ وہ طویل عرصے تک فیلڈ سے کنارہ ماہ ہے۔ اس لئے اب اُسے دوبارہ فیلڈ میں جانے کے لئے لمبی رقم چاہیے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ کوئی ایسا کام اُسے دلایا

جائے جس سے اُسے لمبی رقم مل سکے۔ لیکن باس میں نے معذرت کر لی۔ کیونکہ میرے پاس ایسا کام نہیں ہے۔ ویسے وہ بے حد دلیر۔ بہادر اور انتہائی مخلص آدمی ہے۔ بالکل سونے کی طرح کھرا آدمی۔

پال میکمر نے جلد جلد بولنا شروع کر دیا۔

”وہ یہودی تو نہیں ہے۔“ تو یہ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ادھ۔ نو باس۔ وہ عیسائی ہے۔ اور باس یہودیوں سے تو وہ بے پناہ نفرت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جب بچہ تھا تو یہاں کے ایک یہودی

بچہ تھا۔

نے اس کی ماں اور باپ کو ایک قرضے کی خاطر پر غلام بنا لیا تھا۔ اور پھر اس کی ماں اس یہودی کی خدمت کرتے کرتے مر گئی۔ اس کا باپ یہودی کے خادم پر کام کرتا کرتا مر گیا۔ تب بھی اس یہودی کا قرضہ ختم نہ ہوا تو اس نے مائیکل کو قرضہ اتارنے کے لئے کام پر لگا دیا۔ وہ یہودی مائیکل سے بے پناہ مشقت لیتا تھا۔ اس قدر کہ مائیکل بے دم ہو کر مرنے لگا تو یہودی اُسے کو ڈر سے پشیمانہ انہی حالات میں مائیکل جوان ہو گیا لیکن یہودی کا قرضہ بڑھتا ہی گیا۔ اور پھر ایک روز مائیکل اُسے قتل کر کے فرار ہو گیا۔ اور اس کے بعد وہ بحری سمندروں کے گروپ میں شامل ہو گیا۔ وہ چار ہوا تو واپس آیا ہے۔ پال میکر نے کہا۔

"گڈ۔ پھر تو وہ کام کا آدمی ہے۔ اُسے یہاں بلاؤ۔ میں اُسے کام دیتا ہوں۔ اور سنو۔ اگر اس نے کام ٹھیک کر دیا تو پھر اس کا مطلب ہو گا کہ تم پر اعتماد کیا جاسکتا ہے کیونکہ مجھے مردم شناس افراد پسند ہیں۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چیف۔ میں اُسے بلاتا ہوں۔" پال میکر نے خوش ہو کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن سنو۔ اس سے میرا تعارف صرف اتنا کہ انا کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ اور بس۔ اس سے زیادہ نہیں۔ البتہ تم میرا نام اُسے بتا سکتے ہو۔" تنویر نے کہا۔ اور پال میکر سر ہلاتا ہوا اسی فون کی طرف بڑھ گیا۔

"میں نے کہہ دیا ہے جناب وہ جہاں بھی ہو گا میرے آدمی اُسے یہاں لے آئیں گے۔" پال میکر نے واپس آتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیکسی انتہائی تیز رفتاری سے نارا کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جب کہ عقبی سیٹ پر عمران۔ صدیقی اور خادو کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چاروں ہی ایک دوسرے میں ایک آپ میں تھے۔ اس لئے یہاں کے مقامی لوگ گم رہے تھے۔ چارٹرڈ ٹیلیارے نے انہیں نارا کی کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر اتار دیا تھا اور پھر جلد ہی وہ تمام کاؤنٹر ڈکس کر کے باہر آ گئے۔ ان کے پاس کاغذات بالکل درست تھے۔ اس لئے کسی کاؤنٹر پر بھی انہیں روکا نہیں گیا۔ باہر آ کر عمران نے ٹیکسی کو بلایا اور پھر اُسے گوبین ہوٹل چلنے کے لئے کہہ دیا۔ اور ٹیکسی انہیں لئے ہوئے تیزی سے نارا کی کی فراخ اور وسیع سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ چونکہ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا اس لئے باقی تین بھائی خاموش تھے۔ تنویر ہی دوبارہ ٹیکسی ایک گیارہ منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ عمارت پر

نے جڑا سامنے بتاتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ تو تمہارے باس کو اس وقت پتہ چلے گا جب ڈیشنگ ایجنٹ صاحب کو شارک مچھلیاں کھا رہی ہوں گی۔“ عمران کے ہلچے میں واقعی شدید حسد کے تاثرات موجود تھے۔

”بکو اس مت کر دو۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر حاسد ہو۔“ جولیان نے واقعی جڑا منہ کرتے ہوئے کہا۔

”دیے عمران صاحب۔ ہمارے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔“ خاور نے پوچھا۔

”گواہی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”گواہی۔ کیسی گواہی۔“ خاور نے چونک کر پوچھا۔ صدیقی اور جولیان بھی چونک پڑے تھے۔

”کسی یہودی لڑکی سے شادی کے لئے دو مردوں کے ساتھ ساتھ ایک عورت کی گواہی بھی ضروری ہوتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صدیقی اور خاور تو بے اختیار ہنس پڑے جب کہ جولیان ایک جھٹکے سے کھڑکی ہوئی۔

”میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔“ جولیان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”ارے وہ گواہی تو دیتی جاؤ۔“ عمران نے کہا۔ نیکی جولیان کوئی جواب دینے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

”عمران صاحب۔ آپ مس جولیا کو تواہ خواہ تنگ کرتے رہتے ہیں۔“ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

گرین ہوٹل کا بہت بڑا بیرون سائے موجود تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ عمران نے دیا۔ اور پھر کاؤنٹر پر کمرے بھی اس نے کب کرائے۔ انہیں آٹھویں منزل پر کمرے ملے تھے۔ اپنے اپنے کمروں کو چیک کر کے وہ عمران کے کمرے میں پہنچ گئے۔

”آج تم پر سنجیدگی کا دورہ کیوں پڑا ہوا ہے۔“ جولیان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”یہودی لڑکیاں سنجیدہ آدمی کو پسند کرتی ہیں۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ رہتے ہوئے جواب دیا۔

”تو تم یہاں یہودی لڑکیوں سے رومانس لڑانے کے لئے آئے ہو۔“ جولیان نے بھنائے ہوئے ہلچے میں کہا۔

”تو اور کیا کروں اصل مشن تو تمہارے باس نے اس ڈیشنگ ایجنٹ کے ذمہ لگا دیا ہے اور وہ ڈیشنگ ایجنٹ صاحب اب

ٹانولویس مینی مونسٹار ہے ہوں گے۔ میں نے تو لاکھ کہا کہ ڈیشنگ کے ساتھ ڈاشنگ کو بھی بھیج دو تاکہ ڈش ساتھ ساتھ ڈاش ہوتی رہے۔ لیکن تمہارا باس مانا ہی نہیں۔ اب بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔“ عمران نے منہ بتاتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔“ تو تم تنویر سے حسد کر رہے ہو۔ اس لئے سنجیدہ ہو رہے ہو۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ باس تم سے زیادہ اپنے

ایجنٹس کی صلاحیتوں کو جانتا ہے۔ اس لئے اگر اس نے اس مشن کے لئے تنویر کا انتخاب کیا ہے تو درست ہی کیا ہو گا۔“ جولیان

"یعنی خواہ مخواہ سے بہتہا مطلب ہے کہ اسے تنگ کرنے کے لئے مجھے اس سے فیس بھی لینی چاہیے۔" عمران نے کہا اور صدیقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔
 آپس سے باتوں میں کون جیت سکتا ہے۔ صدیقی نے کہا اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے تم کہاں چل دیتے۔" عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "آپ کی باتوں سے ظاہر ہے کہ فی الحال مجارے لئے کوئی کام نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے مجھے اپنے گھر میں آرام کر چلیجئے۔ آؤ خدا رحم بھی آجائے۔" صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر خادو سے مخاطب ہو گیا۔ اور خادو بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے میری گواہی کا کیا ہوگا۔ تم سب نے میری شادی کے خلاف سازش کر لی ہے۔" عمران نے رو دینے والے ہلچل میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ جب گواہی کی ضرورت ہو ہمیں طلب کر لیجئے گا۔" صدیقی نے کہا اور پھر وہ دونوں ہنستے ہوئے دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

"اب تک کوئی نہیں آیا۔ اس کا مطلب ہے کوئی نگرانی نہیں ہو رہی۔" عمران نے ان کے جاتے ہی بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سائینڈ ٹیبل پر موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ایکس چینج۔" رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف

سے ہوٹل ایکس چینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"برمن سپورٹس کارپوریشن کے ڈائریکٹر جنرل رابرٹ برمن سے بات کرایئے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"رابرٹ برمن صاحب لائن پر ہیں۔ بات کیجئے۔" آپریٹر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ملک کی آواز سنائی دی۔
 "ہیلو ہیلو۔" رابرٹ برمن سپیکنگ۔ رابرٹ برمن کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈیمپ سپیکنگ۔" عمران نے کہا۔
 "ادہ ادرہ پرنس۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔" دوسری طرف سے رابرٹ برمن کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔
 "ہوٹل گرین سے۔ تم بتاؤ۔ انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"یس سر۔" میں نے چیف کی کال ملتے ہی تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ صرف آپ کا انتظار تھا۔ آپ نے مجھے پہلے کال کیوں نہیں کیا۔ میں ایئر پورٹ پر آجاتا۔" رابرٹ برمن نے کہا۔
 "کیا انتظامات ہیں۔ تفصیل بتاؤ۔" عمران نے اس کے جواب کے آخری حصے کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"جزیرہ فاٹو میں ایک فشنگ کمپنی ہے۔ اگر اس فشنگ کمپنی کا انچارج ہے۔ اس سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے۔ وہ آپ کو

فان ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اس لئے عمران اس کی صلاحیتوں سے ابھی طرح واقف تھا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

”یس کم ان“ — عمران نے کہا اور دروازہ کھلتے ہی دابڑ برمن کا مسکرا تا ہوا چہرہ دکھائی دیا۔ لیکن اندر داخل ہوتے ہی جیسے اس کی نظریں عمران پر پڑیں اس کا چہرہ سکڑ گیا۔

”ڈونٹ درسی دابڑ۔ میں میک اپ میں ہوں“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دابڑ برمن کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ کمال سے عمران صاحب۔ اس قدر تبدیلی۔ آپ تو بالکل ہی مختلف آدمی نظر آ رہے ہیں۔“ — دابڑ برمن نے شرمندہ سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران سے ابھی طرح واقف تھا اور عمران اور اس نے کئی بار نارا ک میں اکٹھا کام کیا تھا۔ اس لئے وہ عمران سے غاصابے تکلف بھی تھا۔

”یہ بتاؤ اس میک اپ کا اثر یہودی لڑکیوں پر بھی ہو گیا یا نہیں؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”یہودی لڑکیوں پر کیا مطلب۔ یہ یہودی لڑکیاں کہاں سے ٹپک پڑیں۔“ — دابڑ برمن نے کمرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یادیں نے سنا ہے یہودی لڑکیاں بڑی خدمت گزار قسم کی بویاں ہوتی ہیں۔ خاص طور پر پیسے تو مانگتی ہی نہیں۔“ — عمران نے

اور آپ کے ساتھیوں کو فٹنگ کمپنی کی فیلڈ سروس میں ملازمتیں دے گا۔ اس طرح آپ آسانی سے ارد گرد کے تمام جزیروں میں آ جا سکتے ہیں۔ راگ کا خاصا ہولڈ ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ اور راگ سے بات چیت مکمل کر اگر واپس آؤں گا۔“ — دابڑ برمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ راگ کیسا آدمی ہے۔“ — عمران نے پوچھا۔

”آپ ٹھکرتے ہیں وہ بالکل صحیح آدمی ہے۔“ — دابڑ برمن نے جواب دیا۔

”تم نے اُسے ہمارے متعلق کیا بتایا ہے۔“ — عمران کا لہجہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا۔

”میں نے اُسے صرف اتنا بتایا ہے کہ آپ میرے دوست ہیں اور بس۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔“ — دابڑ برمن نے جواب دیا۔

”او۔ کے ٹھیک ہے۔ تم جزیرہ فاؤ کے لئے مکھٹوں وغیرہ کا انتظام کرو۔“ — عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”لیکن جناب۔ اس کے لئے کاغذات کی ضرورت ہوگی۔ میں دیاں آ جاؤں۔“ — دابڑ برمن نے پوچھا۔

”ہاں۔ آ جاؤ۔ آٹھویں منزل کمرہ نمبر ایک سو دس۔“ — عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس نے چہرے پر ہلکے سے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے دابڑ برمن کی صلاحیتوں کا ابھی طرح علم تھا وہ طویل عرصے سے نارا ک میں پاکیشیا سکرٹ سروس کے

مکراتے ہوئے کہا۔ اور رابرٹ برمن آہستہ آہستہ مارکر سنس پڑا۔
 ”تو آپ اس لئے یہودی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ
 آپ کو جس نے بھی بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ یہودی کنجوس ہی اس
 لئے ہوتے ہیں کہ ان کی بیویاں ان سے ہر وقت رقم مانگتی رہتی ہیں
 رابرٹ برمن نے سنسنے ہوئے جواب دیا۔
 ”اوہ۔۔۔ تو یہ سکوپ بھی گیا۔“ عمران نے بڑے مایوس

انداز میں منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”عمران صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ مذاق بھی کرتے ہیں
 تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ یہودی لڑکیوں
 کا خوالہ دینے سے آپ کا اصل مقصد کیا ہے۔“ رابرٹ برمن
 نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ”ریڈ روز نامی تنظیم کو جلتے ہو۔“ عمران نے بھی سنجیدہ
 لہجے میں پوچھا۔

”ریڈ روز۔۔۔ اوہ۔ وہ خفیہ یہودی تنظیم۔ میں نے اس کا نام
 تو سنا ہوا ہے۔ لیکن تفصیلات کا قطعی علم نہیں ہے۔“ رابرٹ برمن
 نے جواب دیا۔

”تو سنو۔ ریڈ روز کا چیف لی ساک ہے۔ جو پہلے یہاں کی
 ایک خفیہ مجرم تنظیم واسٹ چانس کا چیف تھا۔ واسٹ چانس
 کے خاتمے کے بعد اس نے یہودی کاڑھے کے لئے کام کرنے کی
 غرض سے یہ نئی تنظیم بنائی ہے۔ اوہ لی ساک نے فلسطینی لیسٹ
 کمانڈر عمارت کو اغوا کر کے جزیرہ فاٹو کے قریب کسی جزیرے

ٹما رہی ہیں رکھا ہوا ہے۔ ہمارا مشن کمانڈر عمارت کو اس کے پیچھے
 آزاد کرانا ہے۔“ عمران نے اُسے پوری تفصیل بتاتے
 ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو اس لئے آپ جزیرہ ٹافو جانا چاہتے تھے۔ ٹھیک ہے۔
 آپ نے اچھا کیا کہ مجھے تفصیل بتا دی۔ اب میں راگر سے کھل کر
 بات کر دوں گا۔ راگر کا اس علاقے میں خاصا ہولڈ ہے۔ اور راگر
 بھروسے کا آدمی ہے۔ یہودی بھی نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یقین
 ہے کہ وہ دشمن کے لئے کوئی اچھا سا کیتو دے گا۔“ رابرٹ برمن
 نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ پہلے ٹافو تو پہنچیں۔ یہ کاغذات لو اور
 سنو کسی پرواز کے چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی
 طیارہ چارٹر کر لیں۔ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت
 نہیں ہے۔“ عمران نے حجب سے کاغذات نکال کر رابرٹ
 برمن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور رابرٹ برمن نے سر ہلاتے
 ہوئے کاغذات لئے اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی
 طرف مڑ گیا۔

اپنا بک پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ لی ساک آواز سن کر
 بڑی طرح چوک پڑا۔ پاڈلانے ٹہرا سامنے بنالیا۔
 "یکس کی کال آگئی ہے۔" لی ساک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
 اٹھاتے ہوئے کہا۔

"دفعہ کر داس کال کو۔" پاڈلانے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "یس۔ کون ہے۔" لی ساک نے بھی بھاڑ کھانے
 والے لہجے میں مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کالرس بول رہا ہوں پاس۔ مداخلت کے لئے معافی چاہتا ہوں۔
 یکس میرے پاس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔" دوسری
 سے ایک سہمی ہوئی مگر مودبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا اہم اطلاع ہے۔ جلد بکو۔" لی ساک نے اسی لہجے میں کہا۔
 "باس۔ بانولوسے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ بگ گھوسٹ کا چیف
 سکاٹ بلوٹن دیان کے پام گرو پوٹل کے مالک اور بانولوسے کے مشہور
 غنڈے پال میکرس سے ملاؤں پہلے گیم روم میں ان کا جھگڑا ہوا۔
 اور سکاٹ بلوٹن نے پال میکرس کے سات آدمی مار ڈالے۔ پھر پال میکرس
 اس سے دب گیا۔ اس نے پال میکرس کو بانولوسین بگ گھوسٹ کی نمائندگی
 دینے کی بات کی۔" کالرس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "تو اس میں اہم اطلاع کیا ہے۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔
 کالرس۔" لی ساک کا غصہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔

"باس۔ اصل بات تو آگے آرہی ہے۔ یہ تو میں صرف پس منظر
 بتا رہا ہوں۔" کالرس نے بڑی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

لی ساک پاڈلا کے ساتھ بیٹھا شراب نوشی میں مصروف
 تھا۔ پاڈلا کا چہرہ شراب کی مدت کی وجہ سے تانے کی طرح سرسرا
 ہوا تھا۔ اور جیسے جیسے شراب اس کے حلق میں اترتی جا رہی تھی۔
 اس کی آنکھوں کی چمک بڑھتی جا رہی تھی۔ لی ساک اُسے دیکھ کر مسکرا
 رہا تھا۔ وہ دونوں ایک خوب صورت انداز میں آراستہ خواب گاہ
 میں موجود کمریوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"اب بس بھی کر دیا ڈلا۔ ورنہ تمہارے جسم کی آگ ضرورت
 سے زیادہ بڑھ جائے گی۔" لی ساک نے مسکراتے ہوئے
 کہا۔

"تو کیا ہوا۔ لی ساک جیسا فائربریگیڈ جہاں موجود ہو دیان بیجاری
 آگ کی بجائے کہ نہ بجھے۔" پاڈلانے کہا اور لی ساک
 قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی۔

"پس منظر بتانے کے لئے تمہیں یہی وقت ملا تھا۔ آگے بڑھ کر کیا بار ہے۔۔۔ لی ساک نے چپختے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس سکاٹ بوٹن نے پالی میکے کے ذریعے ایک آدمی مائیکل گرین کو بلایا۔ اور پھر مائیکل گرین کو اس نے انتہائی بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اسے لاپتہ کے ذریعے کسی کی نظر دل میں آنے بغیر حزیہ مار جن تک پہنچا دے۔ وہ مائیکل گرین ہو دیوں کی سخت دشمن ہے۔ اور باس یہ وہی مائیکل گرین ہے جو ایگور گروپ کے ساتھ کام کرتا تھا۔ جس سے ہم نے یہ جزیرہ چھینا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ مائیکل گرین نہ صرف یہاں تک پہنچنے کے بغیر راستہ بھی جانتا ہو گا بلکہ وہ جزیرے کے اندرونی ماحول اور یہاں موجود تمام اڈوں سے بھی اچھی طرح واقف ہو گا۔ اور جناب آپ کا نام بھی اس ساری گنگو میں بار بار آیا ہے۔" کارلس نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوه۔ یہ تو واقعی اہم اطلاع ہے۔ کس نے اطلاع دی ہے یہ لی ساک نے اس بار نرم ہلچے میں کہا۔

"میرا بھائی ٹام جناب اس ہوٹل میں کام کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرا تعلق بالو سے ہے۔ اور میرا بھائی ٹام میرے اور آپ کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔" کارلس نے جواب دیا۔

"یہ اطلاع تمہیں کس طرح ملی ہے۔" لی ساک نے پوچھا۔
 "ٹرانسمیٹر کے ذریعے جناب ٹام کے پاس لانگ ریج ٹرانسمیٹر ہے۔ ہماری اکثر آپس میں بات چیت ہوتی رہتی ہے۔" کارلس

نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے اطلاع ملے ہوئے۔" لی ساک نے

پوچھا۔

"دس منٹ ہوئے ہیں جناب۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ آپ کو ڈسٹرٹب نہ کیا جائے۔ لیکن پھر کال کی اہمیت کے پیش نظر میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو ابھی بتا دوں۔" کارلس نے جواب دیا۔

"تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ یہ واقعی انتہائی اہم کال ہے۔ میں دہن آ رہا ہوں۔" لی ساک نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
 "جاؤ جی اپنے کمرے میں سو جاؤ۔" لی ساک نے پاؤں سے مخاطب ہو کر سخت ہلچے میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا خواب گاہ سے باہر نکل آیا۔ یہ خواب گاہ زیر زمین تھی۔ پورا اڈہ ہی زیر زمین بنا ہوا تھا۔ اوپر صرف کھڑکی کے چند کین تھے۔ جن میں سے ایک لی ساک استعمال کرتا تھا۔ جب کہ باقی ماریٹا اور اس کے گروپ کے کام آتے تھے۔ خوبانگہ سے نکل کر لی ساک مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

یہ خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ یہ لی ساک کا این کنٹرول روم تھا۔ اس کے ذریعے وہ جزیرے کے اندر اور باہر تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے تک نہ صرف نگرانی کر سکتا تھا بلکہ مداخلت کرنے والے بحری جہاز حتیٰ کہ آبدوز تک کو بھی مخصوص ریز کے ذریعے تباہ کر سکتا تھا۔ کارلس اس

اب کوئی اور بکھر چلا رہی ہو۔ اسی تفتیوں کے متعلق کچھ یقین سے کہا نہیں جاسکتا۔ یہ پیسے کی خاطر اپنے باپ کو بھی قتل کر سکتے ہیں۔ لی ساک نے کہا اور کارلس نے سر ہلاتے ہوئے فریکوئسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ریڈورز کاننگ لی آرم اور۔" کارلس نے فریکوئسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد فوہ دوہرا شروع کر دیا۔ لی آرم بگ گھوسٹ میں لی ساک کا بکھر تھا۔ لی ساک نے تقریباً ہر پچاسی تنظیم میں اپنے منجر رکھے ہوئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی تنظیم آج تک کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوئی تھی۔

"یس۔ لی آرم اسٹنک اور۔" چند لمحوں بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"باس سے بات کرو لی آرم اور۔" کارلس نے کہا۔ اور ایک مائیک جس کے ساتھ لچھے دار تار لگی ہوئی تھی مشین کی سائیڈ ہک سے آواز کو کسی پریسیٹ لی ساک کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ یس اور۔" دوسری طرف سے لی آرم نے جواب دیا اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات تھے۔

"لی آرم۔ میں لی ساک بول رہا ہوں اور۔" لی ساک نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ فرامیے اور۔" لی آرم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بگ گھوسٹ میں کوئی سکاٹ بلوٹن نام کا چیف بھی ہے اور۔"

یہ کنٹرول روم کا انچارج تھا۔ اس کا شیشہ کا بنا ہوا کیبن ایک سائیڈ تھا۔ جس کے اندر میں کنٹرولنگ مشین بھی تھا اور لاٹک ریچ ٹرانسمیٹر بھی۔ تمام مشینیں آڈیو میٹک تھیں اس لئے کمرے میں سوائے کارلس کے اور کوئی آدمی نہ تھا۔ لی ساک کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھا شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جب کیبن میں داخل ہوا تو دہار موجود ایک ادھر ٹھہر آدمی جس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جینو کا رس۔" لی ساک نے سائیڈ میں رکھی ہوئی ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔" کارلس دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پہلے تم ایسا کرو کہ بگ گھوسٹ کے لی آرم سے میری بات کراؤ۔ جہاں تک مجھے یقین ہے سکاٹ بلوٹن نام کا کوئی چیف بگ گھوسٹ کا نہیں ہے۔ اور پھر بگ گھوسٹ کو ہمارے منے میں ٹانگ اڑانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں پہلے اس بات کو کنفرم کرنا چاہتا ہوں کہ اصل چکر کیا ہے۔" لی ساک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس بات پر میں بھی حیران ہوا تھا باس۔ کیونکہ بگ گھوسٹ نے تو کچھ نادر حادثے کے اغوا کے بعد اسے یہاں تک صحیح سلامت پہنچانے میں ہماری مدد کی تھی۔" کارلس نے جلدی سے ایک قد آدمی جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"بگ گھوسٹ کو اصل بات کا علم نہ تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ بگ گھوسٹ

لی ساک نے پوچھا۔

"سکاٹ بوٹن — نو باس۔ بگ گھوسٹ کے چار شعبوں کے چاروں چیفس میں سے کسی کا نام بھی سکاٹ بوٹن نہیں ہے۔ بلکہ مجھے یہ معلوم ہے کہ اس نام کا کوئی آدمی بگ گھوسٹ سے متعلق ہی نہیں ہے اور۔۔۔ لی آرم کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کیا تمہیں یقین ہے اور۔۔۔ لی ساک نے تیز لہجے میں پوچھا۔
"آپ بگ گھوسٹ میں میری حیثیت جانتے ہیں باس۔ اس لئے بگ گھوسٹ کا معمولی سا آدمی بھی میری نظروں سے چھپا نہیں رہ سکتا اور۔۔۔ لی آرم نے جواب دیا۔

"اچھا یہ بتاؤ۔ مانولین بگ گھوسٹ کی نمائندگی کون کرتا ہے اور۔۔۔ لی ساک نے دوسرے زاویے سے بات کرتے ہوئے پوچھا۔

"مانولین — کوئی نہیں جناب۔ اس چھوٹی سی ریاست میں بگ گھوسٹ کا بزنس ہی نہیں ہے اور۔۔۔ لی آرم نے کہا۔
"اور کے۔ اور اینڈ آل۔۔۔ لی ساک نے کہا اور کارلس نے بن دیا کہ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب اپنے بھائی ٹام سے میری بات کراؤ۔۔۔ لی ساک نے سخت لہجے میں کارلس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ کارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جلدی سے ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ یہ ٹرانسمیٹر اس قدر جدید اور لانگ رینج کا تھا کہ اس پر دنیا کے کسی بھی خطے میں ٹرانسمیٹر

پر بات کی جاسکتی تھی۔

"میلو ہیلو — کارلس کا لانگ ٹام اور۔۔۔ کارلس نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد خود بار بار فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔
"یس — ٹام اسٹانگ اور۔۔۔ ٹھوڑی دیر بعد ایک آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"ٹام — چیف تم سے خود بات کرنا چاہتے ہیں بات کرو اور۔۔۔ کارلس نے کہا۔
"اوہ۔۔۔ یس اور۔۔۔ دوسری طرف سے ٹام نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹام — میں لی ساک بول رہا ہوں۔ تم نے کارلس کو ابھی رپورٹ دی ہے۔ وہ ہمارے لئے بے حد تشویش ناک ہے۔ تم تفصیل بتاؤ کہ تم نے یہ رپورٹ کیسے حاصل کی اور۔۔۔ لی ساک نے کہہ۔

"باس۔ میں ہوٹل پام گر دیں اسسٹنٹ مینیجر کے طور پر کام کرتا ہوں۔ یہ ہوٹل مانو لو کے مشہور غنڈے پال میکمر کی ملکیت ہے۔ وہاں ایک لمبا بڑا لنگا اور انتہائی جاندار جسم رکھنے والا ایک ایکڑ بھی نوجوان بکھر مسافر کے آیا۔ اس نے اپنا نام کاؤنٹر پر سکاٹ بوٹن لکھوایا اس نے کاؤنٹر پر کہہ دینے کے لئے انتہائی بھاری مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکالی۔ پال میکمر کے آدمیوں نے اس گڈی کو دیکھ لیا اور پال میکمر کو اطلاع دی۔ پال میکمر نے اس نوجوان کو لوٹنے کی غرض سے جیم روم میں آنے کی دعوت دی۔

"یس — شیخن پوکاک انڈیٹنگ اودور — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"شیخن فارگڈ سپر ڈے کاڑ متہارے ذمہ ایک کام لگنا ہے اودور" — لی ساک نے کہا۔

"اوہ لی ساک — تمہیں گڈ سپر ڈے کاڑ کا حالہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ تم میرے دوست ہو بھائی ہو۔ حکم کر دو۔ یہاں ہانوںو میو متہارہی میں کیا خدمت کر سکتا ہوں اودور" — شیخن پوکاک نے بے تکلفانہ ہلچل میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ — ہوٹل پام گرد متہارے علاقے میں ہے جس کا مالک پال میک نامی کوئی غنڈہ ہے اودور" — لی ساک نے کہا۔

"ہاں ہے۔ پال میک ہمارے مخالف گروپ میں ہے۔ لیکن ہم سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ لیکن تم حکم کر دو متہارے حکم کی بہر حال تعمیل ہوگی اودور" — شیخن پوکاک نے جواب دیا۔

"حکم نہیں درخواست ہے۔ کیا تم فوری طور پر اس پورے ہوٹل کو بموں سے اڑا سکتے ہو۔ انتہائی کھل کر بغیر کوئی دقت ضائع کئے اودور لی ساک نے کہا۔

"ہوٹل پام گرد کو۔ اوہ۔ یہ تو بہت بڑا اقدام ہے۔ ہمارا پورا گروپ بے شمار مشکلات میں مبتلا ہو جائے گا اودور" — شیخن پوکاک کی گھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا۔ اگر یہ کام نہیں کر سکتے تو کیا اس ہوٹل میں موجود ایک مسافر

سکاٹ بوٹن کو فوری طور پر قتل کر سکتے ہو۔ یہ سوچ لو کہ وہ پال میک کا بھائی ہے۔ اور اس وقت ایک یہودی دشمن آدمی مائیکل گرین اور پال میک خود اس کے کمرے میں موجود ہیں۔ میں فوری طور پر تم ان کم اس سکاٹ بوٹن کا قتل چاہتا ہوں اودور" — لی ساک نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پال میک سے ذرا دشمنی اور بڑھ جائے گی۔ لیکن بہر حال یہ کام ہو سکتا ہے اودور" شیخن نے جواب دیا۔

"سنو۔ متہارہی مشکلات کا باقاعدہ معاوضہ دیا جائے گا۔ اگر تم اس آدمی کو یقینی طور پر آئندہ ایک گھنٹے کے اندر قتل کر دو۔ تو متہارے اکاؤنٹ میں خود بخود پچاس لاکھ ڈالر جمع ہو جائیں گے اودور" لی ساک نے کہا۔

"دیری گڈ لی ساک — تم واقعی فیاض دوست ہو۔ پچاس لاکھ ڈالر کے بدلے تو میں پالی میک کو بھی ساتھ قتل کر سکتا ہوں اودور" دوسری طرف سے شیخن کی مسرت سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"او۔ کے۔ پھر طے ہو گیا۔ فوراً کام شروع کر دو۔ اور سنو۔ جو یہ شخص قتل ہو گا مجھے خود بخود اطلاع مل جائے گی۔ اور اطلاع ملے ہی رقم متہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی اودور" — لی ساک نے کہا۔

"تو پھر تم رقم ٹرانسفر کرنے کے انتظامات شروع کر دو۔ سمجھ لو کہ یہ آدمی ختم ہو گیا اودور اینڈ آل" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کارلس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسفر کر دیا۔

سینہ بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ وہ لازماً یہ کام کر گزے گا۔
تم ایک گھنٹہ بعد ٹام کو کال کر کے اس سے رپورٹ لے لینا۔ اور پھر
مجھے اطلاع دینا۔ میں اس وقت تک آفس میں ہی رہوں گا۔
لی ساک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یس باس“۔ کارلس نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے
کہا۔ اور لی ساک قدم بڑھاتا ہوا بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”او۔ کے پال میکرو۔ میں اس مشن کی تکمیل کے بعد دوبارہ آؤں
گا۔ اور پھر تم سے باقاعدہ معاہدہ ہو گا انہی شرائط پر جو ہمارے درمیان
طے ہو چکی ہیں۔ اور اس کے بعد تمہاری زندگی کا ایک بالکل نیا دور
شروع ہو جائے گا۔“ تنویر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے سامنے
بیٹھنے والے پال میکرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ کا بہت بہت شکریہ باس۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں
کہ میں ہمیشہ آپ کا خدمت گزار رہوں گا۔“ پال میکرو نے بھی
کھڑے ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”چلو مائیکل گرین۔“ تنویر نے ایک سیٹ پر کھڑے پستہ
قائم لیکن کستر می جیم کے فوجان سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو ہاتھوں
میں ایک بڑا بریف کیس اٹھائے کھڑا تھا۔
”یس ماسٹر۔“ مائیکل گرین نے کہا اور دروازے کی طرف

بڑھنے ہی لگا تھا کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر ایک لمبا
توڑھکا نوجوان بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں
مشین گن تھی۔ اس نے لات مار کر اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ اس
کے چہرے پر بے پناہ درشتی تھی۔
"خبردار۔ کوئی حرکت نہ کرے۔" آنے والے نے چیخ
کر کہا۔

"ارے بلوچر تم۔ تم یہاں کیسے آ گئے۔ اور یہ کیا حرکت ہے
پال میک نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ ورنہ ایک لمبے میں ڈیڑھ کر دوں گا۔ تم دونوں پر
سکاٹ بوٹوں کون ہے۔ جلدی بتاؤ۔" بلوچر نے چیخ
ہوئے کہا۔

"یہ کون ہے پال میک۔" تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں
پال میک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں بتاتے تو تم دونوں پھٹی کر دو۔" بلوچر نے چیخے ہوئے
کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فہرہ ختم ہوتا تنویر کی لات یک لمحہ
اٹھی اور پھر مشین گن کی فائونٹک کے ساتھ ساتھ بلوچر کے حلق سے نکلا
والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر کی لات پوری قوت سے اس کے
ہاتھ پر لگی تھی۔ عین اسی لمحے جب وہ ٹرگر دبا چکا تھا لیکن مشین گن
بھٹکے سے بھٹ کی طرف اٹھ گئی تھی۔ اس لئے گولیاں بھٹ سے
نکلوائیں۔ اسی لمحے مائیکل گرین نے پوری قوت سے ہاتھ میں پکڑا ہوا
برلیٹ کیس بلوچر کو مار دیا۔ اور بلوچر چیخ مار کر اپنے پیچھے بند دروازے پر

سے ٹکرایا۔ پال میک نے اس دوران پھرتی سے دیواروں کا لکال لیا۔ اور پھر
اس سے پہلے کہ تنویر اسے روکتا اس نے فائر کر دیا۔ گولی دروازے
سے ٹکرا کر پیچھے گرتے ہوئے بلوچر کی کھوپڑی پر پڑی اور اس کی
کھوپڑی سینکڑوں چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

"اودہ رقم نے اسے مار دیا پال۔ اسے زندہ رہنا چاہیے تھا۔
تاکہ معلوم ہو تاکہ یہ کون ہے۔ اور کیوں مجھے قتل کرنے کے لئے
آیا تھا۔" تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں اسے جانتا ہوں باس۔ یہ سیٹیفن گروپ سے تعلق رکھنے
والا پیشہ ورتا قاتل ہے۔ ضرور سیٹیفن کو اس بات کی اطلاع مل گئی
ہوگی کہ آپ مجھے جگ گھوسٹ کی نمائندگی دے رہے ہیں اس
لئے اس نے حد میں آکر حملہ کر دیا ہے۔ لیکن اب میں اس گروپ
کے ایک ایک آدمی کو ڈھونڈھ کر قتل کر ادوں گا۔ انہوں نے بھڑوں
کے چھتے میں ہاتھ ڈالا ہے۔" پال نے انتہائی گرجت لہجے میں
کہا۔

"یہ سیٹیفن گروپ کون ہے۔" تنویر نے پوچھا۔

"یہ یہودی گروپ ہے۔ انتہائی شاطر اور چالاک لوگ ہیں۔ لیکن یہ
انتہائی معمولی کام کرتے ہیں۔ آج انہوں نے پہلی بار اس قسم کی حرکت
کی ہے۔ ورنہ تو پیام گروپوں کے سامنے سے گزرتے ہوئے ان
کی ٹانگیں کپکپاتی تھیں۔" پال نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

"یہ سیٹیفن کہاں رہتا ہے۔" تنویر نے پوچھا۔

"یہ جناب براؤڈے کلب کا مالک ہے۔ آپ ٹکرن کریں میں ان

سے خود ہی منٹ ہوں گا۔" پال نے کہا۔

"اور کے۔۔۔ آدمائیکل چلیں۔" تنویر نے کاندھے اچکا ہوئے کہا۔

اور پھر پال نے جلدی سے دروازے کے سامنے پڑی ہوئی بلوچ کی لاش گھسیٹ کر ایک طرف کی اور دروازہ کھول دیا۔ تنویر آدمائیکل باہر نکل آئے۔ ان کے پیچھے پال بھی آگیا۔ وہ تینوں غلام سے لفٹ کے ذریعے نیچے آئے۔ اور پھر پال انہیں گھیٹ کے باہر کھڑی سیاہ رنگ کی کار تک خود چھوڑنے آیا۔ تنویر نے پال کے ذریعے۔ کار خریدی تھی۔ تاکہ کار کے ذریعے وہ جلد از جلد پانامہ پہنچ سکیں۔ مائیکل نے بریف کیس ڈنگی میں رکھا۔ اور خود دو ڈرائیوگٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تنویر نے پال سے الوداعی مصافحہ کیا اور مائیکل نے کار آگے بڑھا دی۔ کہاؤنڈ گھیٹ سے نکل کر پڑی کار سڑک پر پہنچی۔ تنویر نے مائیکل سے کہا کہ وہ کار براڈ ویس کلب لے چلے۔

"ادہ باس۔ کیا آپ سٹیفن کو مزا دینا چاہتے ہیں۔" مائیکل نے کار کا رخ دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"تم چلو تو سہی۔" تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔ اور مائیکل نے سر ہاتے ہوئے ریسٹر پر اور دباؤ ڈال دیا اور کار کی رفتار پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک سڑک پر مڑتے۔ مائیکل گریبن نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔

"باس۔ اندر جانا ہے یا باہر رکنا ہے۔" مائیکل نے پوچھا۔

"اندر لے چلو۔ میں صرف سٹیفن سے ملنا چاہتا ہوں۔" تنویر نے کہا۔

اور مائیکل نے اس طرح تنویر کی طرف دیکھا جیسے اُسے تنویر کے اس فقرے پر حیرت ہوئی ہو۔ کار کلب کے کپاؤنڈ گھیٹ میں گھومی۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر مین گھیٹ کے سامنے رگ گئی۔

"آؤ میرے ساتھ۔ اور سٹو۔ پوری طرح ہوشیار رہنا۔" تنویر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل گریبن دوسری طرف سے باہر آگیا۔

کلب کے مین گھیٹ پر ایک دربان کھڑا تھا۔ تنویر قدم بڑھاتا جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے ہاتھ آگے کر کے ان کا راستہ روک دیا۔

"آپ کا کارڈ۔ یہاں صرف ممبر جا سکتے ہیں۔" دربان نے سخت لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ نرمی طرح جھینٹا ہوا اچھل کر برآمدے میں گرا۔ اور لوٹھکتا ہوا برآمدے کی سیڑھیوں سے نیچے جا کر۔ تنویر کے انتہائی زوردار ہتھکڑے پورا برآمدہ گونج اٹھا تھا۔

تنویر نے لات مار کر دروازہ کھولا اور مال میں داخل ہو گیا۔ اندر مال میں میز بنی ہوئی تھیں۔ جن پر عورتیں اور مرد بیٹھے خوش گویوں میں مصروف تھے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک

خوب صورت لڑکی کھڑی تھی۔

"سٹیفن کہاں ہے۔" تنویر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس اوپر دفتر میں ہے۔" لڑکی نے تنویر کے انتہائی کدخت لہجے سے گہرا جواب دیا۔ کاؤنٹر کے ساتھ ہی سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔

"کون ہو تم۔" اچانک کاؤنٹر کے قریب کھڑے ایک باڈی بلڈر ٹائپ نوجوان نے آگے بڑھ کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ برسی طرح چیخا ہوا اچھل کر کاؤنٹر کے اندر ایک زوردار دھماکے سے جا گرا۔ تنویر نے ایک لمحہ سے اس کی گردن پکڑ کر اُسے اس طرح اچھال دیا تھا جیسے وہ کوئی کاغذی گھلونا ہو۔

ہال میں موجود افراد برسی طرح چونک کر دیکھنے لگے لیکن تنویر دو سیڑھیاں تک وقت بڑھتا ہوا اوپر راہ رازی میں پہنچ گیا۔ مائیکل بھی اس کی پیروی کر رہا تھا۔ لیکن اس کے دونوں ہاتھ جیبوں میں رکھے ہوئے ریوالوروں پر جمے ہوئے تھے۔ راہ رازی کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔

"مائیکل۔ یہیں رکو۔ اور خود پر آنے کی کوشش کرے گولی سے اڑا دینا۔" تنویر نے مڑ کر اپنے پیچھے آتے ہوئے مائیکل سے کہا اور مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے جیبوں سے دونوں ریوالور باہر نکالے اور سیڑھیوں کے اختتام پر اس طرح کھڑا ہو گیا۔ جسے بالی میں اگر کسی نے بھی ذرا سی حرکت کی تو اُسے گولیوں سے اڑا دے گا۔

تنویر کی انتہائی بے خوفی نے اس کے اندر بھی عجیب سی جرأت بھری تھی۔ وہ ذہنی طور پر تنویر سے انتہائی مرعوب ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ چھپ کر کھڑا ہونے کی بجائے اس طرح کھڑا تھا جیسے نیچے بالین انسانوں کی بجائے مٹی کے پتلے بیٹھے ہوں۔ لیکن اس کے اس طرح کھڑے ہونے کا یہ اثر ہوا کہ لوگ انتہائی خوف زدہ ہو کر اسٹے اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے گئے۔ ویٹر اور وہ کسرتی نوجوان بھی کہیں چھپ گیا تھا۔ ادھر تنویر نے دروازے پر ایک زوردار لٹ جانی اور دروازہ کھلے ہی وہ اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور دمیانے جسم کا آدمی میز پر جھکا کچھ لکھ رہا تھا۔ دروازے کی آواز سن کر وہ برسی طرح چونکا۔ اور پھر اس کے چہرے پر تنویر کو اس طرح دلیرانہ انداز میں آگے بڑھتے دیکھ کر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"کون ہو تم۔" نوجوان نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام سٹیفن ہے۔" تنویر نے برسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔" گھر تم کون ہو۔" نوجوان کے لہجے میں اب تلخی تھی۔ وہ شاید حیرت کے پہلے جھٹکے سے سنہل گیا تھا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے میز کی کھلی درواز کی طرف دینگ گیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیخا ہوا اچھل کر بیرونی دروازے کے ساتھ جا پڑا۔ تنویر نے اُسے بھی گردن سے پکڑ کر اس طرح اچھال دیا تھا جس

سارا مال غالی بیڑا ہوا تھا۔ تنویر شیخ نے کوٹھلے تیزی سے باہر نکل کر مائیکل کا رشتہ دار کو ایک بار پھر اُسے گردن سے پکڑا اور کھلے دروازے سے باہر ماہرادی کی دیوار سے دے مارا۔ شیخ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور دیوار سے ٹکرا کر گرنے کی وجہ سے وہ بڑی طرح پھرنے لگا۔ تنویر نے اچھل کر اس کی کنٹھی پر ایک زوردار لٹ جانی۔ اور پھر کتا ہوا شیخ ایک سخت سکت ہو گیا۔ اُسی لمحے گولیوں کی تڑپڑاہٹ مائیکل کی طرف سے سنائی دی اور تنویر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر تیزی سے جھک کر اس نے بے ہوش شیخ کو کاندھے پر لاد اور سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔ مائیکل اب دیوار سے لگا نیچے گویاں بوسا رہا تھا۔ اور پھر نیچے سے کئی چیخیں ابھریں۔

"میں نے مار دیا دو آدمیوں کو" مائیکل نے خوشی سے چیخے ہوئے کہا۔

"چلو مائیکل۔ باہر کارٹارٹ کرو۔" تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر ایک ہاتھ سے اس نے جیب سے ریوا لور نکال کر نیچے ایک خانہ کیا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ہال میں پہنچ گیا۔ اُسی لمحے مائیکل کسی پھلادے کی طرح دوڑتا ہوا بین گیٹ سے باہر نکل گیا۔ کاندھ کے پاس دو آدمی پڑے بڑی طرح توڑپ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں سے ریوا لور نکل کر ایک طرف گرے ہوئے تھے۔ باقی

سارا مال غالی بیڑا ہوا تھا۔ تنویر شیخ نے کوٹھلے تیزی سے باہر نکل کر مائیکل کا رشتہ دار کو ایک بار پھر اُسے گردن سے پکڑا اور کھلے دروازے سے باہر ماہرادی کی دیوار سے دے مارا۔ شیخ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور دیوار سے ٹکرا کر گرنے کی وجہ سے وہ بڑی طرح پھرنے لگا۔ تنویر نے اچھل کر اس کی کنٹھی پر ایک زوردار لٹ جانی۔ اور پھر کتا ہوا شیخ ایک سخت سکت ہو گیا۔ اُسی لمحے گولیوں کی تڑپڑاہٹ مائیکل کی طرف سے سنائی دی اور تنویر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور پھر تیزی سے جھک کر اس نے بے ہوش شیخ کو کاندھے پر لاد اور سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔ مائیکل اب دیوار سے لگا نیچے گویاں بوسا رہا تھا۔ اور پھر نیچے سے کئی چیخیں ابھریں۔

"میں نے مار دیا دو آدمیوں کو" مائیکل نے خوشی سے چیخے ہوئے کہا۔

"چلو مائیکل۔ باہر کارٹارٹ کرو۔" تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر ایک ہاتھ سے اس نے جیب سے ریوا لور نکال کر نیچے ایک خانہ کیا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے ہال میں پہنچ گیا۔ اُسی لمحے مائیکل کسی پھلادے کی طرح دوڑتا ہوا بین گیٹ سے باہر نکل گیا۔ کاندھ کے پاس دو آدمی پڑے بڑی طرح توڑپ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں سے ریوا لور نکل کر ایک طرف گرے ہوئے تھے۔ باقی

سر پر گنے والی چوٹ نے اُسے ہوش کی وادی میں کھینچ لیا تھا۔
 "تو تم نے بلوچر کو بھیجا تھا مجھے قتل کرنے کے لئے۔" توخیر
 بھیانک آوازیں غراتے ہوئے کہا۔

"نت۔۔۔ نت۔۔۔ تم سکاٹ بلوچ ہو۔ ادہ تو بلوچر نے کام نہ
 کیا۔۔۔ شیفتن کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔
 اسی لمحے توخیر کی لات گھومی اور شیفتن پیلوں پر پھر پلڑ ضرب کھا
 اس بڑی طرح پھڑکنے لگا۔ اس کے حلق سے چھین نکل رہی تھیں۔ چہرہ
 مکھن کی شدت سے بڑی طرح منج ہو گیا تھا۔ اور منہ اور ناک سے
 خون کی گیریں بہہ نکلی تھیں۔

"بلو۔ کس نے تمہیں میرے قتل کے لئے کہا تھا۔ بلو ورنہ
 توخیر نے ایک اور لات اس کی پیلوں پر جاتے ہوئے کہا۔
 "لی ساک نے۔" شیفتن کے منہ سے چیخ مٹاؤ اور نکلی اور
 اس کے ساتھ وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔

لی ساک کا نام سن کر توخیر خود بھی حیرت سے اچھل پڑا۔ شاید اس
 کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ لی ساک اُسے اس میک اپ میں جانتا ہے
 جب کہ ابھی وہ لی ساک سے سینکڑوں میل دور تھا۔ توخیر نے جھک
 کر شیفتن کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے دبا دیئے۔ لی ساک کا
 نام سن کر اب اس نے شیفتن کو فوری طور پر ہلاک کرنے کا ارادہ ملتو
 کر دیا تھا۔ وہ جانتا چاہتا تھا کہ لی ساک کو اس کے متعلق کیسے علم ہو
 گیا۔ چند لمحوں بعد شیفتن کی آنکھیں کھل گئیں۔ توخیر نے ہاتھ اٹھا
 لئے۔ اور شیفتن کے حلق سے ایک بار پھر جھین سی نکلنے لگیں۔

"بلو۔ لی ساک کو میرے متعلق کیسے علم ہوا۔ کس نے اُسے بتایا
 ہے۔" توخیر نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔ وہ میرا دوست رہا ہے۔ اس
 نے مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کر کے کہا کہ میں فوری طور پر پام گد ہوٹل کو
 بموں سے اڑا دوں۔ لیکن میں اتنا بڑا اقدام نہ کر سکتا تھا۔ میں نے انکار
 کر دیا تو اس نے کہا کہ دلوں موجود ایک ماسٹر سکاٹ بلوچ کو فوری
 طور پر قتل کر دوں تو وہ میرے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر ٹرانسفر کر
 دے گا۔ اس نے بتایا کہ اس وقت اس کمرے میں پالی سکر اور ایک اور
 شخص مائیکل گرین بھی موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے سب سے تیز رفتار
 قاتل بلوچر کو بلوایا اور اُسے بھیج دیا۔ مجھے اس سے زیادہ معلوم نہیں۔
 شیفتن نے رک رک کر اور پھر رک پھر رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "بلو۔ یہاں کون ہے۔ جس نے اُسے اتنی تفصیلی خبریں دی ہوں گی۔
 بلو ورنہ میں مہاراجی ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔" توخیر کا دماغ
 شیفتن کی بات سن کر کہ جھک سے اڑ گیا۔ لی ساک اس قدر تفصیل سے
 واقف ہو سکتا ہے اس کا تو وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔" شیفتن نے کہا لیکن دوسرے لمحے توخیر
 نے اس کے جبرڑے پر لات ماری اور پھر تو جیسے توخیر پر وحشت کا
 دورہ ساڑ گیا۔

"بتاؤ۔ بلو۔ کس نے خبر دی ہے۔" توخیر نے انتہائی وحشت
 بھرے بلچے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔ شاید ایسا ٹام نے کیا ہو میرا

بچھے پڑ گئی۔ تو وہ ہمیں باتال میں بھی نہ چھوڑے گی۔" مائیکل نے کار دوڑاتے ہوئے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"بس ٹام سے دو باتیں کر لیں پھر چلتے ہیں۔" تنویر نے خفک ہلچے میں کہا۔ اور پھر کچھ اور آگے جانے کے بعد مائیکل نے کار ایک اور سائیڈ روڈ پر موڑ لی۔ اس طرف رہائشی مکانات مٹرک کے دونوں اطراف میں موجود تھے۔ یہ مکانات کوٹھی نما تھے۔ لیکن کوٹھیوں کی طرح بڑے بڑے نہ تھے۔ ایک سمرخ رنگ کے پھانگ کے پاس جا کر مائیکل نے کار روک دی۔

"کار کیوں روک دی۔" تنویر نے چونک کر کہا۔

"یہ ٹام کا مکان ہے۔" مائیکل نے کہا۔ تو تنویر سر ہلاتا ہوا اچھل کر باہر نکلا۔ اور پھر اس نے بند پھانگ کو کھولنے کے لئے دستک یا کال بیل بجانے کی بجائے زوردار چھلانگ ماری اور چار فٹ اونچی باڑ نما دیوار کو پھلانگتا ہوا اندر پہنچ گیا۔ اُسی لمحے کسی طرف سے ایک سیاہ رنگ کا کتا اونچی آواز میں بھونکتا ہوا اس کی طرف لپکا لیکن دوسرے لمحے دھماکا ہوا اور کتا دیں الٹ گیا۔ تنویر نے اُسے گولی مار دی تھی۔

"کیا ہوا۔" کون ہے۔" اچانک کاٹج نما عمارت کے مین گیٹ سے ایک پستہ قد آدمی نے باہر نکلتے ہوئے چیخ کر کہا۔ کہ تنویر نے دوسرا فائر کر دیا اور وہ پستہ قد آدمی چیخ کر دیں میں گیٹ کے سامنے ہی الٹ گیا۔ اُسی لمحے تنویر دوڑتا ہوا اس کے سر پر پہنچ گیا۔ گولی اس پستہ قد آدمی کی ران میں لگی تھی۔ اور وہ برمی

انماذہ ہے۔" شیغین نے تکلیف کی شدت سے چختے ہوئے کہا "ٹام۔ کون ٹام۔" تنویر نے چیخ کر پوچھا۔

"وہ کارلس کا بھائی ہے۔ کارلس کی ساک کے پاس کام کرتا ہے۔ ٹام پال میکر کے ہوشل کا اسٹنٹ منیجر ہے۔" شیغین نے رک رک کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو گیا۔ تنویر نے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ ہی گولی شیغین کے دل میں گھس گئی۔ تنویر دوڑتا ہوا باہر آیا۔

"ٹام کو جانتے ہو مائیکل۔" ٹام گدگد کا اسٹنٹ منیجر۔" تنویر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"ٹام۔" ہاں۔" وہ یہودی۔" ہاں میں جانتا ہوں۔ یہاں قریب ہی اس کی رہائش گاہ ہے۔ بچا یہودی ہے۔" مائیکل۔

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہودی ہاں۔" تنویر نے دوڑ کر کار میں سوار ہوتے ہوئے اور مائیکل بھی دوڑتا ہوا آیا اور سیٹرنگ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کا تیزی سے گھومی اور واپس مین روڈ کی طرف بڑھ گئی۔

"شیغین مر گیا۔" مائیکل نے پوچھا۔

"ہاں۔" تنویر نے مختصر سا جواب دیا۔ اس کے چہرے

بے پناہ سختی تھی۔ اور مائیکل نے ہونٹ بھینچ لئے۔

مٹرک پر آتے ہی مائیکل نے کار کو تیزی سے بائیں طرف گھمایا

اور پھر اُسے بھگا گیا۔

"باس۔ ہمیں فوراً ہانولو سے نکل جانا چاہیے ورنہ اگر پولیس

طرح پھر دکھ رہا تھا۔

”تم تمام ہو۔ تم نے لی ساک کو بتایا تھا کہ پیام گرد ہوٹل میں کیا ہو رہا ہے
تو یہ نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر لات جاتے ہوئے کہا۔

”ادھ ادھ۔ تم یہاں پہنچ گئے۔“ نام نے چپختے ہوئے
کہا۔

”بولو۔ تم نے کیا بتایا تھا۔ اور کیسے۔“ تنویر نے ایک اد
لات جاتے ہوئے کہا۔

”ہم۔ ہم نے اپنے بھائی کا رس کو بتایا تھا لی ساک کو نہیں
بتایا تھا۔“ نام نے کہا۔ اُسی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں
سائرنوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”باس۔ پولیس آگئی۔“ گیٹ سے مائیکل کی چیخ
سنائی دی تو تنویر نے ماتھ میں کپڑے ہونے پر والور کا ٹریگر د
دیا۔ اور پھرتے ہوئے نام کی کھوپڑی کی ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی
تنویر دوڑتا ہوا واپس گیا اور اس نے ایک بار پھر باڈ پھلانگی او
سٹرک پر اگیا۔ سائرن اس طرف سے سنائی دے رہے تھے
جدھر سے وہ آئے تھے۔ اور تنویر کے کار میں بیٹھے ہی مائیکل
کا ایک جھکے سے آگے بڑھا دی۔

”باس۔ اب ہم بھینس گئے ہیں۔ پولیس اب ہمیں نہیں چھ
گی۔ یہ لوگ بہت منظم طریقے سے کام کرتے ہیں۔“ نام
گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ادھر کوئی ایسا اڈہ ہے جہاں ہیلی کاپٹر دفینہ موجود ہوں۔“

تنویر نے پوچھا۔

”ادھ۔ میں باس۔ ایک پرائیویٹ سروس ہے۔ مال فیلڈ ہیلی کاپٹر
سروس۔“ نام نے جواب دیا۔

”تو ادھر کار لے چلو۔ مہترہ سی مشین گن کہاں ہے۔“ تنویر
نے پوچھا۔

”پچھلی سیٹ پر پڑی ہے۔“ نام نے جواب دیا۔

اور تنویر نے مرکز کا ماتھ بڑھایا اور پچھلی سیٹ پر پڑی مشین گن
اٹھائی۔ وہ اب ایک بڑی سٹرک پر پہنچ چکے تھے۔ جیسے ہی وہ موڑ

مرکز ذرا آگے بڑھے تھے کہ تنویر جو کھوپڑی سے سر باہر نکالے پیچھے
دیکھ رہا تھا ایک پولیس کار کو سائرن بجاتے ہوئے اس کی اپنی طرف

آتے دیکھا۔ اس نے مشین گن کی ٹال باہر نکالی اور دوسرے لمحے
زوردار تڑاوا سٹ کے ساتھ پیچھے آنے والی پولیس کار کا قلابا باندیاں

کھاتی ہوئی سٹرک پر لڑو کھتی چلی گئی۔ تنویر نے اس کا سامنے والا ٹائر
پھاڑ دیا تھا۔ اُسی لمحے سائیڈ سے ایک پولیس کار نکلی اور اس کا

سائرن بچ اٹھا۔

”ادھ باس۔ اڈہ تو کافی دور ہے۔ یہ تو ابھی ہمیں گھیر لیں گے۔“
نام واقعی بڑی طرح گھبرا چکا تھا لیکن تنویر جو ہنٹ و ہائٹے خاموش بیٹھا

ہا۔ لگی سے نکلنے والی کار آٹا فٹا اس کی سائیڈ پر آگئی۔ اور دوسرے
لحے تنویر نے مشین گن اوپر کی اور ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں سٹرک پر بیٹھے

ہوئے پولیس میں اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے آفیسر
کو چٹ گئیں۔ اور کار تیزی سے دوسری طرف گھٹتی اور پھر سٹرک پر

ترجی دوڑتی ہوئی ایک خوف ناک دھماکے سے دوسری طرف موجود دیوار سے ٹکرائی۔

ٹھام بے تحاشا انداز میں کار کو دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ سڑک پر دوڑنے والی عام کار میں دور سے ہٹ کر سائیڈوں پر جوتی جا رہی تھیں۔ "اڑے کے اندر لے جانا۔ سیدھے رن وے پر کھڑے کمپنی کا پٹر کے پاس راستے میں نہ رکنا چاہئے دیوار ہی کیوں نہ آجائے" تنویر نے مائیکل سے کہا۔ اور مائیکل نے سر ہلا دیا۔

اگے چوک کے قریب پہنچے ہی اس نے کار تیزی سے دائیں طرف کو موڑ دی۔ اس قدر تیز رفتار میں سے کار موڑنے کی وجہ سے کار ایک سائیڈ سے اٹھی اور پھر دو پہیوں پر دوڑتی ہوئی موڑ کاٹ کر ایک بار پھر دھم سے سڑک پر سیدھی ہوئی۔ اور مائیکل کے چہرے پر پسینہ آشکار کی طرح بہتا نظر آنے لگا۔

"دیہی گڈ مائیکل۔ گھبراؤ مت۔" تنویر اس کی حالت کا کمری سمجھ گیا کہ یہ خطرناک انداز بس اتفاقیاً ہی مائیکل کے کنٹرول میں رہ گیا ہے۔ ورنہ مائیکل شاید دانستہ ایسا کبھی نہ کر سکتا۔ اس لئے اس نے اُسے فوری طور پر حوصلہ دینا ضروری سمجھا تھا۔ ابھی تک اور کوئی پولیس کار ان کے پیچھے نہ آئی تھی۔

"بب۔ بب۔ بب۔" میرے دل کو کچھ ہورہا ہے۔
اچانک مائیکل نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کار روک دو روک دو۔" تنویر نے چیخ کر کہا تو مائیکل نے پورے جسم کی قوت بریک پیڈل پر ڈال دی۔ اور کار کے ٹائر ایک

طویل چیخ مار کر سڑک پر جم سے گئے۔ پیچھے آنے والی کاریں ان سے ٹکراتے ٹکراتے بال بال بچیں اور وہ سائیڈ سے ہٹ کر آگے بڑھے۔

"تم ادھر میری سیدھ پر آ جاؤ۔" تنویر نے دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔ اور باہر آ کر اس نے جیب لگایا۔ دوسرے لمحے اس کے قدم ایک لمحے کے لئے کار کی چھت پر جمے اور دوسرے لمحے وہ دوسری طرف کو دگیا۔ تیسرے لمحے وہ ڈرائیونگ سیدھ پر پہنچ چکا تھا۔ تنویر کے جسم میں واقعی بھیلیاں بھر گئی تھیں۔ ظاہر ہے ٹھوم کر کار کی دوسری طرف جانے میں ہر حال زیادہ وقت لگ سکتا تھا۔ اور دوسرے لمحے کار اس طرح اٹھل کر آگے بڑھی جیسے تنویر نے کار کو ہوائی جہاز سمجھ کر اُسے فضا میں بلند کرنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن کار کی رفتار اچانک بے پناہ ہو گئی۔ اور تنویر اس بے پناہ رفتار سے کار دوڑاتا ہوا سامنے جانے والی کاروں کے درمیان سے کار اس طرح نکالتا گیا کہ مائیکل نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔

"کہاں ہے وہ اڈہ۔" تنویر نے اُسے آنکھیں بند کرتے دیکھ کر چیخ کر پوچھا۔

"باس۔ اگے چوک سے دائیں طرف سرخ رنگ کا پھانک ایک تھا سائیڈ پر ہو گا۔ ساتھ بڑی سرخ رنگ کی عمارت ہے۔ اس پھانک سے ہم سیدھے رن وے تک پہنچ سکتے ہیں۔" مائیکل نے جلدی سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ چوک

اب قریب آتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے سڑک کے کنارے سے ایک پولیس من موٹر سائیکل کا سائرن بجاتا ہوا تیزی سے توہیر کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن توہیر نے اس کی پروا نہ کی۔ چونکہ تک پہنچتے پہنچتے انتہائی طاقتور انجن والا موٹر سائیکل کار کی سائیڈ میں آگیا۔ اسی لمحے توہیر نے کار کو دائیں طرف موڑ دیا۔ اور موٹر سائیکل سوار کار کے انتہائی تیز رفتار سے گھومتے کی وجہ سے اس سے ٹکرا کر دور ایک دھماکے سے جاگرا۔ اس کا سائرن ابھی تک بج رہا تھا۔

موٹر سے گھومتے ہی توہیر کو سرخ رنگ کا بڑا سا پھانک نظر آگیا جس میں سے ایک دین اندر جا رہی تھی۔ توہیر نے کار کا رخ موڑا اور انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی کار پھانک سے گزر کر خوف ناک دھماکے سے دین کے عقبی حصے سے ٹکرائی اور دین ایک زوردار جھٹکے سے ذرا اتر چھی ہوئی کہ توہیر اس کی سائیڈ سے کار نکالنا گیا اس کی کار کی سائیڈ دین سے رگڑ کھاتی ہوئی آگے بڑھی اور دین الٹ گئی۔ توہیر اسی طرح کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھا۔ دوسرے لمحے وہ دین دے کی طرح بنی ہوئی سڑک پر دوڑ رہا تھا۔ مائیکل کو پیچھے پیچ بکار کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن توہیر شاید ہراساں سے بے بہرہ ہو چکا تھا۔ اور پھر دین دے کے آخری حصے پر ایک پلیٹ فارم پر ایک کافی بڑا سا ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آیا۔ اس کے گرد چار آدمی کھڑے شاید حیرت سے کار کو اپنی طرف آتے دیکھ رہے تھے۔

”ہوشیار۔ ہم نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے۔“ توہیر

نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل تن کر سیدھا ہو گیا۔ توہیر نے کار ہیلی کاپٹر کے قریب جا کر روکی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر باہر نکل آیا۔ اور پھر فضا ریوالور کی فائرنگ اور ان چادوں افکار کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

”دیکھو! سے بریفٹ کیس نکالو۔“ توہیر نے چیخ کر ہیلی کاپٹر پر چڑھتے ہوئے کہا۔ اور اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن چلا دیا۔ اس کے یون پر پٹرول تیلنے والی سوئی دیکھ کر مسکراہٹ کی ایک لکیر سی بھنج گئی۔ ہیلی کاپٹر کا فیول ٹینک مکمل طور پر بھرا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد مائیکل بریفٹ کیس اور مشین گن اٹھائے اچھل کر اندر داخل ہوا تو توہیر نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔

”نیچے دیکھو۔ اگر کوئی ہیلی کاپٹر پر فائر کھولے تو اُسے بھون ڈالو۔“ توہیر نے چیخ کر کہا اور مائیکل مشین گن سمیت آدھے سے زیادہ باہر کو نکلتا گیا۔

”وہ سب پاگلوں کی طرح دوڑ رہے ہیں۔“ مائیکل نے چیخ کر کہا۔

اور توہیر جب ہیلی کاپٹر کو کافی بلند پر لے گیا تو اس نے قدرے اطمینان کا سانس لیا اور انتہائی تیزی سے آگے بڑھا دیا۔

”باس۔ ایئر فورس نے اگر گھیر لیا تو۔“ مائیکل نے اچانک کہا۔

”تو ایئر فورس کا طیارہ اغوا کر لیں گے۔“ توہیر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیا اور مائیکل حیرت سے توہیر کو دیکھنے

لگا۔ شاید پوری زندگی میں اس قدر دلیر اور بے خوف آدمی مائیکل نے نہ دیکھا تھا۔

"پانا نامہ جانے والی سڑک کس طرف ہے۔ مجھے بتاؤ۔ اور سنو۔ ہم زیادہ دور پہلی کا پٹر نہیں لے جائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد ہم پہلی کا پٹر کسی ایسی سڑک کے قریب اتار دیں جہاں سے ہم کوئی اور کار حاصل کر لیں۔ ایسی کار میں پر پولیس شک نہ کر سکے" تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ ایس۔ ماسٹر۔ میں آپ کو بتاتا جاتا ہوں آپ موڑتے جاتیں مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تنویر کی رہنمائی کرنی شروع کر دی۔ کھوٹوسی دیر بعد وہ پہاڑیوں کے درمیان پہنچ گئے۔ جہاں ایک تیلی سی سڑک بل کھاتی ہوئی گزر رہی تھی۔

"باس۔ کہیں سڑک کی سائیڈ پر اسے اتار دو۔ یہاں سے ہم آسانی سے کوئی کار حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم لاٹو کی سرحد سے باہر آ چکے ہیں۔" مائیکل نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے پہلی کا پٹر کی بلند سی تیزی سے کم کرنی شروع کر دی۔ اور پھر اُسے ایک دو جھوٹی جھوٹی پہاڑیوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر لے آیا۔ کم بلندی پر آنے کے بعد اس نے ایک سائیڈ پر بنا ہوا ایک خوب صورت کاٹیج دیکھا جس کے سامنے ایک سنہرے بالوں والی خوب صورت ایکریبی لڑکی کھڑی تھی۔ اور وہاں نیلے رنگ کی ایک لمبی سی کار بھی کھڑی تھی۔ تنویر نے فوراً ہی دوسرا فیصلہ کیا۔ اور پہلی کو اس کاٹیج کے قریب جا کر زمین پر اتار دیا۔

"اوہ اوہ باس۔ یہ تو یار کی ہے۔ ہاں یہ وہی ہے۔" مائیکل اس لڑکی کو دیکھ کر چیخ پڑا۔

"یار کی۔ کیا مطلب۔" تنویر نے حیرت سے مائیکل کی طرف مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس۔ یہ پانا نامہ کے سب سے بڑے بحری سمگلر ڈیوک کی بیٹی ہے۔ یار کی ڈیوک۔ یہ یہاں کیوں کھڑی ہے۔ یہ تو خود بہت بڑی سمگلر ہے۔ اس کی جی داری کے تھے تو سارے سمگلروں میں مشہور ہیں۔" مائیکل نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا نیچے کود گیا۔ لڑکی نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا تھا۔ بلکہ وہ اُسی طرح اطمینان سے کھڑی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکی سی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ تنویر نیچے اتر کر تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگا کہ اچانک ایک سائیڈ سے ایک مشین گن بردار اچھل کر سامنے آ گیا۔

"خبردار۔ رک جاؤ۔ ورنہ۔" مشین گن بردار نے چیخ کر کہا۔ اس کی مشین گن کا رخ تنویر اور اس کے پیچھے آنے والے مائیکل کی طرف تھا۔ مائیکل نے مشین گن کا نہ دھم سے لٹکائی ہوئی تھی۔ اور اس نے ہاتھ میں بریف کیس پکڑا ہوا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو مائیکل گرین گشتا ہے۔" لڑکی کی نظریں شاید اب مائیکل پر پڑی تھیں۔

"یار کی۔ میں مائیکل گرین ہوں۔ یہ میرا باس ہے۔ سکاٹ بلوئن" مائیکل نے کہا۔ اور لڑکی نے مشین گن بردار کو ہاتھ کے اشارے سے ایک طرف ہونے کو کہا۔

”تم ابھی زندہ ہو۔ میں نے تو سنا تھا کہ تمہیں کسی ذہریلے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور تم مر گئے تھے۔“ لڑکی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں بچ گیا تھا۔ لیکن مجھے طویل عرصے تک علاج کرانا پڑا تھا۔ یار کی اس ہیلی کاپٹر کو کہیں اور بھیجا دو۔ ورنہ پولیس یہاں پہنچ جائے گی۔ میں تمہیں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں۔ ماسٹر گھبراؤ نہیں۔ یار کی ہماری دوست ثابت ہوگی۔“ مائیکل یار کی سے بات کرتے کرتے ایک لحفت تنویر سے مخاطب ہو گیا۔ کیونکہ اس نے تنویر کے چہرے پر کچھ اُداس آثار نمودار ہونے دیکھ لئے تھے۔

”ادہ پولیس۔۔۔ ماجر۔ اس ہیلی کاپٹر کو دور کہیں بھیجواؤ۔ فکر نہ کرو۔ مائیکل کا ساتھ ہی ہمارے لئے دشمن ثابت نہیں ہو سکتا اور اگر سوچیں تو یہی تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔“ یار کی نے چیخ کر مشین گن بردار سے کہا۔

اور مشین گن بردار سر ہلاتا ہوا تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اور جب تک ہیلی کاپٹر دوبارہ فضا میں بلند نہ ہو گیا۔ اس وقت تک وہ تینوں اپنی اپنی جگہ خاموش کھڑے رہے۔

”فکر نہ کرو۔ اب یہاں پولیس نہیں آ سکتی۔ آؤ میرے ساتھ۔ اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔ تم سے ملاقات بڑے عرصے بعد ہو رہی ہے لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیبن کی طرف مڑ گئی۔ تنویر کو اس کا اطمینان اور بے خوفی غامی پسند آئی۔ اس کے ذہن میں فوراً ایک پلاننگ ابھر آئی۔ وہ اگر اس یار کی کو ساتھ لے لے تو نہ

صرف آسانی سے پاتا مہ پہنچ سکتے تھے بلکہ وہاں سے انہیں لاپنج حاصل کرنے اور آگے بڑھنے کے بھی کھلے مواقع حاصل ہو سکتے تھے۔ اس لئے اس نے کندھے اچکائے اور یار کی کے پیچھے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

”یار کی۔ تم یہاں کیسے موجود ہو۔ یہ کاٹیج۔“ مائیکل نے آگے بڑھ کر کہا۔

”یہ کاٹیج میری ملکیت ہے۔ میں یہاں آرام کرنے کی غرض سے آتی ہوں۔“ یار کی نے جواب دیا۔ چند لمحوں بعد وہ کاٹیج کے ایک کھلے کمرے میں پہنچ گئے۔

”بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کچھ پینے کے لئے نکالتی ہوں۔“ یار کی نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ایک سائیڈ دروازے سے باہر نکل گئی۔

”یہ لڑکی یہودی تو نہیں۔“ تنویر نے مائیکل سے پوچھا۔

”ادہ۔ تو باس۔ فکر نہ کرو۔ اس سے کھل کر بات کرو۔ اگر یہ ہماری ادا پر رضا مند ہو جائے تو سمجھ لو ہم نے آدھی کامیابی حاصل کر لی۔“ مائیکل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد یار کی کاٹھ میں بوتل اور گلاس پکڑے اندر آئی۔ اور اس نے گلاسوں میں شراب انڈیل دی۔

”سودی۔ میں اس وقت شراب نہیں پیتا۔ یہ میرا لین چوس پینے کا وقت ہے۔ اگر کل جائے تو۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تو یار کی اور مائیکل دونوں حیرت سے تنویر کو دیکھنے لگے۔

”ٹھیک ہے۔ میں لیمن جو س لے آتی ہوں۔“ یار کی نے چند لمحوں بعد کہا۔ ادا لکھ کر ایک بار پھر کمرے سے نکل گئی۔

”کیا آپ واقعی شراب نہیں پیتے باس یا.....“

مائیکل نے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

”بہنوڈ کے نہیں پیتا۔“ تنویر نے مختصر سا جواب دیا۔ یار کی لیمن جو س کا ایک سر بہر ڈبہ لاکر تنویر کے سامنے رکھ دیا۔ اسی لمحے دو درہیں ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو یار کی چونک پڑی۔

”سوری۔ میں آ رہی ہوں۔“ اس نے کہا اور ادا لکھ کر دوبارہ چلی گئی۔ تنویر نے ہونٹ پیچھے لئے۔

”مائیکل۔ تم نے خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کر لیا ہے۔ جیو اٹھو ہمیں کار چاہیئے اور کار باہر موجود ہے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوہ باس پلیر۔ آپ نہیں جانتے اس کار کو لے کر ہم دس کروڑ میٹر بھی نہ جا سکیں گے۔ ان کی تنظیم تو پولیس سے بھی زیادہ تیز ہے پلیر باس۔ فارگ ڈیسک۔ صرف چند منٹ اور بیٹھا جاؤ۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس میں آخر کار سہارا ہی فائدہ ہوگا۔ اور جتنا وقت یہاں ضائع ہو رہا ہے اس سے زیادہ وقت ہم بچا لیں گے۔“

مائیکل نے انتہائی منت بھرے ہلچے میں کہا تو تنویر ہونٹ چباتا ہوا دوبارہ بیٹھ گیا۔ وہ مائیکل کو اس وقت ناراض نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس نے آگے مائیکل سے کام لینا تھا اور اب تک اس کا تجربہ

رہا تھا کہ مائیکل واقعی بے لوث کام کرنے والا آدمی ہے۔

”مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو ایسا بھڑو دیا۔ دماغ تو پورا تعارف ہو جائے۔ مائیکل مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔ میرا نام یار کی ڈیوگ ہے۔ اور میرے ڈیڈی ڈیوگ ایک بہت بڑی تنظیم کے سربراہ ہیں۔“ یار کی نے واپس آکر کہا۔ اور شراب سے بھرا ہوا گلاس اٹھا کر چکیاں لینے لگی۔

”میرا نام سکاٹ بلوٹن ہے۔ اور میں اور مائیکل ایک خصوصی مشن پر پاناما میں جا رہے تھے کہ پولیس سہارے پیچھے لگ گئی۔“ تنویر نے خشک ہلچے میں جواب دیا۔ وہ یار کی کی جوانی اور خوب صورتی سے ذرا برابر بھی متاثر نظر نہ آ رہا تھا۔ حالانکہ مائیکل کا انداز ایسا تھا جیسے جنوں کو صدیوں بعد اچانک اپنے سامنے میلی نظر آگئی ہو۔

”سکاٹ بلوٹن۔ مجھے میرے آدمی نے ابھی دائر لیس فون پر تمام تفصیلات بتادی ہیں۔ اس نے پہلی کار پٹر چھوڑنے کے بعد آپ کے متعلق تحقیقات کی تھیں۔ اس کی تحقیقات کے مطابق آپ بگ ٹھوسٹ کے چیف ہیں کہ پام گرو ہوٹل پہنچے۔ دماغ آپ نے سات افراد کو پک بھکنے میں حکم کر دیا جس سے پال میک آپ سے مرعوب ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کا تعارف مائیکل سے ہوا۔ اور پھر شیفتن گروپ کا مشہور قاتل بلویر آپ کو قتل کرنے کے لئے پہنچا تو پھر خود قتل ہو گیا۔ آپ مائیکل کے ساتھ براڈوے کلب میں پہنچے اور آپ نے انتہائی بے جگری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دماغ سے شیفتن کو بے ہوش کر کے اغوا کیا۔ اور پھر آپ اُسے ایک دیران عمارت میں لے گئے۔ جہاں آپ نے شیفتن پر تشدد

کرنے کے بعد اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد آپ پام گرو ہوٹل کے اسسٹنٹ منیجر ٹام کے مکان پر پہنچے اور وہاں آپ نے اس کے کتے کو گولی مارنے کے بعد ٹام کو بھی قتل کر دیا۔ پولیس دناں سے آپ کے پیچھے لگی۔ کیونکہ ٹام کے ایک ہمسائے نے پولیس کو فون کر دیا تھا۔ آپ نے پولیس کی دو کاریں تباہ کیں ایک موٹر سائیکل کو اڑا دیا۔ اور پھر آپ ماکسی ہیلی کاپٹر سروس پر پہنچے ایک دین کو اٹایا۔ چار افراد کو قتل کیا۔ اور ہیلی کاپٹر لے اڑے۔ اور آپ اس ہیلی کاپٹر سے یہاں پہنچے اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے کہ آپ کا مقصد کوئی کار حاصل کرنا تھا۔ اور اگر مائیکل مجھے نہ جانتا ہوتا تو یقیناً آپ میری کار اڑانے کے لئے کار روٹ کر تے۔ کیا میرے آدمی کی رپورٹ اور میرا تجزیہ درست ہے؟

یار کی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر کی آنکھوں میں شدید حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"یہ ساری رپورٹ آپ کے آدمی نے اتنی جلدی کیسے حاصل کی؟"

تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور مائیکل بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرے آدمی نے جب ہیلی کاپٹر چھوڑا تو فطری طور پر اسے یہ جس ہوا کہ آپ لوگ کون ہیں اور کس طرح آپ نے ہیلی کاپٹر اڑایا ہے۔ کیونکہ اس علاقے میں اس قسم کی واردات پہلے بھی نہیں ہوئی۔ یہ ایکرمیہ کی سب سے پس ماندہ ریاست ہے۔ اس لئے یہاں بڑے بڑے جرائم بھی نہیں ہوتے۔ پھر یہاں کا پولیس چیف بھی بے حد مستعد ہے۔ اور اس لئے میرے آدمی نے صرف پولیس ہیڈ کوارٹر میں اپنے ایک دوست کو فون کیا۔ اور اسے یہ تمام رپورٹ مل گئی۔ پولیس کے تمام شعبے

فوری طور پر حرکت میں آ گئے تھے۔ اس لئے چند منٹوں میں انہوں نے آپ کے متعلق تمام رپورٹیں ہیڈ کوارٹر کو بھیجی تھیں۔" یار کی نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلادیا۔

"آپ کے آدمی کی رپورٹ اور آپ کا تجزیہ دونوں درست ہیں۔ اور اگر مائیکل آپ کو نہ جانتا ہوتا تو اب تک ہم آپ کی کار میں سفر بھی کر رہے ہوتے۔" تنویر نے جواب دیا۔ اور یار کی بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ کا اعتماد اور دلیری واقعی میرے لئے حیرت انگیز ہے۔ بہر حال کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ دراصل ہیں کون؟" یار کی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے۔ اور کیا بتاؤں؟" تنویر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ایک بار پھر میں اپنا تجزیہ بتاؤں؟" یار کی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر اور مائیکل دونوں چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"آپ کا نام سکاٹ بلوشن فرضی نام ہے۔ آپ کا تعلق بگ گھوسٹ سے نہیں ہے۔ بلکہ آپ ایکرمیہ کے شہری بھی نہیں ہیں۔ بلکہ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ آپ ایشیائی آدمی ہیں اور میک اپ میں ہیں۔ بنائیے کیا میرا تجزیہ غلط ہے؟" یار کی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر حیرت سے اس لوگ کو دیکھنے لگا۔

"کمال ہے۔ اگر ایک بار آپ کا تجزیہ درست ہو گیا تو اب آپ نے فائدہ خواہ شر لک ہو مزہ بننے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ اور اس یار کی

کار کو روکنے کا اشارہ کیا۔

اور پھر دوڑتا ہوا وہ ایک پولیس کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک آفیسر جس کی کھوپڑی اڑ گئی تھی کو اٹھایا۔ اور جلدی سے اُسے پولیس کار کے اندر ڈال دیا۔

"مائیکل کسی ایسے سپاہی کو لے آؤ۔ جس کی وردی پر خون کا داغ ہو۔ جلدی کرو۔" تنویر نے پولیس آفیسر کو اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور مائیکل نے جلدی سے ایک مردہ سپاہی کو اٹھایا اور گاڑی کی طرف دوڑ پڑا۔

"پیچھے اسے پھینک کر چڑھ بیٹھو۔ جلدی کرو۔" تنویر نے کہا اور دوبارہ بھاگتا ہوا یار کی کار کی طرف گیا جو ابھی تک سٹیئر پر بیٹھی حیرت سے یہ عجیب و غریب تماشا دیکھ رہی تھی۔

"شکر یہ میں یار کی۔ اب آپ جا سکتی ہیں۔ ورنہ ہمارے ساتھ آپ بھی پھنس جاتیں۔" تنویر نے کار کی پچھلی سیٹ سے بیگ اٹھا کر ہونے کہا۔ اور ایک بار پھر پولیس کار کی طرف بھاگ پڑا۔ اس نے برول کیس اگلی سائید سیٹ کے پیچھے پھینکا اور گھوم کر جلدی سے دوسرے طرف سٹیئر پر بیٹھ گیا۔ انگینٹ میں چابی موجود تھی۔ شاید فوری تعاقب کے لئے تیار رہنے کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ تنویر نے انجی شادر کیا اور دوسرے لمحے پولیس کار بھی کسی تیزی سے آگے بڑھی اور اس طرف کو بڑھتی گئی جدھر سے وہ جلتے ہوئے داپس لے رہے تھے۔

"ان کی وردیاں بھی اتار دو اور ان کی جیبوں سے شناختی کارڈ وغیرہ

بھی نکال لو۔ جلدی کرو۔" تنویر نے کار دوڑاتے ہوئے کہا اس نے ایک سرور میں اپنے پیچھے یار کی کار کو آتے دیکھا تو اس کے بسوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"تم آخر کرنا کیا چاہتے ہو۔ مجھے تو بتاؤ۔" یار کی نے کار کو اس کے برابر لاتے ہوئے چیخ کر پوچھا۔

"میں یار کی۔ بہتر یہی ہے کہ تم واپس چلی جاؤ۔" تنویر نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں واپس نہیں جاؤں گی۔ تم مجھے بتاؤ۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔" یار کی نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں ان پولیس والوں کی وردیاں پہن لوں گا۔ ان کے کاغذات چارے پاس ہوں گے۔ اور میں نے تمہارے میک اپ باکس سے کافی سارے ماسک لے لئے تھے۔ اس لئے ان جیسا میک اپ بھی ہو جائے گا۔ اور پھر ہم مجرموں کا تعاقب کرتے ہوئے پانامہ پہنچ جائیں گے۔" تنویر نے اونچی آواز میں جواب دیا۔

"اوہ۔ دیر ہی لگے۔ دیر ہی لگے۔ اچھا منصوبہ ہے۔" یار کی نے سر ت بھرے ہلچے میں کہا۔

"باس۔ میں نے یونیفارمز اتار لی ہیں۔" اسی لمحے عقبی سیٹ سے مائیکل نے جواب دیا۔

"اور۔" تنویر نے کہا۔ اور پھر اس نے کار کو سڑک سے سائیڈ پر اتار دیا اور تیزی سے درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف لے گیا۔ جھنڈ کے اندر پہنچ کر اس نے کار روک دی۔ دوسرے

لحے یاد کی کار بھی اندر آگئی۔

تویر نے پولیس آفیسر کی یونیفارم اپنے کپڑوں کے اوپر ہی پہن لی۔ صرف کوٹ اس نے اتار دیا تھا۔ اور پھر مائیکل نے بھی اس کی پیروی کی۔

”تم ذرا باہر کا خیال رکھنا یاد رکھی۔“ تویر نے یاد کی سے کہ جو اب کار سے باہر نکل کر حیرت بھرے انداز میں انہیں لباس تبدیل کرتے دیکھ رہی تھی۔ اور یاد کی سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی۔ تویر نے اپنے کوٹ کی جیب سے ماسک نکالے۔ پہلے والا ماسک اتار دیا اور دوسرا ماسک منتخب کر کے اس نے چند ہی لمحوں میں چہرے کو تقریباً اس پولیس آفیسر جیسا بنالیا۔ مائیکل بھی اپنا کوٹ اتار کر سیاہ کی یونیفارم پہن چکا تھا۔ تویر نے اس کے چہرے پر موجود ماسک بھی تھپ تھپاکر ایڈجسٹ کیا۔

”اب ان دونوں لاشوں کو نیچے اتار کر یہیں بھیدیک دو۔ جلدی کر تویر نے کہا۔ اور بھاگ کر دوبارہ سٹرنگ پر بیٹھ گیا۔ مائیکل نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اور پھر تویر کے اشارے پر وہ ساتھ والی سیڑی اُپر چڑھ گیا۔

”اب تم میرے اور اپنے کاغذات چیک کر دو۔ تاکہ تفصیلات علم ہو سکے۔ کسی بھی وقت ہیڈ کوارٹر سے کال آ سکتی ہے۔“ تویر نے مائیکل سے کہا۔ اور مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کاغذات چیک کرنے شروع کر دیئے۔ تویر نے کار جھنڈے سے باہر نکالی۔ شرک کی طرف بڑھنے لگا۔ یاد کی ایک درخت کی اوٹ میں کھڑی

اس نے پولیس کار باہر نکلتے دیکھی تو دوڑ کر اندر آگئی اور جب تویر کی کار شرک پر پہنچ کر آگے بڑھ گئی تو یاد کی کی کار جھنڈے سے برآمد ہوئی۔ مائیکل نے اس دوران تمام شناخت اور نمبر تویر کو بتا دیئے تھے۔

تویر اب اطمینان سے پولیس کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی۔ اور تویر نے مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ نمبر ایون۔ ہم کہاں ہو۔ ہیڈ کوارٹر کا تنگ اور“ ایک چمچتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں زیدو دوڑ رہا ہوں۔ میں مجرموں کی کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔ انہوں نے تیری سپاہی اور ایک آفیسر کو قتل کر دیا ہے۔ وہ بے حد چالاک اور خطرناک مجرم ہیں اور۔“ تویر نے پیڑ کے ہالچے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”پانی شناخت کرنا اور۔“ دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”نام پیڑ۔ نمبر تھری فکس تھری ون۔ شجہ ڈبلیو ایس۔ پیش کوڈ نمبر ون ایون ون اور۔“ تویر نے بڑے اطمینان سے مائیکل کی بتائی ہوئی تفصیلات دہرا دیں۔

”تمہارے ساتھ کون ہے اور۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میرے ساتھ جم رابرٹ ہے اور۔“ تویر نے جواب دیا۔ ”ہیلو پیڑ۔ میں پولیس چیت بول رہا ہوں۔ ہمیں ریورٹ ملی ہے

کہ مجرموں نے دونوں آفیسرز اور سپاہیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ تم دونوں کیسے بچ گئے اور؟" ایک اور بھاری آواز سنائی دی۔

"میں اور ہم دابوٹ زخمی ضرور ہوئے ہیں لیکن اتنے نہیں۔ اور اب تعاقب میں مصروف ہیں۔ لیکن مجرموں کی کار بے پناہ رفتار سے آگے نکل گئی ہے۔ بہر حال ہم انہیں پکڑ لیں گے اور۔" تنویر نے جواب دیا۔

"مجرموں کی کار اور ان کی تفصیل بتاؤ اور۔" پولیس چیف نے پوچھا۔

"ان کی کار پلے ماڈ تھا ہے۔ سواری رگ کی۔ جسے ایک سرخ بالوں والی دہلی پٹی اور۔ جسے قدرتی عورت چلا رہی ہے۔ کار پر نمبر پلیٹ کا نمبر اسٹیٹ کی ہے۔ نمبر تقریباً سکس ون زیدو ون ہے۔ دو آدمی جن میں سے ایک بھاری جسم کا اور ایک قدرے دہلا تھا اس میں سوار ہیں۔" تنویر نے اپنی طرف سے بتانا شروع کر دیا اور پھر اس نے فرضی طیلے بتا دیئے۔

"اور۔ کے۔ تم کو شش جاری رکھو۔ اور سنو۔ جیسے ہی یہ نظر آئیں ان کے قریب مت جاؤ بلکہ فوراً رپورٹ دو۔ میں پاناما اسٹیٹ کو بھی الرٹ کر دیتا ہوں اور۔" پولیس چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتی گئیں۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کمال ہے باس۔ آپ کی آواز اور لہجہ بالکل چیرمبیا تھا۔"

ہانگیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس نے تو پولیس چیف جگر کھا گیا ہے۔ اب ہم کم از کم پاناما کی حدود میں آسانی سے داخل ہو جائیں گے اس پیڑھے ہی مجھ سے باتیں کی یقین۔ اس نے لہجے والی بات بن گئی۔" تنویر نے کہا۔

پھر انہیں اپنے سروں پر پولیس کے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن وہ اطمینان سے کار آگے بڑھائے جا رہے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیو جگ کے بعد وہ پاناما سٹیٹ کی حدود پر پہنچ گئے۔ وہاں پاناما پولیس باقاعدہ چیکنگ کر رہی تھی۔ تنویر نے کار روک دی اور اچھل کر باہر آ گیا۔

"آفیسر مجرموں کی کار نہیں آئی۔" تنویر نے ایک آفیسر کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"نہیں آفیسر۔ ہمیں جیسے ہی اطلاع ملی ہم نے ناکہ بندی کر لی تھی۔" اس آفیسر نے جواب دیا۔

اور تنویر نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُسے دراصل خطرہ تھا کہ کہیں یہ پاناما پولیس کے آفیسر پیڑ کو ذاتی طور پر نہ جانتا ہو۔ لیکن اس کے جواب نے اُسے مطمئن کر دیا تھا۔

"اوہ۔ پھر یا تو وہ راستے میں ہی کہیں مڑ گئے یا پھر اطلاع سے پہلے نکل گئے۔ بڑے خطرناک مجرم ہیں۔" تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اگر وہ پاناما میں داخل ہوئے تو لازماً پکڑے جائیں گے۔ ہم نے پوری سٹیٹ کی پولیس کو چونکا کر دیا ہے۔ آپ پلیرز ریڈ کو آرٹر جا کر ان کے تفصیلی طیلے وغیرہ بتا دیں۔ بلکہ اگر کر سکیں تو

ابم بھی دیکھ لیں۔ شاید ہماری البم میں ان کے فوٹو موجود ہوں۔
پانامہ پولیس آفیسر نے کہا۔

اور کے۔ یہ تو میرا فرض ہے۔ انہوں نے ہالوویس خون
کی ہوئی کیلی ہے۔ تو میر نے کہا اور واپس کار کی طرف مڑ
گیا۔

یاد کی اس دوران چکنگ راکا کر اس کر کے آگے چلی گئی تھی۔
اُسے کسی نے نہ روکا تھا۔ اور تو میر نے کار میں بیٹھ کر کار آگے بڑھا
دی۔

”کیا ہوا باس۔ میں تو ڈر رہا تھا۔“ مائیکل نے چکنگ
پوائنٹ کر اس ہوتے ہی کہا۔

”میرے ساتھ رہتے ہوئے تم یہ ڈر خوف اپنے دل سے نکال
دو۔“ تو میر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور مائیکل نے سر ہلا دیا
”اب ہم پانامہ میں تو داخل ہو چکے ہیں۔ اب کیا کرنا ہے اور کہا
جانا ہے۔“ تو میر نے کچھ اور آگے بڑھنے کے بعد کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مائیکل کوئی جواب دیتا۔ اچانک اس
نے یاد کی کو تیز رفتاری سے واپس آتے دیکھا۔ تو وہ نہ صرف
چوکن پڑا بلکہ اس کے اعصاب بھی تن گئے۔ یاد کی نے دور سے
ہی لائنٹ دے کر اُسے رکنے کے لئے کہا۔ اور تو میر نے کار
ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

”میرے پیچھے آجاؤ سکاٹ۔ اب ہم محفوظ جگہ پہنچ جائیں گے
مجھے خطرہ ہے کہ جھنڈ سے لاشیں نہ دستیاب ہو جائیں۔“

نے ”اور روکتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار واپس
موڑ دی۔

تو میر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھائی اور پھر دور آگے جلتے
کے بعد یاد کی کی کار سائیڈ روڈ پر مڑ گئی۔ تو میر پولیس کار اس کے پیچھے لے
گیا۔ دونوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں جلد ہی ایک زرعی ٹرام کے
گیٹ پر پہنچ گئیں۔ یاد کی نے کار روک کر مخصوص انداز میں بارن دیتے۔

تو پھانک کھل گیا اور یاد کی تیزی سے کار آگے بڑھا کر لے گئی پھانک
کھولنے والا ایک لمبا توٹو ٹکا جو ان تھا۔ جو ہیرت سے یاد کی کے پیچھے
آتی ہوئی پولیس کار کو دیکھ رہا تھا۔ عمارت کے سامنے یاد کی نے کار روکی
اور اچھل کر نیچے اتری۔ برآمدے میں چار مسلح افراد کھڑے تھے جو

تیزی سے آگے بڑھ آئے تھے۔ ان چاروں کے چہروں پر بھی شدید
حیرت تھی۔ شاید یہ ان کی زندگی میں پہلا موقع تھا کہ پولیس کار اور پولیس
آفیسروں کو وہ اپنے کسی اڈے میں دیکھ رہے تھے۔

”جلدی کرو۔ یہ یونیفارمز اتارنا کہ کار کے اندر پھینک دو۔“ یاد کی
نے تو میر اور مائیکل سے کہا۔ اور پھر وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گئی۔
”جاگو اور ٹم۔ تم دونوں پولیس کار کو پیچھے لے جاؤ۔ اور جا کر
تھیل میں ڈبو دو۔“ یاد کی کا لہجہ اپنے آدینوں کے ساتھ انتہائی
تکلم نہ تھا۔

”کیس مادام۔“ برآمدے میں سے آنے والے چار میں
سے دو نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ تو میر نے یونیفارم اتار کر پولیس
کار میں پھینک دی اور ساتھ ہی اس نے بریف کیس بھی اندر سے

بکال لیا اور ساتھ ہی ایک کونے میں رکھا ہوا اپنا کوٹ بھی۔ اس نے کوٹ دوبارہ پہن لیا۔ مائیکل بھی یونیفارم سے ہچکچارہ حاصل کر کے دوبارہ اپنا کوٹ پہن چکا تھا۔

”جاؤ۔۔۔ جلدی جاؤ۔ اور سنو۔ اگر کوئی ٹرانسمیٹر کال آئے تو ہرگز جواب نہ دینا۔“ یار کی نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے پولیس کا ریس میٹھے اور کارگھوم کرتیزی سے پھاٹک سے باہر نکل گئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے فرینک نے ہاتھ بٹھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ ریڈ روز کا ناراک میں جیف تھا۔ لیکن لظاہر اس نے ایک تجارتی کمپنی کھولی ہوئی تھی۔ جس کا وہ ڈائریکٹر تھا اور اس وقت بھی وہ اپنے دفتر میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔

”یس۔۔۔ فرینک نے رسیور اٹھاتے ہوئے سخت ہلچہ میں کہا۔

”باس۔۔۔ آپ کی زیردہ پیش کال آئی ہے۔“ دوسری طرف سے اس کی لیڈی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”اوہ اچھا۔ طواؤ۔“ فرینک نے چونکا کر کہا۔ اور اس کے چہرے کے اعضاء خود بخود کچھ گھم گئے۔ زیردہ پیش کال کا مطلب تھا کہ تجارتی کالوں سے ہٹ کر گروپ کال اور آج کل اس کے پاس پاکیشیا سیکرٹ سرویس کامش تھا۔ اور اس کے آدمی بھی سرگرمی

وقت پر کنگ ہوئی ہے کیونکہ پرنس کے بعد آنے والے کمرے ایک بار دوبارہ بک چکے ہیں۔ کلائنٹ نے جواب دیا۔
 ”بہر حال وہ لوگ یقیناً طیارے تک تو اکٹھے ہی جائیں گے۔ اور یقیناً رابرٹ برمن انہیں ہوشی سے ساتھ لے کر ہی جائے گا۔“ فرنیک نے کہا۔
 ”یس باس۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔“ کلائنٹ نے جواب دیا۔

”کون سی کمپنی کا طیارہ بک کر آیا ہے رابرٹ برمن نے“ فرنیک نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
 ”تاک آئی کمپنی“ کلائنٹ نے جواب دیا۔
 ”اودہ۔ پھر تو ہمیں راستے میں ان پر وار کرنے کا اچھا موقع مل جائے گا۔ تم ایسا کر دو گرین ہوشل کے باہر ہی رک جاؤ۔ میں باقی لوگوں کے ساتھ شیٹ ملڈ ٹانگ سے آگے موجود رہوں گا۔ جیسے ہی رابرٹ برمن ان لوگوں کو لے کر گرین ہوشل سے نکلے تم ٹرانسمیٹر پر مجھے ان کے چلنے کی اطلاع کے ساتھ ساتھ کار کی تفصیلات بتا دینا اور پھر ان کے پیچھے آجانا کیونکہ بہت محتاط رہتے ہوئے۔ باقی میں آگے انہیں خود ہی سنبھال لوں گا۔“ فرنیک نے کہا۔

”یس باس۔“ دوسری طرف سے کلائنٹ نے جواب دیا۔
 اور فرنیک نے سیور رکھ دیا۔ اور کمرے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دفتر سے باہر آکر وہ اپنی کار میں بیٹھا اور انتہائی تیز رفتار سے اُسے دوڑاتا ہوا اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں

سے رابرٹ برمن کی مکمل نگرانی میں مصروف تھے۔ اس لئے زیر و پیش کا کال کا مطلب تھا کہ پاکیشیا سیکورٹس سروس کے متعلق ہی کوئی نہ کوئی اطلاع آتی ہوگی۔

”ہیلو۔ کلائنٹ سچ کنگ۔“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
 ”یس کلائنٹ۔ کیا رپورٹ ہے۔“ فرنیک

تیز لہجے میں پوچھا۔
 ”باس۔ ہمارے شکار آگئے ہیں۔ وہ گرین ہوشل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ رابرٹ برمن کو کوشی خون کا ل آئی۔ کوئی پرنس بول رہا تھا۔ پھر رابرٹ برمن خود دھاؤں گیا۔ لیکن دھاؤں وہ صرف ایک آدمی سے مل رہا ہے۔ جب کہ رپورٹ یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک عورت اور دوسرا اور بھی ہیں۔ لیکن ان کے کمروں کا پتہ نہیں چل سکا۔ ویسے رابرٹ برمن اس آدمی سے ملنے کے بعد سیدھا طیارے کو اپنے دینے والی کمپنی کے دفتر گیا۔ اور اس نے جزیرہ ٹافو کے لئے ایک چھوٹا طیارہ بک کر آیا ہے۔ یہ طیارہ دو گھنٹوں بعد پرواز کرے گا۔ کلائنٹ نے جواب دیا۔

”اودہ۔ پرنس یقیناً وہ خطرناک آدمی عمران ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھیوں کے کمرے کیوں ٹریس نہیں ہو سکے۔ وہ اکٹھے ہی بک ہوئے ہوں گے۔“ فرنیک نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔
 ”نوباس۔ پرنس آف ڈھب کے نام سے اکیلا کمرہ ہو رہا ہے۔ کنگ ایک روز پہلے کوئی گئی ہے۔ شاید علیحدہ علیحدہ

میں موجود ایک ڈائریس ڈائمنٹ چار جنگ۔ مشین اور جدید ترین ڈائریس
ڈائمنٹ چار جہز مکمل کئے گئے۔ ان چار جہزوں کی تعداد آٹھ تھی۔
"دس دس میٹر کے فاصلے پر دونوں اطراف میں چار جہز پتھروں کے
پتھروں لگا دو۔ اور پھر تم چاروں نے مخالفت پہاڑی پر پھب کر بیٹھنا
ہے۔ اگر کوئی اس کے باوجود زندہ بچ جائے تو تم نے اس پر
فائر کھول دینا ہے۔ لیکن خیال رکھنا جب تک چار جہز ڈسپارچ نہ
ہوں تم نے کوئی کارروائی نہیں کرنی۔ بہر حال ایک آدمی کو بھی زندہ
بچ کر نہیں جانا چاہیئے۔" فرنیک نے تیز ہنسنے میں کہا۔

"یس باس" — ان چاروں نے کہا۔ اور پھر انہوں نے
چار جہز کا ندھوں پر اٹھائے اور تیزی سے پہاڑی سے نیچے اتارنے
لگے۔ فرنیک پہاڑی کے کنارے پر بیٹھ کر انہیں جاتے ہوئے
دیکھتا رہا۔ یہاں سے سرٹک کا فی گہرائی میں تھی۔ اور اس پر چلنے والی
کاریں قدرے چھوٹی نظر آ رہی تھیں لیکن ان کے ماڈل اور رنگ یہاں
سے بھی صاف پہچانے جاتے تھے۔ اس کے آدمی پھیلی طرف
سے نیچے گئے تھے۔ اور پھر کچھ دیر بعد ان میں سے دو نے بھاگ
کر سرٹک کو اس کی اوپر دو سرری طرف پہاڑی چٹانوں میں غائب ہو
گئے۔ فرنیک پہاڑی چٹان پر بیٹھنے کے بل لیٹا ہوا نیچے دیکھتا رہا۔
پھر تھوڑی دیر بعد اس نے باقی دو آدمیوں کو بھی دوڑ کر سرٹک کو اس
کرتے ہوئے دیکھا۔ ان کے کانہوں پر چار جہز موجود نہ تھے۔
فرنیک کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اسے معلوم تھا کہ انہوں
لے چار جہز چھ جہزوں پر لگا دیئے ہوں گے۔ یہ چار جہز اس قدر

پر کاری ضرب لگانے کے لئے مکمل اور فول پروف انتظامات کرنا
ہیں گوارڈ میں اس نے تقریباً ایک گھنٹہ انتظامات میں گزارا اور پھر
ایک گھنٹہ بعد میڈیکل وارڈ سے جب وہ کارے کے باہر نکلا تو اس
کارے کے پیچھے چار آدمیوں سے بھری ہوئی ایک اور کار تھی۔ دو نوڈ
کاروں کی ٹیموں میں بڑے بڑے پتھرے پتھرے موجود تھے۔ اس نے اس
بار ایسا پلان بنایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بچ نکلنے کا
ایک فیصد بھی چانس باقی نہ رہے۔

فرنیک مختلف سرٹکوں سے کارروائی کرتا ہوا جلد ہی سٹیٹ ملڈنگ
کے قریب پہنچ گیا۔ سٹیٹ ملڈنگ سے آگے ہاگ آئی کمپنی کا دار
اور پرائیویٹ ایر پورٹ کے درمیان ایک ہلکا سا پہاڑی سلسلہ آتا
تھا۔ اور فرنیک نے اس پہاڑی سلسلے میں عمران اور اس کے ساتھ
پر دار کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ دونوں کاریں دوڑتی ہوئیں جب پہاڑی
سے میں داخل ہوئے تو فرنیک کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد ایک
سائڈ روڈ پر مڑ گیا۔ یہ پختہ سرٹک نہ تھی بلکہ ہموار سرٹک تھی۔ یہ سرٹک
گھومتی ہوئی ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئی۔ یہاں پہنچ کر فرنیک نے
کار روک دی۔ اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے آنے والی کار بھی
رک گئی۔

"سامان نکالو۔ جلدی کرو" — فرنیک نے کہا۔ اور پھیلی کاریں
سے نکلنے والے افراد میں سے ایک اس کی کاری طرف بڑھ گیا
دونوں کاروں سے بڑے بڑے پتھرے پتھرے مکالمے لگے۔ دلوں سے
نیچے جاتی ہوئی سرٹک صاف نظر آ رہی تھی۔ پتھروں کی زمیں کھول کر ان

دیا۔

"تفصیل سن لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی ساتھ ہی زدیں آ جاؤ۔ میں نے پہاڑی کٹاؤ کے دوسرے موڑ سے آگے دوسرے کلومیٹر کے بعد سڑک کے دونوں اطراف میں چارجر لگائے ہوئے ہیں۔ یہ چارجر دس میٹر کے رقبے میں ہیں۔ اس موڑ کے بعد مہاراد اور نیلی کار کا درمیانی فاصلہ بارہ تیرہ یا اس سے بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ تاکہ مہارادی کار پہلے نکل جائے۔ اور نیلی کار مارگٹ میں آنے پھر اسے پہاڑی چٹانیں پیس کو رکھ دیں گی۔ سمجھ گئے ہو اور؟"

فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"یس باس۔ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں ایسا ہی ہو گا اور۔" کلارنٹ نے جواب دیا۔

"تم کتنی دیر میں پہاڑیوں پر پہنچو گے اور؟" فرینک نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"باس۔ آدھا گھنٹہ تو لگ ہی جائے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ گرین ہوٹل سے دہاں پہنچنے کے لیے ایک طرف ٹرنک دے کر دوسری طرف

لپکا چکر کاٹنا پڑتا ہے اور۔" کلارنٹ نے جواب دیا۔
"تم کار میں اکیلے ہو اور؟" فرینک نے پوچھا۔

"یس باس۔ اور۔" کلارنٹ نے جواب دیا۔
"اور۔" جب تم پہاڑی کٹاؤ کے دوسرے موڑ کے

قریب پہنچو تو مجھے ٹرانسمیٹر پر کال کرنا۔ تاکہ میں مکمل طور پر مطمئن ہو جاؤں اور۔" فرینک نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ جلد ہی اور۔" فرینک نے تیز لہجے میں کہا۔
"باس۔ رابرٹ برمن کار چلا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک

لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ جب کہ وہ پرنس اپنے دو ساتھیوں سمیت عتیقہ سیٹ پر بیٹھا ہے اور۔" کلارنٹ نے جواب دیا۔

"اچھا۔ ٹانس۔ کار کی تفصیل بتاؤ اور۔" فرینک نے حلقے کے بل چیخے ہوئے کہا۔

"یس باس۔" مجھے نیلے رنگ کی سرسبز کار ہے۔ نیلے ماڈل کی اور۔" کلارنٹ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ کیا نشانی ہوئی۔ نیلے رنگ کی سرسبز کاریں تو کئی ہو سکتی ہیں اور۔" فرینک نے انتہائی لمبے چین لہجے میں کہا۔

"اور کیا نشانی بتاؤں باس اور۔" کلارنٹ کے ہلچے میں حیرت تھی۔

"تم کس رنگ کی کار میں ہو اور۔" فرینک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"میری کار دارک براؤن کرپے ماڈل ہے اور۔" کلارنٹ نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو۔ اس نیلی سرسبز سے آگے نکل کر اس کے آگے

آگے چلو۔ جب تم پہاڑیوں میں داخل ہونا تو رفتار کو تیز کر دینا مہاراد فاصلہ اس نیلی کار سے کم از کم بارہ تیرہ میٹر ہونا چاہیے۔ تم سمجھ گئے ہو اچھی طرح اور۔" فرینک نے چیخ کر کہا۔

"یس باس۔" سمجھ گیا ہوں اور۔" کلارنٹ نے جواب

"لیس باس اور"۔ کلارنٹ نے جواب دیا۔

"اور اینڈ آل"۔ فرنیک نے جواب دیا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے مشین کے ساتھ رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر گھڑی پر وقت دیکھنے کے بعد وہ مشین کو احتیاطاً دوبارہ چپک کرنے لگا تاکہ کہیں عین موقع پر یہ دھوکہ نہ دے جائے لیکن مشین ہر لحاظ سے کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار تھی۔ فرنیک نے مطمئن انداز میں سر ہلایا اور پھر نیچے دیکھنے لگا۔ جہاں سے کاریں گزر رہی تھیں۔ لیکن ان کی تعداد بے حد کم تھی۔ کیونکہ یہ سڑک ملک آئی جپنی کے ایئر پورٹ تک جا کر ختم ہو جاتی تھی۔

پھر جب اس کے اندازے کے مطابق آدھا گھنٹہ گزر گیا تو اس نے چونک کر گھڑی دیکھی تو چالیس منٹ گزر چکے تھے۔

"اوہ"۔ چالیس منٹ گزر گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ انہیں اب سب پہنچ جانا چاہیے تھا۔" فرنیک نے ہونٹ پیچھے ہونٹے کہا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اس کا بجٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو"۔ فرنیک کا لنگ کلارنٹ اور"۔ فرنیک چیخنے ہوئے کہا۔

"لیس باس کلارنٹ اینڈ ٹانگ اور"۔ چند لمحوں بعد کلارنٹ کی آواز بھکی۔

"کیا ہوا تمہیں۔ کہاں ہو تم اور"۔ فرنیک نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"باس۔ اب ہم ہوائیوں میں داخل ہونے والے ہیں۔ آپ کو کال کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ کی کال آگئی اور"۔ کلارنٹ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ تم اب سپیڈ بڑھا دو اور اینڈ آل"۔ فرنیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بجٹن آن کر کے اُسے ایک طرف رکھا۔ اور پھر اس نے وہی مادہ مشین کے سینڈل پر رکھا اور بے چین نظروں سے اس طرف دیکھنے لگا۔ جہرے کا رول نے موٹر کاٹ کر نمودار ہونا تھا۔ اور بخود ہی دیکھنے لگا۔ جب اُسے کلارنٹ کی براؤن پلے مادہ کا موٹر کاٹ کر آتی دکھائی دی تو وہ چونک بڑا۔ اس کی ٹخریں سڑک پر جم سی گئیں۔ کلارنٹ کی براؤن پلے مادہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد موٹر سے نیلے رنگ کی سرسبز ٹیڑھ نمودار ہوئی اور تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ فرنیک کے لبوں پر تھرہیلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

"آج تم بچ کر نہ جا سکو گے عمران"۔ فرنیک نے ہونٹ پیچھے ہونٹے کہا۔ اور پھر اس نے ایک لمحے کے لئے مشین پر موجود سینڈل پر نگاہ ڈالی اور دوبارہ نیلی سرسبز ٹیڑھ کو دیکھنے لگا۔ سرسبز ٹیڑھ کے شیشے چڑھ ہوئے تھے اور کلرڈ شیشوں کی وجہ سے اندر موجود کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن فرنیک کو کلارنٹ سے تفصیلی اطلاع مل چکی تھی۔ کہ رابرٹ برسن کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ براؤن کاراب چارجرز کے ایسے سے نکل چکی تھی۔ اور نیلی سرسبز ٹیڑھ سے اس بلاسٹنگ نون کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ فرنیک ہونٹ

بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ اور پھر جیسے ہی نیلی مر سیڈ بڑ نے پہلے چادر ہر کر اس کیا۔ فرنیٹک نے ایک جھٹکے سے ہینڈل نیچے کر دیا۔ دوسرے لمحے آٹھ خوف ناک دھماکوں کے ساتھ ہی تیرگو گڑا جہٹ کی آواز سے پہاڑی لرزنے لگی۔ اور پھر جیسے کہا گیا ہے کہ قیامت کے روز پہاڑی ردنی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرن گے۔ بالکل وہی کیفیت تھی۔

سڑک کے دونوں اطراف میں موجود پہاڑیوں سے چھوٹی بڑی سینکڑوں چٹانیں ردنی کے گالوں کی طرح اڑتی ہوئیں۔ سبھی مر سیڈ بڑ پر گرنے لگیں ہر طرف گرد و غبار مچا گیا۔ دھماکے اور گڑگڑا جہٹ کی بازخشت ابھی تک سناٹی دے رہی تھی۔ فرنیٹک خاموش بیٹھا اس گرد و غبار کو دیکھ رہا تھا جو نیچے پھیل کر دوبارہ اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ اور چند لمحوں بعد جب گرد و غبار میں ذرا سی کچی ہوئی تو وہ مسرت بھرے انداز میں اچھل کر کھڑا ہو گیا کیونکہ سڑک پر ہر طرف چٹانیں ہی چٹانیں بکھری ہوئی تھیں۔ اور ان چٹانوں کے درمیان نیلی مر سیڈ بڑ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے صاف نظر آ رہے۔ نیلی مر سیڈ بڑ ان چٹانوں کی زد میں آکر واقعی ردنی کی طرح دھکی گئی تھی۔ ہراو کڑی۔ فرنیٹک نے جلدی سے جیب سے ریوا اور نکال کر

اس کا رخ آسمان کی طرف کیا اور لگا تار تین فارے کر دیئے۔ یہ کامیابی اور واپسی کا گنگل تھا۔ اور پھر اس نے جلدی سے مشین اور دوسرا سامان اٹھا اور اسے اپنی کار میں ڈال کر اس نے کار کو سٹارٹ کیا اور تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ عمران اور اس کے ساتھی ہمیشہ کے لئے غم ہو چکے تھے اور وہ اب جلد از جلد باس لی ساک کو اپنی کامیابی کی خبر سنانا چاہتا تھا۔

سکھان بلوٹوٹے۔ تم واقعی ہیرت انگیز آدمی ہو۔ میں نے اپنی زندگی میں تم جیسا ذہن اور موتح سے بھرپور انداز میں فائدہ اٹھانے والا شخص پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ تم نے جس انداز سے مانو اور پانا مہ پولیس کو ڈانچ دیا ہے۔ میں اس کا تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ یا رکی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی مستحکم آئینہ بچے میں کہا۔

”مس یاد کی۔ آپ کی امداد کا بے حد شکریہ بہر حال اس میں میری ذمہ داری سے زیادہ اتفاقات کا دخل تھا۔ لیکن کیا آپ ہمیں اب اجازت دیں گی کہ یہ سب کچھ ہمارے پاس باتیں کرنے کا بھی وقت نہیں ہے۔“ تنویر نے نطک پہلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا جو بھی مشن ہو۔ مجھے اب اس کی پروا نہیں ہے۔ لیکن اب اس مشن کی تکمیل کے لئے میں آپ کے ساتھ ہوں گی۔ آج

ہجے ہیں کہا۔

”اگر جاسکتے ہو تو جاؤ۔ میں نے تمہیں روکا تو نہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ یہ کھیل تماشہ نہیں ہے۔ میرا فیصلہ ہے۔ جیسے ہی تمہارے جسم نے حرکت کی سادی مشین جھینس بیک وقت چل پڑیں گی۔“ یار کی لے کر خفت ہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اد۔ کئے۔ اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو تو ایسے ہی سہی۔“ تنویر نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

”مطلب یہ کہ تم مجھے ساتھ لے جانے پر رضامند ہو۔“ یار کی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ اب تم نے ایسی حرکت کی ہے کہ اب ایسا ممکن نہیں ہے۔“ تنویر نے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے تھپا اور اس طرح اچھل کر باہر پر آکر کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کر سکی تھی اور پک بچکنے میں یار کی اس بازوؤں میں دبی اس کے سینے کے ساتھ بڑی طرح پکڑا رہی تھی۔ اب تنویر کی پشت دیوار کے ساتھ تھی جبکہ اس کے سینے سے یار کی گئی ہوئی تھی۔

”خیر دار۔ سب ہتھیار ڈال دیں ورنہ میں تمہاری مادام کو ایک لمحے میں ہلاک کر دوں گا۔“ تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکھٹ یار کی کو اٹھا کر سامنے کھڑے دو مسلح افراد پر دے مارا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرح تھپا اور اس کی سائیڈ میں کھڑے دو مسلح افراد چیتے ہوئے اچھل کر پیچھے دیوار سے ٹکرائے اور نیچے گر گئے۔

”مارو اسے۔“ فائر۔“ یار کی نے نیچے گرتے ہی چیخ کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے مشین گن کی گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے

لڑو گونچ اٹھا۔ اور یار کی کے چاروں مسلح افراد فرسٹ بریڈے بڑی طرح ہلک رہے تھے۔ مشین گن تنویر کے ہاتھوں میں تھی۔ مائیکل میز کے نیچے گھس گیا تھا۔ جب کہ یار کی اب فرش پر بڑی پھٹی پھٹی آنکھوں سے تنویر کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس قدر جلدی سچو نشن ہی تبدیل ہو سکتی ہے۔

”اب بولو یار کی۔“ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی تیز نظرس مسلسل دونوں دروازوں کا بھی جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ بے حد چوکنا تفرابا تھا۔

”باس۔ باس۔“ فارگاڈ سبک۔ یار کی کو منت مارنا۔ باس میں تمہاری منت کرتا ہوں۔“ اچانک میز کے نیچے سے نکل کر مائیکل نے کہا۔ اور بجاکر وہ یار کی کے سامنے آکھڑا ہوا۔

”تو پھر اسے کہو کہ میرے ماتے میں رکاوٹ بننے کی کوشش نہ کرے۔“ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”تم جیت گئے سکاٹ بلوئن۔ میں بارگئی۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو۔ میں اب تمہارے ماتے میں رکاوٹ نہیں بنوں گی۔“ یار کی نے سر ہٹاتے ہوئے شکست خوردہ انداز میں کہا۔

”چلو پھر آگے بڑھو۔ اب اس فادر سے بچنے تک تم یہ غمال رہو گی۔“ تنویر نے کرفت ہجے میں کہا۔

اور یار کی سر ہلاتی ہوئی مڑی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر نے آگے بڑھ کر اس کی پشت سے مشین گن لگا دی۔ اور پھر اس طرف قافلے کی صورت میں وہ باہر آگئے۔ باہر ایک بھی آدمی موجود

نہ تھا۔

”چلو مائیکل مس یار کی کار میں بیٹو۔ اور اُسے موٹر کے پچا کھکھ سے باہر لے چلو۔“ تنویر نے مائیکل سے کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور جلدی سے نیلی کار کا دروازہ کھولی کہ اندر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے اُسے سٹارٹ کیا اور موٹر کے واپس گیٹ کی طرف سے جانے لگا۔

”کیا تم اب بھی مجھے ساتھ نہ لے جاؤ گے۔“ میک لوند یار کی نے سڑک کے ایسے پہجے میں کہا کہ تنویر کو بے اختیار ہنس آگئی۔
”اور کے۔ چلو ساتھ۔“ تنویر نے ہنستے ہوئے مشین گن ایک طرف کولی۔ اور یار کی بے اختیار مسکرا دی۔

”تم جیسا کھو اور ظلم آدمی آج سے پہلے میری نظروں سے نہیں گزرے گا۔“ ایکویریا کے نوے فیصد نوجوان مجھے دیکھتے ہی رالیں بہانا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن تمہاری آنکھوں میں میرے لئے معمولی سی دپٹی کی جھلک بھی نہیں ابھری۔“ یار کی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”مس یار کی۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں اور ڈیوٹی کے دوران تلو پڑھ بھی مجھے چڑیل لگنے لگتی ہے۔“ تنویر نے منہ بنا تے ہوئے جواب دیا اور یار کی بری طرح چونک پڑی۔

”ڈیوٹی پر۔“ اودہ کیاتم کسی حکومت کے ایجنٹ ہو۔“ یار کی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

مائیکل کا روک کر اب واپس آ رہا تھا۔ اس کے ہنرے پر شہر جیت کے آثار تھے۔ کیونکہ اس نے اچانک سخت ترین تشدد ماحول

استانہ دیکھ لیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔

یوہنی سمجھ لو۔ بہر حال مجھ سے سوالات اب نہ کرنا۔ اور نہ میرا وقت نالغ کرنے کی کوشش کرنا۔“ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم آخر جانا کہاں چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔ یقین کرو میں تمہارے حق میں قطعاً کاوٹ نہ بنوں گی۔“ یار کی نے کہا۔

”مائیکل کھرے سے جا کر اپنا بریف کیس اٹھا لاؤ۔ میں اسے بھول رہا تھا۔“ تنویر نے یار کی کے سوال کا جواب دینے کی بجائے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور مائیکل سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس اندر چلا گیا۔

”مجھے افسوس ہے یار کی۔ تمہارے چار آدمی ختم ہو گئے۔“ تنویر نے مائیکل کے جاتے ہی کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ ہمارے پاس کام کرنے کے لئے لے شمار آدمی ہیں۔“ یار کی نے اس طرح کہا جیسے آدمیوں کی بجائے کھیاں ری ہوں۔

”اچھا بتاؤ۔ لی ساک کو جانتی ہو۔“ تنویر نے سوچا کہ اب اگر سے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے۔ تو بات یہیں کھل جانی ہی ہے۔

”لی ساک۔“ اودہ تمہارا مطلب ریڈ روز کے چیف سے تو نہیں ہے۔“ یار کی لی ساک کا نام سن کر بری طرح اچھل پڑی۔

"مطلب ہے۔ تم اُسے جانتی ہو۔۔۔ تنویر نے ایک طویل
 بلیت پڑھنے کہا۔
 "ہاں۔ اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ یہودی ہے اور یہودی کا ذکر
 کام کرنا ہے۔ کیا تمہارا مشن اس کے خلاف ہے؟" — یار کی
 تیز ہلچل میں کہا۔
 "ہاں" — تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ادہ اودہ۔۔۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں بے حد محتاط رہنا ہو گا
 ریڈ روز کا جال بے حد وسیع ہے۔ آؤ میرے ساتھ" —
 نے کہا۔ اور جلد ہی سے تنویر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے واپس عمارت کی
 کھینچنے لگی۔

"تم پھر میرا وقت ضائع کرنا چاہتی ہو۔۔۔ تنویر کا لہجہ بگڑ گیا
 "نہیں۔۔۔ تم لی ساک کو نہیں جانتے۔ ہمیں پوری منصوبہ بندی
 ہو گی۔ اس طرح ہم کسی حالت میں بھی لی ساک پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے
 یار کی نے تیز ہلچل میں کہا۔

"میرے پاس منصوبہ بندی کا وقت نہیں ہے۔" — تنویر
 سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن وہ اس کے ساتھ چلتا ہوا ایک
 کمرے میں پہنچ گیا۔ مائیکل بھی بریف کیس اٹھائے انہیں پر آمد۔
 میں مل گیا تھا وہ بھی ان کے پیچھے آ گیا۔

"مجھے بتاؤ کہ تم لی ساک سے کیا چاہتے ہو۔ اور سن لو میں خود
 سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔ کیونکہ ایک بار اس نے میری عزت
 ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ وہ انتہائی عیاش آدمی ہے۔ میں۔۔۔

اس وقت تو اس کی عقل ٹھکانے لگا دی۔ لیکن پھر وہ غائب ہو گیا۔ اور
 جاتے ہوئے مجھے دھمکیاں دے گیا۔ کہ وہ ایک اہم ترین مشن
 میں مصروف ہے۔ اس سے فارغ ہو کر وہ میرے اور ڈیٹی ڈیوٹک
 سے بھرپور انتقام لے گا۔ لیکن پھر اس کی کوئی خبر نہ ملی۔" — یار کی
 نے تیز تیز ہلچل میں کہا۔
 "میں نے لی ساک کے ہیڈ کوارٹر سے ایک آدمی کو برآمد کر لیا ہے۔

اور لی ساک پر۔ جس قدر دیر ہو گی اتنا ہی ہمیں نقصان ہو گا۔ اس لئے میں
 جلد از جلد اس کے ہیڈ کوارٹر جو جزیرہ ٹارچن پہنچنا چاہتا ہوں۔" — تنویر
 نے کہا۔

"جزیرہ ٹارچن سے آدمی برآمد کرنا ہے۔ ناممکن۔ جزیرہ ٹارچن میں
 کوئی شخص اس کی مرضی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس
 جزیرہ لے کے گرد انتہائی جدید ترین حفاظتی حصار قائم کر رکھا ہے۔ آج
 تک اس حصار کو کوئی کر اس نہیں کر سکا۔" — یار کی نے جواب دیا۔
 "مس یار کی دست کہہ رہی ہیں باس۔" — مائیکل نے بھی
 یار کی کی تائید کی۔

"لیکن میں نے بہر حال اس حصار کو توڑنا ہے۔ یہ طے ہے۔
 اس لئے میں نے مائیکل کی خدمات حاصل کی ہیں کہ وہ مجھے جزیرہ ٹارچن
 تک پہنچا دے۔ اس کے بعد میں جانوں اور میرا کام۔ اور سنو۔ اب
 ہی وقت ہے تم اس پکر میں صمت انجمو۔" — تنویر نے منہ بناتے
 ہوئے کہا۔

"پہلے تو میں صرف تمہاری وجہ سے ساتھ جا رہی تھی لیکن اب اس

میں میری ذاتی غرض بھی شامل ہو گئی ہے۔ اس لئے اب تو میں ہر صورت جاؤں گی۔ مائیکل، تم نے جو یہ ٹاراجن سمک جلنے کے لئے کیا پلاننگ کی ہے۔ مجھے بتاؤ۔" یار کی نے اس بار مائیکل سے مخاطب کر کہا۔

"میں یار کی۔ ہم پانامہ سے ایک طاقتور لانچ خرید کر اپنا سفر شرا کریں گے۔ اور البانی کے گرد چکر کاٹتے ہوئے جو یہ ٹاراجن دار حصے میں داخل ہو جائیں گے۔ میری یہی پلاننگ ہے۔" مائیکل جواب دیا۔

"اوہ۔ اتنا طویل پیکر۔ یہ تو ہفتوں کا کام ہے۔" یار کی نے چونک کر کہا۔ اور تنویر بھی اس کی بات سن کر برسی طرح چونک پڑا۔ "کیا مطلب۔" مجھے جلد ہی ہے۔ اور تم ہفتوں کی بات کر رہے ہو۔" تنویر کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"میرے خیال میں یہ محفوظ ترین سفر ہے۔ ورنہ تو ہمیں قدم قدم رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جزائر فرنی لینڈ کے سمندروں میں طرف سمگر ہی سمگر بھرے ہوئے ہیں۔" مائیکل نے جواب دیا۔ "تمہیں آخر طبعی کیوں ہے۔ کیا تم اس کی وضاحت کر دو۔" کیا وہ آدمی ٹاراجن کی قید میں ہے یا پھر ٹاراجن کے گردہ کاہی کوئی ہے۔ تم مجھے اصل بات بتا دو۔ یقین رکھو۔ میں دل و جان سے تمہارے ساتھ ہوں اور میں تمہیں جلد از جلد ٹاراجن تک پہنچا سکتی ہوں۔" نے کہا۔

"اچھا۔ تو سن لو۔ فلسطینی لیڈر کمانڈر حادث کو ریڈو نے

ہاٹش گاہ سے انوکھا کیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اُسے ٹاراجن جزیرے میں رکھا گیا ہے۔ اور اس سے وہ معلومات حاصل کر کے پورے فلسطینی تنظیم کا خاکہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں کمانڈر حادث کو فوری طور پر دہلی سے برآمد کرنا چاہتا ہوں۔" تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فلسطینی لیڈر کمانڈر حادث۔ تو کیا تمہارا تعلق فلسطین سے ہے۔" یار کی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور میرا اصل نام تنویر ہے۔ سکات بلوٹن فرنی نام ہے۔" تنویر نے آخر کار سارا ماذ کھول ہی دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ ہوں۔ ڈیڈی سے میں نے اس تنظیم کے بارے میں سن رکھا ہے۔ مسٹر تنویر۔ مجھے تم سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ اور اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے۔ ایسی صورت میں واقعی ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ تو پھر اب ایسا ہے کہ ہمیں لانچ پر جانے کی بجائے یہاں سے ہوائی جہاز کے ذریعے جو یہ ٹاراجن مانا ہوگا۔ اور ٹاراجن سے ہم لانچ کے ذریعے آسانی سے ٹاراجن پہنچ سکتے ہیں۔ اگر جہاز چارٹر کر لیا جائے تو ہم زیادہ سے زیادہ دس گھنٹوں میں ٹاراجن پہنچ سکتے ہیں۔" یار کی نے کہا۔

"اگر اس سے کم وقت میں پہنچنا ممکن ہو تو وہ بھی بتا دو۔" تنویر نے کہا۔

"نہیں۔" اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔" یار کی نے سر ہلاتے

جوئے کہا۔

"لیکن یہ سوچ لو کہ لی ساک کو میرے متعلق اطلاع مل چکی ہے۔ اور اس نے ہانڈو میں مجھے قتل کرانے کی کوشش کی تھی۔" تنویر نے کہا۔

"ادہ۔ یہ تو جزیرہ ٹافو جانا بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ٹافو اس کی تخفیم موجود ہے۔ پھر ہمیں بلیک ٹریک استعمال کرنا پڑے گا۔ اس طرح ہم جلد از جلد ٹارجن پہنچ سکتے ہیں۔" یار کی نے کہا۔ "ادہ نہیں مس۔ یار کی۔ بلیک ٹریک میں تو ہم اس طرح پھنس جائیں گے جیسے جو ہے دان میں چوہا پھنسا ہے۔" مائیکل نے جلد ہی سے کہا۔

"یہ بلیک ٹریک کیا ہوتا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔" تنویر نے پوچھا۔

"میں بتاتا ہوں باس۔" مائیکل نے کہا۔ اور پھر اس نے بتا کہ پاناما سے ایک شارٹ کٹ راستہ جزائر فرنی لینڈ کی طرف جاتا ہے۔ لیکن اس راستے میں بے پناہ خطرات موجود ہیں۔ عام سمندر اس راستے پر سفر کرنے سے گھبراتے ہیں۔ راستے میں شادک مچھلیوں کا خوف ناک غول آتا ہے، نرگوں کا جھگ آتا ہے جس میں سے گھبرا جان پر کیلنے کے مترادف ہے۔ اس کے علاوہ اس راستے پر دو گردپ کی اجارہ داری ہے۔ روینڈو گردپ بھی یہودی ہے۔ اور یہ گردپ انتہائی ظالم اور خطرناک گردپ ہے۔" مائیکل نے تفصیل بتا کر جوئے کہا۔

"کیا ہمیں لاپرچ کے ذریعے سفر کرنا ہوگا۔" تنویر نے پوچھا۔ "ہاں۔ لاپرچ کے ذریعے۔ لیکن اگر کوئی رکاوٹ نہ آئے تو یہ سب سے زیادہ شارٹ کٹ ہے۔ ہم چوبیس گھنٹوں کے اندر ٹارجن پہنچ سکتے ہیں۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"اور اگر جزیرہ ٹافو پہنچا جائے تو دہائیوں سے جزیرہ ٹارجن کا کتنا فاصلہ ہے۔" تنویر نے پوچھا۔

"دہائیوں سے بھی ٹارجن تک پہنچنا چوبیس گھنٹے لگ جائیں گے۔ لیکن اس راستے کے چپے چپے پر ریڈ روز کے آدمی پھلے رہتے ہیں۔ اور اگر ہم چارڈ ٹیڈیا رے سے بھی ٹافو جائیں تو دس گھنٹے اس میں لگ جائیں گے۔" مائیکل نے جواب دیا۔

"اور کے۔ پھر ہم بلیک ٹریک پر سفر کریں گے۔ چلو۔" تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور دو دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ٹھہر۔ تنویر۔ ہمیں ایک انتہائی طاقتور لاپرچ کے ساتھ ساتھ مزید اقدامات بھی کرنے ہوں گے۔ تم یہاں روکو۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر یہ انتظامات کر لوں گی۔ اس کے بعد ہم اپنا سفر شروع کر دیں گے۔ مجھے بلیک ٹریک پر سفر کرنے کا ہمیشہ اشتیاق رہا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ بہتر ماحول میں سفر انتہائی سنسنی خیز ثابت ہوگا۔" یار کی نے اُسے روکے ہوئے کہا۔ "اور کے۔ پھر جلد ہی سے جلد ہی انتظامات کر دو۔ اور سنو۔" بلے بوڑے انتظامات کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پاس بالکل وقت نہیں ہے۔ اور کوئی اور آدمی ساتھ نہ لینا۔ اور ایک اور بات بھی

"یہ کون ہو سکتا ہے۔ اکیلا آدمی ہے۔" رابرٹ برمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے۔ تمہاری کار میں ٹرانسمیٹر ہے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں بیک مررپر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے پچھلی کار میں موجود ڈرائیور کے ہاتھوں میں ٹرانسمیٹر کا مخصوص مائیک دیکھ لیا تھا۔

"ہاں۔ ہے۔" رابرٹ برمن نے کہا۔ اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور تیزی سے ہاتھ کو کھٹانا شروع کر دیا وہ شاید کوئی غائب ٹھکانا فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔

"میں نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی ہے۔" رابرٹ برمن نے ایک بین پریس کر کے پوچھے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک آواز گونج اٹھی۔

"میں بائیں جھرے نیلے رنگ کی مرسیڈیز پر کار ہے۔" ماڈل کی۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"اوہ۔۔۔ یہ کیا ناشانی ہوئی۔ نیلے رنگ کی مرسیڈیز پر کاریں تو کبھی ہو سکتی ہیں اور۔۔۔ ایک اور چیختی ہوئی آواز ناشانی دی۔

اور پھر وہ خاموش بیٹھے ان کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو سن رہے۔ اور اینڈ آل کے بعد جب خاموشی چھا گئی تو رابرٹ برمن نے ٹرانسمیٹر کا بین آف کر دیا۔

"اب میں پہچان گیا ہوں۔ دوسری طرف سے بولنے والا فریکوئنسی

ہے۔ بچہ نے اُسے ہمارے متعلق کیسے علم ہو گیا۔ اب ہمیں واپس چلنا چاہیے۔" رابرٹ برمن نے کہا۔

"کیا راستے میں کوئی ایسی جگہ آتی ہے جہاں ہم اس براؤن کار والے کو آسانی سے پکڑ سکیں۔" عمران نے ہونٹ پیچھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ایک جگہ ہے۔ اس کے دونوں طرف درختوں کے گھنے ذخیرے ہیں۔" رابرٹ برمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او۔۔۔ تم اسی طرح چلے چلو۔ اب یہ ہم سے آگے نکلنے کی کوشش کر لے گا۔ لیکن تم نے اسے اس جگہ تک آگے نہیں نکلنے دینا۔" عمران نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

"آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔" رابرٹ برمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کر دو۔" عمران نے کزیت لہجے میں جواب دیا۔ تو رابرٹ برمن نے سر ہلا دیا۔

براؤن کار اب واقعی آگے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن رابرٹ برمن نے نہ صرف کار کی رفتار بڑھا دی تھی بلکہ اس نے کار ایسے رخ پر لکھ لی تھی کہ براؤن کار کو آگے نکلنے کے لئے راستہ ہی نہ مل سکتا تھا۔ دونوں کاریں آگے پیچھے تیز رفتاری سے چلتی ہوئیں

آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ عمران ہونٹ دبا کر خاموش بیٹھا تھا۔ اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کی تیز رفتار روڈ کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے۔

جہاں سڑک کے دونوں اطراف میں درختوں کے گھنے ذخیرے تھے۔

ان کے پیچھے اور آگے اور کوئی کار نہ تھی۔

"اب کار کو گھما کر اسے روکو۔" عمران نے کہا۔ اور بارہا
ہرمی نے ڈرامی رفتار اور تیز کر کے ایک نخت سیٹنگ کو پوری
قوت سے گھما دیا۔ اور کار کسی ٹوکی طرح گھومی اور پھر سرک پر تہ چھی
ہو کر رک گئی۔ یہ ایک گٹنے کی تیز بیج انہیں عقب میں بھی سائی دی
اُسی لمحے عمران دروازہ کھول کر نیچے کودا اور پھر پلک بھٹکنے میں وہ
براؤن کار میں بیٹھنے ہوئے آدمی کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرے
وہ آدمی جیتا ہوا گار سے باہر آکر عمران نے نہ صرف دروازہ کھ
دیا تھا بلکہ اُسے گردن سے بڑک کر باہر بھی اچھال دیا تھا۔ نیچے گر
ہی اس آدمی نے اپنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات بھلی کی سچا
تیزی سے گھومی اور اٹھتے ہوئے آدمی کی مینٹی پر ایک زوردار ایڑیا
لگی۔ اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے پلے گئے۔ وہ بے ہوش
ہو چکا تھا۔ عمران نے جھک کر اُسے اٹھایا اور تیزی سے اپنی کار کی
طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اب کار سے نیچے اترے کھڑے
"تم سب اس براؤن کار میں بیٹھ جاؤ۔ اور رابرٹ تم کار آگے
لے چلو۔ میں اس ننلی کار میں بہتارے پیچھے آؤں گا۔" عمران
نے اس آدمی کو عقبی سیٹوں کے درمیان بیٹھنے کو کہا۔
"لیکن یہ کار تو تباہ ہو جائے گی۔" رابرٹ ہرمی
"کار تباہ ہو جائے گی تو ہوتی رہے۔ تم جلدی کرو۔ دیر ہو
سے کہیں وہ فرنیٹ چوک نہ جائے۔ جلدی کرو۔" عمران
نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور وہ سب اس کی غصیلی آواز

ہی تیزی سے براؤن کار کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر
اس آدمی کی بغل چیک کی اور پھر الہیٹان بھرے اٹا ز میں پیچھے بیٹھ
ہوئے اس نے دروازہ بند کیا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر ڈائریکٹ
سیٹ پر بیٹھ گیا۔ براؤن کار اس کے ساتھیوں کو لئے آگے بڑھ چکی تھی۔
پھر عمران نے کار اس کے پیچھے ڈال دی۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر
اب فاصلہ کافی رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی کے آثار پھیلے ہوئے
تھے۔ یہ تو طبی دور آگے جانے کے بعد اسے سرک کے کنارے
ایک بڑا سا پتھر بچا نظر آیا تو اس نے بریکیں لگا کر کار روکی اور پھر نیچے
اتر کر اس نے وہ پتھر اٹھایا اور اُسے لاکر اپنے قہوں کے پاس رکھ دیا۔
ایک بار پھر کار تیز رفتار تھی اسے آگے بڑھنے لگی۔ عمران نے اب اپنی
سیٹ کھولنی شروع کر دی۔ پھر سیٹ کھول کر اس نے اُسے بھی سائیڈ
سیٹ پر رکھ دیا۔ اور الہیٹان سے کار چلانے لگا۔ یہ تو طبی دیر بعد وہ
براؤن کار اُسے آگے جاتی دکھائی دی۔ اور پھر کچھ مزید فاصلہ طے ہوا تھا
کہ ایک نخت کار کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ
رہنے لگی۔ اُسے اب تک صرف یہی فکر تھی کہ وہ اس فرنیٹ کی فرکونی
نہ جانتا تھا اس نے خود کال نہ کر سکتا تھا۔ جب کہ فرنیٹ نے اُسے کہا
تھا کہ وہ اُسے کال کرے۔ لیکن اب خود بخود کال آ جانے سے اس کا
یہ سب بھی حل ہو گیا تھا۔
"ہیلو جیو۔ فرنیٹ کالنگ کلائنٹ اور۔" دوسری
طرف سے کہا گیا۔
"یہ بائس۔ کلائنٹ اسٹنڈنگ اور۔" عمران کے

حلق سے کلارنٹ جیسی آواز نکلی۔ وہ چونکہ پہلے ان کی گفتگو سن چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اب کلارنٹ جیسی آواز نہ نکالنا اس کے لئے کئی مسئلہ تھا۔

"کیا ہوا تمہیں۔ کہاں ہو تم اودر"۔ دوسری طرف سے فرنیکی نے چیخے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ اب ہم پہاڑیوں میں داخل ہونے والے ہیں۔ آپ کو کال کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ کی کال آگئی اودر"۔ عمران نے کلارنٹ کے ہلچے میں کہا۔

"وہ نیلی کا رقم سے کتنے فاصلے پر ہے اودر"۔ فرنیکی نے پوچھا۔

"وہ میرے پیچھے تقریباً دس میٹر کے فاصلے پر آ رہی ہے اودر۔" اس کے پیچھے اودر کوئی کار نہیں ہے اودر"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اودر۔ یہ تو بہت اچھا ہوا۔ تم اب سپیڈ بڑھا دو اودر اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اودر عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں تین بار دیا اور کار کی رفتار یک لمخت انتہائی تیز کر دی۔ آگے جانے والی براؤن کار آہستہ ہو گئی۔ اودر چند لمحوں بعد عمران کار ان کی سائیڈ میں لے گیا۔

"سنو۔ تم نے انتہائی تیز رفتار سے آگے نکل جانا ہے میں پیچھے رہ جاؤں گا۔ تم نے رکتا نہیں ہے بلکہ سیدھا ایر بورڈ پر چلے جاتا ہے۔ اودر میں میرا انتظار کرنا ہے۔ میں دہلی پہنچ جاؤں گا۔"

گ۔ اب جاؤ"۔ عمران نے تیز ہلچے میں کہا۔

"عمران۔ تم خطرے میں۔ جو لیل نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن عمران نے تیزی سے کار بیک کر دی۔ دوسرے لمحے براؤن کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اب پہاڑیاں سامنے نظر آنے لگی گئی تھیں۔ عمران خاموش بیٹھا کار چلا رہا تھا۔ اُسے خود بھی معلوم تھا کہ وہ ایک خوف ناک خطرے کو دعوت دے رہا ہے۔ اس نے فرنیکی کی پوری پلاننگ سن بھی لی تھی۔ اور سمجھ بھی لی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ جب آٹھ چار ہریک وقت پھٹیں گے تو پہاڑی چٹانیں دونوں اطراف سے روتی کے گلوں کی طرح اڈو کر اس کی کار پر گرن گی اودر اس کے بعد کار کے ساتھ اس کی ہڈیاں تک سرسبز چٹانیں گی۔ لیکن وہ بڑے مطمئن انداز میں کار چلاتا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک مکمل پلاننگ موجود تھی۔ پہاڑیاں اب شروع ہو گئی تھیں۔ عمران کو اس جگہ کے متعلق معلوم تھا۔ جہاں موڑ کے بعد سڑک کافی طویل فاصلے تک بالکل سیدھی چلی جاتی تھی۔ عمران نے جلدی سے بلیٹ اسٹائی اور پھر کار کو ایک سائیڈ پر روک کر اس نے بلیٹ کی مدد سے سٹیرنگ کو بلیٹ کے ساتھ اس طرح باندھ دیا کہ بلیٹ ڈیش بورڈ کے ایک سووارخ کے درمیان سے گزر کر سٹیرنگ کے ساتھ فٹ ہو گئی تھی۔ اب اگر سٹیرنگ کو موڑا بھی جاتا تو بلیٹ کی وجہ سے وہ دوبارہ گھوم کر ایک جگہ سیٹ ہو جاتا۔ اودر جس جگہ وہ سیٹ ہوتا تھا وہاں کار کے پیچھے بالکل سیدھی میں ہو جاتے تھے۔ اس طرح کار اگر چلتی رہتی تو بالکل سیدھی میں دوڑتی رہتی۔ عمران نے کار دوبارہ سٹارٹ کی اور پھر گریڈ لے ہوئے

قریب رک کر اس نے آگے سرٹک کی طرف دیکھا تو نیلی سرسبز پوری رفتار سے سیدھی دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اُسی لمحے خوف ناک دھماکوں کے ساتھ ساتھ تیر گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔ پھر واقعی نیلی کار کے دونوں اطراف سے پہاڑی چٹانیں رونے کے گاموں کی طرح اڑ کر اداوں کی طرح پیچھے گرنے لگیں اور نیلی کار ان چٹانوں کی براہ راست زد میں پھنی۔ گرد و غبار اور چٹانوں کے درمیان نیلی کار چھپ گئی اور عمران نے ہونٹ پیچھے لئے۔ وہ اور اس کے ساتھی واقعی اس بار بال بال بچے تھے۔ اگر عمران تعاقب چیک کرنے کے ساتھ ساتھ ٹرانسمیٹر چیک نہ کر لیتا تو پھر ان کا بچ بھگنا ناممکن ہو جاتا۔ اس فریٹکس نے واقعی انتہائی خوف ناک ترکیب سوچی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران کو دو پہاڑی کے اوپر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ مسلسل تین فائر ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

عمران اب سوچ رہا تھا کہ وہ اب واپس جائے یا پہاڑی کو کراس کر کے آگے بڑھ جائے اور پھر اس نے پہاڑی کو سائیڈ سے کراس کر کے آگے بڑھنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ کیونکہ سرٹک جن انداز میں ہلاک ہوئی تھی اس کی صفائی کے لئے کم از کم چھ سات گھنٹے چاہئیں تھے۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر ایک پگڈنڈے سے ہوتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ پہاڑی پر پہنچا تو اس نے چار افراد کو اس پہاڑی چٹانوں سے نیچے اترتے دیکھا۔ وہ سامنے کے رخ سے نیچے اتر رہے تھے۔ اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ عمران ایک بار پھر بال بال

جب اس نے ٹاپ گیر لگایا تو وہ ایک نخت سٹرنگ بھونک بھونک ادا اس نے دونوں ہاتھوں سے ذنی پتھر اٹھا کر ایک سیلٹر کے اوپر اس طرح دیکر وہ دہاں سے لکھک نہ سکتا تھا۔ کار و ذنی پتھر رکھے جانے۔ بعد اور زیادہ تیزی سے دوڑنے لگی تھی۔ اور اب موڑ نزدیک آگیا تھا۔ اگر کار اس طرح دوڑتی جاتی تو یقیناً موڑ کا ٹھنکے کی بجائے سیدھی پہاڑی سے جا ٹکراتی۔ لیکن عمران پتھر رکھ کر تیزی سے سائیڈ سیدھا پر لکھک گیا۔ اس کا ایک ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر جم گیا۔ اور دوسرا ہاتھ اس نے سٹرنگ پر رکھ لیا۔ یہی لمحہ اس کے لئے انتہائی خطرناک تھا۔ موڑ آجکا تھا۔ عمران نے ہاتھ کی مدد سے تیزی سے سٹرنگ کو گھمایا تو کار انتہائی رفتار سے موڑ مڑتی گئی۔ جب اس نے آدھا موڑ کاٹ لیا تو عمران نے ایک نخت دروازہ کھولا اور باہر پھلکا گا لگا دی۔ موڑ پر گھومنے کی وجہ سے دروازہ ایک دھماکے سے خود بند ہو گیا۔ اور کار اُسی طرح گھومتی ہوئی موڑ کا ٹھنکے چلی گئی۔ عمران کا انداز بالکل درست نکلا تھا جب تک سٹرنگ ہیلٹ کی وجہ سے واپس گھر کو ایک جگہ ایڈجسٹ ہوا کہ موڑ کاٹ چکی تھی۔ اس لئے اب وہ پورا

رفتار سے سیدھی اڑی چلی جا رہی تھی۔
 نیچے کودنے کے بعد عمران کا جسم تیزی سے کم و بیش بدلتا ہوا آگے بڑھتا گیا تو اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہر سنائی دینی لگی تھیں۔ کیونکہ نیچے پختہ سرٹک اور اس کے ساتھ پہاڑی علاقہ تھا۔ لیکن جلد ہی عمران کا جسم پہاڑی چٹان سے ٹکرا کر رک گیا اور عمران تیزی سے اٹھا اور پھر دوڑتا ہوا موڑ کی طرف بھاگ نکلا۔ جب موڑ کے

ہو جاتا تھا۔ اب وہ ان تین مسلسل فائرنگوں کی وجہ سے سمجھ گیا تھا۔ فرنیکی نے نہ صرف یہ خوف ناک منصوبہ سوچا تھا بلکہ اس نے سڑک کی دوسری طرف پہاڑی پر آدمی بھی بٹھا رکھے تھے۔ تاکہ اگر کسی طرح کار میں سے کوئی آدمی بچ نکلے تو اوپر سے مشین گنوں کا فائر کر کے اس کا خاتمہ کر دیں۔ عمران چونکہ ان کی موجودگی سے واقف نہ تھا اس لئے ان کا اہمنا سامنا ہو جاتا تو پھر یقیناً وہ غفلت میں مارا جاسکتا تھا۔ لیکن اب وہ نیچے اتر چکے تھے۔ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

وہ بالکل کسی پہاڑی پر گڑ گڑ رہا تھا۔ عورتوں کی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں نیچے نیلی سرسید پر پہاڑی چٹانوں کے درمیان کچھ پڑی تھی۔ اور عمران نے دیکھا کہ دوسری طرف پہاڑی کے اوپر ایک کار ابھی تک کھڑی تھی۔ عمران نے جلدی سے چٹانوں کی اوٹ لی۔

ادھر اوٹ لئے ہوئے وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ تاکہ اگر اس کار میں کوئی موجود ہو تو اسے چپک نہ کر سکے۔ اور پھر اسے دور سے پولیس کاروں کے سامنوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ لیکن اس نے اپنی رفتار کم نہ کی۔ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے وہ اب تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ اس کا پورا جسم پسینے سے تر ہو چکا تھا۔ چنانچہ اب وہ پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔ کیونکہ پہاڑی چٹانوں کی نسبت سڑک سڑک پر دوڑنے میں آسانی دیتی تھی۔ لیکن نیچے آتے ہوئے اچانک اس نے براؤن رنگ کی کار کو واپس آتے دیکھا۔ اور عمران کے پیروں پر کھینسی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جو لیا رابرٹ برمن کو واپس لا رہی ہے۔ جو لیا یہی سمجھی ہوگی کہ عمران اس نیلی کار میں ہی

میرا کنوارا مرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ سنا ہے کنواروں کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا۔ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور سٹیجنگ پر بیٹھا ہوا رابرٹ برمن کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ عمران نے جتنی دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔ رابرٹ برمن نے تیزی سے کار کا رخ موڑا اور پھر اس نے ایئر پورٹ کی طرف کار دوڑا دی۔

اور پھر اس سکاٹ بلوٹن نے انتہائی دیدہ دلیری سے براڈ دے کلب پر حملہ کیا اور سیٹھن کو اس کے دفتر سے اٹھا کر لے گیا۔ بعد میں سیٹھن کی لاشیں ایک ویران عمارت سے ملی۔ اس ویران عمارت سے سکاٹ بلوٹن ٹام کے گھر گیا اس نے اُسے گولی مار دی۔ پولیس اس کے پیچھے لگ چکی تو اس نے پولیس کی دوکاریں تباہ کر دیں۔ ایک پولیس موٹر سائیکل کو اڑا دیا اور پھر وہ ایک ہیلی کاپٹر سر دس پر پہنچا اور دہلی اس نے چار پانچ آدمیوں کو قتل کر کے ہیلی کاپٹر اڑایا اور پانا نامہ کی طرف بڑھا۔ لیکن پھر ہیلی کاپٹر ایک جگہ کھڑا ہوا اٹلا۔ اور سکاٹ بلوٹن غائب تھا۔

اس کے بعد وہ شاید کاریں آگے بڑھا تو پولیس نے اُسے چیک کیا تو وہ پولیس کے آفیسر زکو بے دروغ قتل کر کے نکل گیا اور اس کے بعد اب تک اس کا کہیں پتہ نہیں مل سکا۔ ویسے خیال ہے کہ وہ پانا نامہ سیٹھ میں داخل ہو چکا ہے۔ اب پانا نامہ سیٹھ کی پولیس اُسے تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ کانس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس قدر خطرناک آدمی ہے یہ سکاٹ بلوٹن۔ لیکن پانا نامہ میں جانے سے اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔" لی ساک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بائس۔ ریشا لگو نے ایک عجیب خبر دی ہے۔" ایک لخت کانس نے کہا۔ اور لی ساک چونک پڑا۔

"کون سی خبر؟" لی ساک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

لی ساک دوڑتا ہوا مشین روم میں داخل ہوا۔ اور سیدھا کانس کے کیمین کی طرف بڑھ گیا۔ کانس کا چہرہ برہمی طرح مٹا ہوا تھا۔

"کیا ہوا کانس۔" لی ساک نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"بائس۔ میرا بھائی ٹام مارا گیا ہے۔ سیٹھن بھی ختم ہو گیا ہے اور وہ سکاٹ بلوٹن مائیکل کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر اڑا کر نکل گیا ہے۔" کانس نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہوا۔ کیسے ہوا۔ جلد ہی بتاؤ۔" لی ساک نے برہمی طرح پیچھتے ہوئے کہا۔

"ابھی ریشا لگو کی کالی آئی ہے۔ ریشا لگو ٹام کا دوست ہے۔ اور اُسے میرے متعلق اور یہاں کی فرکونی کے متعلق علم ہے۔ وہ سیٹھن کا دوست و اسٹ بھی ہے۔ اس نے بتا یا ہے کہ سیٹھن نے سکاٹ بلوٹن کو قتل کرنے کے لئے ایک قاتل بوجھ کو بھیجا لیکن بوجھ مرنے لگا۔

"خبر تو عجیب سی ہے۔ ریشا لنگ نے بتایا ہے کہ ہیلی کا پٹر پہلے چلے جگہ اترا تھا وہاں یار کی ڈیوگ کا کاشچ ہے۔ اس کے بعد ہیلی کا پٹر واپس ایک پہاڑی کے دامن میں لاکر کھڑا کیا گیا۔ پولیس نے جب اس پہلو پر تحقیقات کی تو اس کا شیج میں موجود یار کی ڈیوگ ایک آدمی نے آخر کار بتا دیا کہ سکاٹ بلوٹن اور مائیکل یار کی ڈیوگ کے ساتھ اس کی کار میں پانا مہ گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پانا سیٹ پولیس کو اطلاع دی ہے کہ ان لوگوں کی گرفتاری کے لیے یار کی ڈیوگ کو گرفتار کیا جائے لیکن یار کی ڈیوگ غائب ہے۔" کارلس نے جواب دیا۔

"ادہ ادہ۔ نیلے صدام خبر ہے۔ اگر یار کی ڈیوگ اس کے ساتھ مل گئی ہے تو پھر اسے یقیناً بے حد مرد ملے گی۔ جلدی کرو۔ ایک کال ملاؤ۔" لی ساک نے ہونٹ پیچھے ہونے کہا۔ اور پھر اس نے جو فریو کیسی بتائی وہ کارلس نے ایڈجسٹ کر دی اور لی ساک مائیک ملو میں لے لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ لی ساک کالنگ ادور۔" لی ساک نے چلے ہوئے کہا۔

"یس۔ مرا کو انڈنگ ادور۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک چپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مرا کو۔ میں لی ساک بول رہا ہوں ادور۔" لی ساک نے دوبارہ کہا

"یس باس ادور۔" دوسری طرف سے مرا کو نے جواب دیا۔

"مرا کو۔ وہ متہارمی مادام یار کی ڈیوگ کہاں ہے ادور۔" لی ساک نے پوچھا۔

"ادہ۔ مادام یار کی۔ وہ کسی غنیفہ مشن پر گئی ہے۔ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اُسے بلیک ٹریک پر سفر کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اور وہ بلیک ٹریک پر گئی ہے ادور۔" مرا کو نے جواب دیا۔

"بلیک ٹریک۔ کیا وہ اکیلی گئی ہے ادور۔" لی ساک نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے ساتھ دو اجنبی آدمی تھے۔ اس نے ہمیں نہیں بتایا کہ کہاں جا رہی ہے۔ لیکن مجھے اس طرح بتہ جلا کہ اس نے لائبریری سے مجھے بلیک ٹریک کا مخصوص نقشہ نکالنے کے لئے کہا تھا۔ اس سے میں سمجھا ہوں کہ وہ بلیک ٹریک پر گئی ہے ادور۔" مرا کو نے جواب دیا۔

"لیکن وہ کیوں گئی ہے کچھ اندازہ کر سکتے ہو ادور۔" لی ساک نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نوس۔ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ لیکن میرا اندازہ ہے کہ وہ اپنے ڈیڑھی ڈیوگ کی رضا مندی سے گئی ہوگی کیونکہ بلیک ٹریک پر سفر آسان نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے ڈیوگ نے اس کے شوق کے مد نظر کوئی خصوصی انتظامات کئے ہوں ادور۔" مرا کو نے جواب دیا۔

"وہ لوگ کس چیز پر گئے ہیں ادور۔" لی ساک نے کہا۔

آمده ہو گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں موت سے نہ بچا سکے گی۔" لیساک نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا، اور کارلس نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے ایک دروازے سے کتاب لٹکالی اور اس کے درجہ اٹھتے پلٹے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کی نظریں ایک صفحے پر جم گئیں اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر فریکوئینسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ پھر اس نے بٹن دبا کر مائیک لیساک کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ ریڈر روز کا لنگ روئیڈ وادور۔" لیساک نے تیز تیز ہلچلے میں بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا، ٹرانسمیٹر سے مسلسل ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"یس۔۔۔ آر۔ جی اسٹڈنگ اور۔" چند لمحوں بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔ کون بول رہا ہے۔ میں ریڈر روز کا چیف لیساک بات کر رہا ہوں۔ روئیڈ وادور سے بات کرنا اور۔" لیساک نے کہا۔

"کیا تم واقعی لیساک بات کر رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے اور۔" دوسری طرف سے ایک انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"روئیڈ وادور۔۔۔ تم روئیڈ وادور بول رہے ہو۔ سنو۔ میں واقعی لیساک بات کر رہا ہوں۔ یہ میری ذاتی کال نہیں ہے۔ یہ کال جیوش کا رکھے لئے ہے اور۔" لیساک نے کہا۔

"جیوش کا رکھے لئے۔ کیا مطلب۔ کھل کر بات کر دو لیساک۔" روئیڈ وادور بول رہا ہوں اور۔" دوسری طرف سے بھاری

"ظاہر ہے بائس لاپنچ پر ہی جا سکتے ہیں اور اس نے بیو ڈریگن نامی لاپنچ خصوصی طور پر حاصل کی ہے۔ یہ انتہائی طاقتور ڈبل ایجن لاپنچ ہے۔ اور انتہائی تیز رفتار ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں جدید سائنسی آلات بھی نصب ہیں۔ اس سے میں نے اندازہ لگا یا ہے کہ ڈیوک نے اُسے کسی خصوصی مشن پر بھیجا ہو گا۔ کیونکہ بیو ڈریگن چیف ڈیوک کے حکم کے بغیر باہر نہیں نکالی جاتی اور چیف ڈیوک انتہائی خاص مواقع پر اُسے استعمال کرتا ہے اور۔" مراکو نے جواب دیا۔

"وہ کس وقت روانہ ہوئی ہے اور۔" لیساک نے پوچھا۔
"اُسے ایک گھنٹہ تو ہو ہی گیا ہو گا اور۔" مراکو نے جواب دیا اور لیساک نے تھنک یو اور اور اینڈ آف کہہ کر رابطہ ختم کرنے کا اشارہ کیا تو کارلس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیساک دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر وہ چونک پڑا۔

"ہاں۔ یہی ایک طریقہ ہے اُسے مدکنے کا۔" لیساک بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کارلس کو روئیڈ وادور سے رابطہ کرنے کے لئے کہا۔

"لیکن بائس۔ روئیڈ وادور ہمارے درمیان تو اختلافات ہیں کارلس نے چونک کر کہا۔

"وہ اختلافات ہمارے ذاتی ہیں لیکن یہ یہودی کا مذہبی مسئلہ ہے۔ تم فوراً روئیڈ وادور سے میری بات کرنا۔ ایک ٹریک پر مکمل طور پر اس کا قبضہ ہے۔ اور اگر وہ اس سکاٹ بلوٹن کا راستہ روکنے

درمیان بے ہوش پڑا تھا۔ اور وہ بے ہوشی کے عالم میں ہی ختم ہو گیا تھا اور۔۔۔ فرینک نے جواب دیا۔
 "یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ تمہارا آدمی بے ہوش تھا اور کارٹھارے سامنے موٹر گاڑ کر دوڑتی رہی۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو تم اور۔۔۔" لی ساک نے یقین نہ آنے والے ہلچلے میں کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آئی۔ جب مجھے اطلاع ملی تو میں یہ اطلاع سن کر باگلی ہو گیا اور پھر میں نے فوراً اس پرائیویٹ اڈے پر دیا۔ دہلی وہ براؤن کار موجود تھی۔ اور دہلی آنے پر مجھے پتہ چلا کہ وہ تو حسب پروگرام چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ٹافوہ وائے ہو گئے ہیں۔ بخانے یہ سب کچھ کیسے ہوا اور۔۔۔" فرینک نے ڈوبتے ہوئے ہلچلے میں کہا۔

"تمہاری رپورٹ ناقابل یقین ہے فرینک۔ قطعی ناقابل یقین۔ یہ عمران ایسا ہی آدمی ہے۔ نا ممکن کو ممکن کر دینے والا۔ بہر حال ٹھیک ہے اب ٹافوہ میں ہی اس کی قبر بنے گی اور اینڈ آف۔۔۔ لی ساک نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس نے کارلس کو ٹرانسمیٹر بند کرنے کا اشارہ کیا اور کارلس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کیسے لوگ ہیں۔ ہر طرف سے عجیب خبریں مل رہی ہیں۔ اب وہ سکاٹ بلوٹن اور اب یہ عمران۔ بہر حال کچھ بھی ہو۔ انہیں آخر مرنے ہی پڑے گا۔ کارلس فوراً جزیرہ ٹافوہ میں جوتف کو کال کر لی ساک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور کارلس کے ہاتھ تیز

سے مصروف ہو گئے۔

"یس۔۔۔ جوتف اینڈ ٹمک اور۔۔۔" چند لمحوں بعد جوتف کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔
 "لی ساک کا لنگ اور۔۔۔" لی ساک نے تیز ہلچلے میں کہا۔
 "یس یاس اور۔۔۔" جوتف نے مؤذبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوتف عمران اور اس کے ساتھی فرینک کو دھوکہ دے کر جزیرہ ٹافوہ پہنچ رہے ہیں وہ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے آئے ہیں۔ عمران کے ساتھ ایک عورت اور دو مرد ہیں۔ اور جہاں تک اندازہ ہے۔ ناراک میں ان کا ایجنٹ رابرٹ برمن بھی ساتھ ہے۔ تم نے انہیں فوری طور پر کور کرنا ہے اور۔۔۔" لی ساک نے تیز ہلچلے میں کہا۔

"رابرٹ برمن۔ کیا یہ وہی آدمی ہے جو اس سے قبل زیر و سرور میں کام کرتا رہا ہے اور۔۔۔" جوتف نے پوچھا۔
 "ہاں۔ وہی ہے اور۔۔۔" لی ساک نے جواب دیا۔
 "اوہ۔۔۔ یہ میں سمجھ گیا ہوں۔ وہ لازماً ٹافوہ پہنچ کر مارگر کی خدمات حاصل کرنے گا۔ مارگر اس کا بڑا گھبراہٹ اور ست ہے اور۔۔۔" جوتف نے کہا۔

"مارگر۔ کس مارگر کی بات کر رہے ہو۔ کیا وہ خشک کمپنی والا اور۔۔۔" لی ساک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 "یس یاس۔۔۔ وہی مارگر۔ ٹھیک ہے یاس۔ آپ بے فکر

رہیں۔ اب وہ کسی صورت بھی ٹافہ پہنچ کر دوسرا سانس نہ لے سکیں۔
 ادور۔ جو زف نے کہا۔
 "انتہائی محتاط رہنا۔ یہ بے حد خطرناک اور حد سے زیادہ چالاک
 لوگ ہیں ادور۔" لی ساک نے کہا۔
 "آپ بالکل بے فکر رہیں باس۔ میں جلد ہی آپ کو کوکری کال
 دوں گا ادور۔" جو زف کے ہاتھ میں بے پناہ اعتماد تھا۔
 "اور۔ کے۔ ادور اینڈ آل۔" لی ساک نے کہا۔ اور مائیک
 کالرس کے حوالے کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"کاشش۔ یہ کمانڈر حادثہ بیکار نہ ہوتا تو میں اس سے معلومات
 اگوا کر اس کی لاش واپس کر دیتا۔ بہر حال لی ساک کے منہ سے
 نوالہ چھیننا ان بزدل چوہوں کے بس میں نہیں ہے۔" لی ساک
 نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھا تاہم شین دوم
 کے بیرونی دروازے کی طرف چل پڑا۔

حلاقت در لاپنج انتہائی تیز رفتاری سے سمندر میں آگے بڑھی
 جا رہی تھی۔ انہیں پاناما سے پہلے ہوئے تقریباً دو گھنٹے ہو گئے
 تھے۔ لاپنج خاصی حد یہ انداز میں جہتی تھی۔ لاپنج کے اوپر ایک
 چوڑا سا کیبن بنا ہوا تھا جس کے چاروں طرف شیشے لگے ہوئے
 تھے۔ جب کہ پیچھے دو بڑے بڑے کمرے تھے۔ شیشے والے
 کیبن کے اندر ہی انجن تھا۔ یہ انتظامات اس لئے کئے گئے تھے۔
 تاکہ شدید بارشیں اور بھارتیوں وغیرہ میں سے گزرتے ہوئے
 لاپنج میں بیٹھے ہوئے افراد محفوظ رہیں۔ تنویر یار کی کے ساتھ اس
 کیبن میں بیٹھا ہوا تھا۔ سٹرک مائیکل کے ہاتھ میں تھا اور وہ بڑے
 ماہرانہ انداز میں لاپنج چلا رہا تھا۔

"بلیو ڈرگین سے ہمارے دو مسئلے تو حل ہو جائیں گے۔ ایک وہ
 شارک مچھلیوں والا اور دوسرا انکوں کے جنگل کا۔ اب اگر ہمیں خطرہ

قریب ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور لاپتہ ایک لخت پانی سے اوپر نفا
 میں اچھلی اور پھر ایک دھماکے سے واپس پانی پر گر ہی لیکن اب
 اس کا انجن بند ہو چکا تھا۔

"یہ کیا ہوا ہے۔۔۔ تنویر یار کی اور مائیکل کے حلق سے بے اختیار
 نکلا۔

"اوه۔ ہمیں گھیرا جا رہا ہے۔۔۔ اچانک مائیکل نے چپخنے ہونے
 کہا اور پھر تنویر اور یار کی نے دیکھا کہ نرکل کے جنگی سے چاد تیز رفتار
 لپنجیں نکلیں اور تیز کی طرح ان کی لپنج کی طرف بڑھنے لگیں۔ قریب
 آکر وہ دو اطراف میں بٹ گئیں۔ تنویر خاموش کھڑا ان لپنجوں کو
 آتے دیکھ رہا تھا۔

"اوه۔ یہ تو رونیٹڈو کی لپنجیں ہیں۔ ان پر اس کا مخصوص نشان موجود
 ہے۔ لیکن یہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔۔۔ یار کی نے ہونٹ چباتے
 ہوئے کہا۔ تنویر نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش کھڑا تھا۔

چادری لپنجیں ان کے قریب آکر رک گئیں اور پھر چار لمبے
 ترپے مشین گنوں سے مسلح افراد اچھل کر ان کی لپنج پر چڑھ آئے۔
 دوسرے لمحے شیشے کے کیبن کا دروازہ کھلا اور دو مسلح افراد اندر
 آگئے جب کہ دو باہر ہی رک گئے تھے۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ تم اب ہمارے قیدی ہو۔۔۔ آگے
 آنے والے ایک درشت چہرے والے نے چیخے ہوئے
 کہا۔

"میں یار کی ڈیوک ہوں۔ کہاں ہے رونیٹڈو۔۔۔ اچانک

ہو سکتا ہے تو صرف رونیٹڈو گروپ سے ہی ہو سکتا ہے۔۔۔ یا
 نے پاس بیٹھتے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بس ہمارا سفر جاری رہنا چاہیے۔۔۔
 تنویر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بہت خطرناک گروپ ہے سکاٹ بلوٹی۔ آگے پورے
 میں ان کا ہولڈ ہے۔ اور ان کے پاس انتہائی جدید ترین اسلحہ۔
 لیکن مجھے امید ہے میں رونیٹڈو کو قائل کر لوں گی۔ وہ ہمیں کچھ
 گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ یہودی ہونے کے باوجود ملی
 کا دشمن ہے۔۔۔ یار کی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو میں تمہیں ایک بات بتا دوں۔ تم نے کسی کے سامنے
 کا نام نہیں لیتا۔ یہ انتہائی خفیہ مشن ہے۔ اس لئے تم اور چار
 مرضی آئے کہتی رہو۔ لیکن لی ساک کا نام نہیں آنا چاہیے۔
 نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوه۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی۔ بے فکر رہو باس۔
 یار کی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بھی اس کے اس انداز پر
 دیا۔

"باس۔ نرکل جنگی آنے والا ہے۔۔۔ اچانک مائیکل
 کہا اور یار کی اور تنویر چونک کر سیدھے ہو گئے۔ دور انہیں
 میں دور دور تک پیچھے ہوئے دھبے نظر آ رہے تھے۔ لاپتہ
 تیز رفتاری سے ان دھبوں کی طرف بڑھی جا رہی تھی کہ اچانک
 ایک تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے لاپتہ

یاد کی نے چھتے ہوئے کہا۔
 "ہمیں معلوم ہے۔ ہم تمہیں روئیڈ کے حضور ہی پیش کریں گے۔ لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر تمہاری لاشیں ہی دماں پہنچیں گی۔" آنے والے نے کمرخت لہجے میں کہا۔
 "تمہیں ہمارے متعلق کیسے پتہ چلا۔" تنویر نے ہوش چباتے ہوئے کہا۔

"جس وقت تم یا نامہ سے چلے تھے ہمیں اُسی وقت اطلاع مل گئی تھی۔ بلیک ٹریک پر اگر کوئی نئی پھیلی بھی آجائے تو ہمیں اس کی اطلاع مل جاتی ہے۔ ویسے تو ہم تمہارا استقبال نرگلی کے جنگلوں کے پار کرتے لیکن یاد کی ڈیو کی وجہ سے ہمیں اتنی دور آ کر پڑا ہے۔" اس نوجوان نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"تم بے فکر ہو۔ روئیڈ میرا دوست ہے۔" یاد کی جلدی سے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور۔ کے۔ دیکھ لیتے ہیں۔" تنویر نے کہا اور اطمینان سے دوبارہ کوس پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری لاپخ کے انجن ہم نے الفلیکٹر کے ذریعے خلی کر دیے ہیں۔ اس لئے اب تمہاری لاپخ کو ہمارے لاپخ پہنچ کر لے جائے گی۔ اگر تم وعدہ کرو کہ کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے تو میں تمہیں گرفتار کرنے کی بجائے ویسے لے چلتا ہوں۔" اس نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم کوئی غلط حرکت نہ کریں گے۔" یاد کی نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ڈوما۔ تم یہیں روکو گے۔ اگر یہ ذرا بھی حرکت کریں تو بے شک انہیں بھون ڈالنا۔" نوجوان نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیز قدم اٹھاتا کیس سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد ان کی لاپخ کو ایک اور لاپخ کے عقبی حصے سے باندھ دیا گیا اور پھر دو لاپخیں ان کے دائیں بائیں چلنے لگیں جب کہ ایک لاپخ ۲ کے انہیں پہنچ رہی تھی اور چوتھی لاپخ ان کے عقب میں تھی۔ تنویر خاموش اور مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔ اُسے غلطی نہ دیکھ کر یاد کی کو بھی اطمینان ہو گیا۔ مائیکل اب بھی سیٹرنگ پر ہی تھا لیکن وہ اب صرف کشتی کا رخ صحیح رکھنے کے لئے سیٹرنگ ٹھک رہا تھا۔

ان کی لاپخ اب نرگلی کے جنگل کے درمیان ایک تنگ سے راستے سے گزر رہی تھی۔ اور اس جنگل میں داخل ہوتے ہی دائیں بائیں والی لاپخیں بھی ان سے ۲ کے پہنچ چکی تھیں۔ یہ راستہ اس قدر تنگ تھا کہ لاپخوں کی رفتار نہ ہونے کے برابر ہو گئی تھی۔ تنویر خاموش بیٹھا اس جنگل کو دیکھ رہا تھا۔

"قریباً دو گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد یہ جنگل ختم ہو گیا۔ اور پھر انہیں دور سے ایک چھوٹا سا جزیرہ نظر آنے لگا۔ جس پر دو رتوں کی بہتات تھی۔

"یہ جزیرہ روئیڈ کا ایک اڈہ ہے۔ ایسے بے شمار اڈے اس سارے راستے پر پھیلے ہوئے ہیں۔" یاد کی نے کہا۔

بھڑیئے کے سے انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھا کہ اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔
"شکریہ روئیڈو"۔ یار کی نے مسکرا کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے دوست سکاٹ بلوٹن ہیں۔ اور یہ بائیکل گرین ہے۔" یار کی نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوه اچھا اچھا۔" تو یہ صاحب ہیں سکاٹ بلوٹن۔ جس کی تعریفیں لیا سا کہ رہا تھا۔ روئیڈو نے غور سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر روئیڈو کے منہ سے لی سا کہ کا نام سن کر چونک گیا۔

"لی سا کہ۔ وہ کون ہے۔" تنویر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میرا ایک دوست ہے۔ بہر حال آؤ اندر۔ میں یار کی میری بہت عزیز ہمارا ہے۔ اس لئے میں نے تم لوگوں کے لئے دعوت کا خصوصی نظام کیا ہے۔" روئیڈو نے مرکز کین میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کے اعصاب کچھ سے گئے۔ لیکن اس نے کندھے سے لگے اور اندر داخل ہو گیا۔ یار کی کے چہرے پر بھی فکر مند سی کے اڑنیاں تھیں۔

کیون اندر سے کافی بڑا تھا۔ درمیان میں ایک میز موجود تھی جس شراب کی بوتلیں چنی ہوئی تھیں۔ ان کے اندر جاتے ہی چار مسلح آدمی اندر آ گئے۔ اور ایک سائیڈ پر کھڑے ہو گئے۔

"اب آگے بھی نہ کھوں گا کوئی جھگڑا ہے۔" تنویر نے پوچھا۔
"نہیں۔ آگے صرف سمندر ہے۔" یار کی نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی لاپرواہی کے ساحل پر پہنچ گئی۔ دہلی اس وقت دس مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔

"بلو۔ نیچے اترو۔ لباس ہتھارے استقبال کے لئے یہاں خود چل کر آیا ہے۔" لاپرواہی کہتے ہی اس مسلح آدمی دھماکے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اور چند لمحوں بعد وہ تینوں مسلح افراد کے حصار میں چلتے ہوئے جزیرے کے اندر کی طرف بڑھتے گئے۔ گھنے درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر کھڑی کا ایک بہت بڑا کین بنا ہوا تھا جس کے کھلے دروازے کے باہر ایک گینڈے جیسے جسم والا آدمی کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کا چست لباس تھا۔ اس کا سر گنجا تھا۔ اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ جیسی چمک تھی۔
"یہ سرخ لباس والا روئیڈو ہے۔ اس سارے علاقے کا کنگ۔ سارے سمندر اسے کنگ روئیڈو کہتے ہیں۔" یار کی نے کین کی طرف بڑھتے ہوئے تنویر سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"خوش آمدید میں یار کی ڈیلوک۔ آج کا دن تو میرے لئے انتہائی خوش قسمت ہے کہ مجھے اپنے اڈے پر میں یار کی ڈیلوک سے ملاقات کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔" روئیڈو نے

"تم نے ہماری لایح کے انجن کیوں خیل کئے تھے روئیڈو۔"
تئویر نے قدر سے خفت لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ مجھے معلوم تھا کہ بیو ڈریگن میں ایسے آلات موجود ہیں جو پاک چھپکنے میں میری لائیں اڑا سکتے تھے۔ لیکن انجن خیل جو جانے کے بعد سارا سسٹم ہی خیل ہو گیا اور تم لوگ اطمینان سے یہاں پہنچ گئے۔ ویسے مسٹر سکاٹ بلوئن تمہارا کیا خیال تھا کہ تم بلیک ٹریک پر سفر کر کے جویرہ ٹاؤن پہنچ جاؤ گے اور پھر وٹن سے کمانڈر جان کو ٹھکانا لے کر جاؤ گے۔ نہیں۔ یہ تمہاری طاقت تھی مسٹر سکاٹ تمہیں شاید یار کی اور اس جو ہے مائیکل نے ہی بتایا جو گا کہ لی ساک اور روئیڈو کے درمیان اختلافات ہیں لیکن انہیں معلوم نہیں ہمارے یہ اختلافات ذاتی ہیں۔ یہودی کا نہ کے لئے ہم ایک ہیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب تمہاری اور اس مائیکل کی لاشیں کھنڈے طور پر لی ساک کو بھیجی جائیں گی اور مس یار کی ڈیوک کو واپس اس باپ کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے گا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ سے پہلے تم اچھی طرح کھاپتی لو تاکہ مس یار کی ڈیوک کو یہ گھم نہ ہو کہ کے دوستوں کی عزت افزائی نہیں کی گئی۔" روئیڈو بڑے کھلے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ ساری تفصیل لی ساک نے بتائی ہے۔" نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس نے مجھے کال کیا تھا۔ اب مزید سوالات بند کرو کھانا پینا شروع کرو۔ ایسا نہ ہو کہ میری قوت برداشت جواب

جائے۔۔۔ روئیڈو نے اس بار انتہائی کمر خست لہجے میں کہا۔
"روئیڈو۔۔۔ یہ زیادتی ہے۔" یار کی نے احتجاج کمنے والے انداز میں کہا۔

"خاموش رہو۔ میں ڈیوک کی وجہ سے تمہیں بھی برداشت کر رہا ہوں۔ ورنہ تم نے جس طرح یہودی دشمنوں کا ساتھ دیا ہے۔ میں تمہاری بھی بولیاں اڑا دیتا۔" روئیڈو نے چیخ کر جواب دیا۔
"دیکھو روئیڈو۔ میں تم سے لکھنا نہیں چاہتا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم صرف تماشا دیکھو اور ہمیں آگے جانے دو۔" تئویر کا اہم بے حد کمر خست ہو گیا۔

"ادہ۔ واقعی جاندار آدمی ہو۔ جو اس ماحول میں بھی روئیڈو سے ایسی بات کہنے کی ہمت کر رہے ہو۔" روئیڈو نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"لیکن میں نے تو سنا تھا کہ روئیڈو بڑا بہادر آدمی ہے۔ مرد میدان ہے۔ لیکن تم تو بزدلوں سے بھی بدتر ہو۔ کہ اپنے مسلح افراد کا گھبرا ال کہ رعب جانے کی کوشش کر رہے ہو۔" تئویر نے منہ مارتے ہوئے کہا۔

"کیسا۔ کیا تم حق پر ہو۔ تم روئیڈو کو بزدل کہہ رہے ہو۔" روئیڈو کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا اور سانپ جیسی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"ہونہ۔ میرے پاس اس سے آدھ بھی آدمی ہوتے تو میں تم سے وہ غصہ دکھا سکتا تھا۔ اگر تم اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہو۔ تو میرا پہنچ

ہے تمہیں کہ اپنے بازو آڑا کر دیکھ لو۔" تنویر نے تعارت بھرے انداز میں کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تو تم میرے ہاتھوں میں چاہتے ہو۔ ایسے ہی سہی۔ مجھے تمہاری ہڈیاں تو کہ خوشی ہو گی۔" رونینڈو نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ پیچھے ہونے لگا۔ "رونینڈو۔ رک جاؤ۔ فاد گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔" یا کی نے ہڈیاں فی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"خاموشش لو کی۔" رونینڈو نے انتہائی پیچھے ہونے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ یہیں لوٹنا چاہتے ہو۔ اس جنگ سے کیسے میں۔ باہر چلو کھلے میدان میں۔" تنویر نے قدرے خوف زدہ انداز میں کہا۔ اور اس طرح پیچھے ہٹنے لگا جیسے رونینڈو کے بار بار انداز سے خوفزدہ ہو گیا ہو۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ ابھی سے ڈر رہے ہو چوہے کی اور ابھی تو رونینڈو کے ہاتھ بھی حرکت میں نہیں آئے۔" رونینڈو کے حلق سے نکلنے والے زوردار قہقہے سے کیبن گونج اٹھا۔ "مم۔ مم۔ میرا مطلب تھا باہر تو چلو۔" تنویر اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔

"باہر تم کون سا تیر مار لو گے پھر۔" رونینڈو نے انتہائی طنز انداز میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔

طرح تنویر یک لمحت اپنی جگہ سے اچھلا اور آگے بڑھتا ہوا رونینڈو بڑی طرح ڈکراتا ہوا الٹ کر شراب کی بوتلوں سے بھری ہوئی مینبر جاگرا۔ تنویر اچھل کر اس کے چٹان جیسے سینے پر بڑے بھرپور انداز میں لگ مار کر ساتھ ہی قلابا بازی کھا گیا اور دوسرے لمحے وہ کیبن کے دروازے میں کھڑا تھا۔ قلابا بازی کھا کر دروازے کی طرف جاتے ہوئے وہ ایک مشین گن بردار سے مشین گن بھی چھین لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اور اس کے خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ اس جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں سے وہ رونینڈو کو الٹا کر مشین گن چھین سکے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا مشین گن کی توڑا ہنٹ اور انسانی پنجوں سے فضا گونج اٹھی گولیوں کی بوچھاڑ چار مسلخ افراد کے ساتھ ساتھ میز سے ٹکرا کر اٹھتے ہوئے رونینڈو کو بھی چاٹ گئی۔

"گنیں لے کر باہر آؤ۔" تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے باہر کی طرف رخ کیا اور ایک بار پھر مشین گن اڑانے لگی۔ اس کے ساتھ ہی تنویر نے جھلانگ لگائی اور بجلی کی سی تیزی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ دوسرے لمحے جو ابی فائرنگ سے کیبن کے دروازے کے پرچھے اڑ گئے۔ تنویر نے درخت کی اوٹ لیتے ہی ایک بار پھر ٹرگر دبا دیا۔ اور اس بار باہر موجود تینوں افراد چیختے ہوئے پھپکیوں کی طرح زمین پر آ گئے۔ اسی لمحے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ "جلدی باہر آ جاؤ۔" تنویر نے چیخ کر یار کی اور مائیکل سے کہا۔

اور پھر دوڑتا ہوا قریب ہی ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے دور سے تین مسلح افراد کو دوڑ کر آتے ہوئے دیکھا وہ یاگوں کے سے انداز میں دوڑے چلے آ رہے تھے کہ ایک محنت فضا توڑتا ہٹ کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ اور وہ تینوں ہی اسلحہ کی نیچے گرے اور بڑی طرح پھٹکنے لگے۔ یہ فائرنگ کہیں کے اندر سے ہی کی گئی تھی۔ اور تنویر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ اب جزیرے پر خاموشی چھا گئی تھی۔ اسی لمحے یار کی باہر آگئی۔ "باہر سب ختم ہو گئے۔" یار کی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے فائر کیا تھا اندر سے۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ روشندان سے مائیکل نے فائر کھولا تھا۔ روئیڈو ابھی زندہ ہے۔" یار کی نے کہا۔

"ادھ اچھا۔ مائیکل سے کہو اسے گھسیٹ کر باہر لے آئے۔" تنویر نے چونک کر کہا۔

"میں لے آیا ہوں اسے۔" مائیکل کی آواز سنائی دی۔ وہ واقعی روئیڈو کا بازو پکڑے اُسے گھسیٹتا ہوا باہر لے آ رہا تھا۔ روئیڈو کی ناف کے نیچے گولیاں لگی تھیں۔ اور اس کی آنکھیں باہر آگئی تھیں۔ لیکن اس کا ڈھول ہناسینہ ابھی تک پھول پھوک رہا تھا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر روئیڈو کی پسلیوں پر زور دار لٹ مار دی تو روئیڈو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس نے کراہتے ہوئے اسٹن

کی کوشش کی لیکن پھر دم سے نیچے گر پڑا۔
"لگ۔" کاش۔ میں بہادری لایج دیں سمندر میں ہی تباہ کر دیتا۔ تم میری توقع سے زیادہ خطرناک آدمی ہو۔" روئیڈو نے رک رک کر کہا۔

"سنو روئیڈو۔ میری اب بھی تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں بہادر علاج بھی کر سکتا ہوں اور تمہیں ٹھیک بھی کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم مجھے وہ پاس درڈ بتا دو جس سے میں بغیر کسی رکاوٹ کے ٹھیک ٹھیک پاس کر جاؤں۔" تنویر نے تیز بولے میں کہا۔

"تم ٹھیک ٹھیک کر اس نہیں کر سکتے۔ کبھی نہیں کر سکتے۔ کبھی نہیں کر سکتے۔" روئیڈو نے اپنی طرف سے جینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے تنویر کی مشین گن سے شطرنج۔ اور روئیڈو کا جسم ایک بار زور سے پھٹ کر اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا سینہ گولیوں سے پھلنی ہو چکا تھا۔

"چلو یار کی۔" ہمارا یہاں کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔"

تنویر نے یار کی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس طرح تیزی سے معاملہ کی طرف بڑھنے لگا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"تم حیرت انگیز آدمی ہو۔ بالکل مختلف روئیڈو کے اڈے میں مسلح افراد کے گھرے ہیں روئیڈو اور اس کے ساتھیوں کا قتل اس مدد کی حیرت انگیز کارنامہ ہے۔" یار کی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"یار کی۔ یہ لوگ پھوٹی پھیلیاں ہیں۔ یقین کرو انتہائی پھوٹی۔ ہیں۔"

"کوئی ایسا ٹرانسمیٹر جس پر کوئی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ ہو۔"۔
 تنویر نے کہا۔
 "تو اس کو کیا کرو گے۔ ٹرانسمیٹر تو ہماری لاپنج پر بھی ہے۔"
 یار کی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "لیکن ہمیں روئیڈ وگروپ کی فریکوئنسی کا تو علم نہیں ہے۔ تم یہیں
 ٹھہرو۔ میں چیکنگ کر کے ابھی آتا ہوں۔"۔ تنویر نے کہا۔ اور
 تیزی سے واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔

اگر چاہتا تو وہیں ان سے ابھج جاتا۔ لیکن میں نے سوچا کہ چلو فاصلہ ہی
 طے ہوتا ہے۔ ہونے دو۔"۔ تنویر نے جواب دیا۔ اور یار کی
 اس طرح سر ملانے لگی جیسے وہ تنویر کی بات پر ایمان لے آئی ہو۔
 ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ جہاں
 ان کی لاپنج کے ساتھ چار اور لاپنچیں بھی موجود تھیں۔
 "اب ہماری لاپنج تو بیکار ہو گئی ہے۔ اب ان کی لاپنچ میں ہی آگے
 بڑھنا ہوگا۔"۔ تنویر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 "نہیں ماسٹر۔ میں اسے ٹھیک کر لوں گا۔ لیکن ایک گھنٹہ
 لگ جائے گا۔"۔ مائیکل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
 "اوہ۔ لیکن ایک گھنٹہ تو زیادہ ہے۔ ایک گھنٹہ ضائع
 کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"۔ تنویر نے کہا۔
 "نہیں۔ اگر ایک گھنٹے میں ہماری لاپنج ٹھیک ہو جاتی ہے
 تو یہ بڑا سودا نہیں ہے۔ ہماری لاپنج ان سے زیادہ طاقتور ہے۔
 اس سے فاصلہ جلد طے ہو جائے گا۔"۔ یار کی نے کہا۔
 "اور۔ کے۔ پھر ٹھیک کر دو۔ لیکن جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔"
 تنویر نے کہا۔
 اور مائیکل سر ملاتا ہوا لاپنج پر چڑھ گیا۔
 "میرا خیال ہے ہمیں اس کیبن کی مکمل تلاشی لینی چاہیئے۔
 کتاب ہے ہمارے مطلب کی کوئی چیز مل جائے۔"۔ تنویر نے
 کہا۔
 "کس قسم کی چیز۔"۔ یار کی نے چونک کر پوچھا۔

جوان نے مسکراتے ہوئے لڑکی سے کہا۔

”رابرٹ برمن۔“ لڑکی نے جڑی طرح چونسکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ وہی رابرٹ برمن۔ جو تمہیں دیکھتے ہی اپنا دماغ ماؤنٹ کر بیٹھتا ہے۔“ نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وہ احمق ہے۔ اگر جب اُسے معلوم ہے کہ میں تمہاری دوست ہوں تو اُسے ایسی بات سوچنے کا حق ہی نہیں بنتا۔“ ڈیسی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہی تو وہ کہتا ہے کہ راگر نے میدان مار لیا ہے۔“ نوجوان نے تعجب سے مار کر ہنستے ہوئے کہا۔ اور ڈیسی بھی بڑے قہر منہ انداز میں لٹکھلا کر کہن پڑی۔

”وہ اب کیوں آ رہا ہے۔“ ڈیسی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔
”بتایا تو یہ ہے کہ تم سے ملنے آ رہا ہے۔ کہہ رہا تھا کہ بس اچانک بے چین ہو گیا ہے۔“ راگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو نہیں۔“ کو اس۔۔۔ تم خواہ مخواہ مجھے تنگ کر رہے ہو۔ اسے اسی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ ہے کہ جب میں کسی کا ہاتھ پکڑتا ہوں تو پھر ہمیشہ اُسی کی دغا دار ہوتی ہوں۔“ ڈیسی نے منہ لٹے ہوئے جواب دیا۔

”اس بات کا تو اُسے افسوس ہے کہ تم نے اس کی بجائے میرا کیوں پکڑ لیا ہے۔“ راگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تو میرے دل کی مرضی ہے۔“ ڈیسی نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

سرخ رنگ کی کار تیز رفتار سی سے دوڑتی ہوئی ایک فراخ سرک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ جزیرہ ٹافو کی مین روڈ تھی۔ اور اس پر خاصی تعداد میں رنگ برنگی کاریں دوڑ رہی تھیں۔ سڑک کے دونوں اطراف میں اونچی اونچی شاندار عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ سرخ رنگ کی کار کے سٹرنگ پر ایک صحت مند نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ یونانی ضد و خال اور کاندھوں تک لہراتے ہوئے سنہرے بالوں نے اس کی مردانہ وجاہت کو بے حد اجاگر کر رکھا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر سیاہ بالوں اور تھیکے نقوش والی ایک خوب صورت لڑکی بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا اور وہ بڑے اطمینان سے رسالے کی تصویریں دیکھنے میں مصروف تھی۔

”ڈیسی۔۔۔ وہ تمہارا رابرٹ برمن پھر تم سے ملنے آ رہا ہے۔“

یہی بھی اس کے پیچھے تھی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔
 وہاں رابرٹ برمن کے ساتھ ایک دلکش عورت اور تین مرد بیٹھے ہوئے
 تھے۔

”اوہ راگر آؤ۔ ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔“ رابرٹ برمن
 نے چونک کر کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ عورت
 اور دو مرد اٹھ کھڑے ہوئے جب کہ ایک آدمی اُسی طرح اطمینان
 سے بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اور تھہرے سے ایسے محسوس
 ہو رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہا ہو۔ اور راگر اور ڈیسی حیرت سے
 اُسے دیکھنے لگے۔

”پرنس۔ مسٹر راگر آگئے ہیں۔“ رابرٹ برمن نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”آگئے ہیں۔ واہ۔ مجھے بھی بڑی بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہاں ہیں۔
 لیکن قیہ بھرا ہونا چاہیئے۔ برگرین۔“ اس آدمی نے بڑبڑا کر آنکھیں
 کھولتے ہوئے بڑے اطمینان سے انداز میں کہا۔ اور پیرلیوں ادھر ادھر دیکھنے
 لگا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو۔

”برگر نہیں راگر۔ مسٹر راگر۔“ رابرٹ برمن نے کہا۔
 ”اوہ اچھا اچھا۔ یعنی واگ الاپنے والا۔ بہت خوب۔ تو یہاں بھی واگ
 الاپنے والے یعنی راگر موجود ہوتے ہیں۔ کون سا واگ ستائیں گے لہار
 یاد دہرت۔“ اس آدمی نے بولکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”تمہیں تمیز ہے بات کرنے کی۔“ ایک لخت ڈیسی نے انتہائی
 غصیلے لہجے میں کہا اور وہ پرنس اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ڈیسی کو

”ارے۔ پھر تو تمہارے دل سے ڈرنا چاہیئے۔ کل تمہارے دل
 کی مرضی کسی اور طرف کو گھوم گئی تو بے چارہ راگر بھی ٹھنڈی آھیں
 بہرہ رہ جائے گا۔“ راگر نے کہا۔ اور ڈیسی ایک بار پھر ہنہ
 پڑی۔

اُسی لمحے راگر نے کار موڑ لی اور پھر ایک چھوٹی سی عمارت۔
 گیٹ پر روک دی۔ ڈیسی بھی چونک کر اس عمارت کو دیکھنے لگی
 راگر نے مخصوص انداز میں تین بار مارن دیا تو بھاگ کھل گیا اور
 کاغذ رلیتا گیا۔

”اس بار وہ پوری فورس لے کر آیا ہے۔ کہتا ہے ڈیسی کو زبرد
 استوں کو کر کے لے جاؤں گا۔“ راگر نے کار پورچ میں روکتے
 کہا۔ اور ڈیسی نے اس طرح منہ بنالیا جیسے کوئین کی کرڈی گولی
 کے حلق میں اتر گئی ہو۔

”میں اس کا منہ پورچ لوں گی۔ اس کی یہ جرات۔“ ڈیسی
 انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔
 ”ارے ارے۔ خاک کا ڈسک۔ ایسا نہ کرنا۔ ورنہ اس کے
 آئے ہوئے مہان کیا کہیں گے کہ ہم اتنے بدتمیز ہیں۔“ راگر
 نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”مہان۔ کون مہان۔“ ڈیسی نے چونک کر پوچھا۔
 ”مجھے معلوم نہیں۔ بس اچانک اس کا فون آیا تھا کہ وہ اپنے
 مہانوں کے ساتھ آ رہا ہے۔“ راگر نے سر ہلاتے ہوئے
 اور تیز سے برآمدہ کو اس کے درمیان راہداری میں بڑھنے

دیکھنے لگا۔ جیسے زندگی میں پہلی بار کسی عورت کو دیکھ رہا ہو۔

"یہ مس ڈیسی ہیں راگم کی دوست" — رابرٹ برمن نے کہا۔
 "دیسی — واقعی دیسی گھٹی کی طرح خالص ہیں" — پرنس نے کہا۔

"پرنس — جوش میں رہ کر بات کر دو۔ ہم مسٹر راگم کے مہمان ہیں۔" — ایک ٹنٹ پاس کھڑی عورت نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
 "ادہ اچھا اچھا۔ مہمانوں کو تو واقعی دیسی گھٹی ہی ملنا چاہیے۔ یہ مسٹر راگم واقعی باڈوٹی میزبان لگتے ہیں۔" — پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ — یہ کیا تماشا ہے۔" راگم نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ وہ اب تک کھڑا مسلسل ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ لیکن شاید اب بات اس کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی۔

"غصوں نہ کر راگم۔ پرنس کی عادت یہی ایسے مذاق کرنے کی ہے۔" — رابرٹ نے دھیمے لہجے میں کہا۔

دیسی اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے بھی عمران کا یہ بے موقع مذاق پسند نہیں آیا تھا۔

"ادہ۔ آپ شاید ناماوض ہو گئے ہیں۔ مسٹر برگر۔ ادہ سواری مسٹر راگم دراصل جیب بھی میں ہوائی جہاز میں سفر کر دوں۔ میرا ذہن کچھ الٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔ مجھے پرنس آن ڈمپ کہتے ہیں۔" — عمران نے ایک ٹنٹ سنجیدہ ہو کر راگم کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میری ایک بات سن لیجئے۔ مسٹر پرنس۔ میں ایسے مذاق کا عادی نہیں ہوں۔ رابرٹ برمن میرا پرانا دوست ہے۔ اس وجہ سے میں نے اب تک آپ کی باتیں برداشت کی ہیں۔ لیکن آپ آئندہ محتاط رہیے۔" راگم نے بڑی بے دلی سے مصافحہ کرتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"جی بہت بہتر۔" عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ ان کے ساتھی ہیں مس جولیا نافرو ڈاٹر۔ مسٹر صدیقی اور مسٹر خاور۔" رابرٹ برمن نے جولیا اور دوسرے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور راگم نے ان سے مصافحہ تو کیا لیکن صاف نظر آرہا تھا کہ اس کا موڈ بڑی طرح آف ہو چکا ہے۔ وہ سب کمرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈیسی بھی ایک کمرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے چہرے پر بھی کچھ افسانہ نمایاں تھے۔ عمران نے کسی پر بیٹھنے ہی دو بارہ اس طرح آنکھیں بند کر لی تھیں کہ جیسے اس نے اب آنکھیں نہ کھولنے کا عہد کر لیا ہو۔

"رابرٹ — مجھے انتہائی ضروری کام سے جانا ہے۔ اس لئے جو بات ہے وہ دراجلد ہی بتا دو۔" راگم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ بے شک ضروری کام پر چلے جائیں لیکن دیسی گھٹی کو ہمارے پاس چھوڑ جائیں بڑا عرصہ ہوا ہے دیسی گھٹی کی شکل ہی نہیں دیکھی جدھر دیکھو بناستی یا پھر آمل ہی نظر آتا ہے۔" — عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے بڑے یسٹھے لہجے میں کہا۔

”یوشٹ اپ ٹانسس۔ بخانے کیا کو اس کرتے چلے جا رہے ہو
راگمیک تخت ہتھ سے ہی اکھڑ گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے
سرخ بھیجھوکا ہو گیا تھا۔ اور رابرٹ برمن اس طرح ہونٹ کاٹ رہا تھا
جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ اب کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

”مشر راگم۔ المیدان سے بیٹھ جاؤ۔ زیادہ غصہ دکھانے کی ضرورت
نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری فٹنگ کمپنی کے ٹرالر یہاں
منشیات کی سہولت کرتے ہیں۔ لیکن تم رابرٹ برمن کے دوست ہو
اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں
کروں گا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر میں ناز کو کمپنیشنل ایجنسی کے
پاپ کو ایک کال کر دوں تو تم دوسرے روز سڑکوں پر بھیک مانگتے
نظر آؤ گے۔“ عمران نے ایک تخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
اور راگم کا چہرہ ایک تخت بدل گیا وہ اس طرح عمران کو آنکھیں پھاڑ
پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اچانک اس کی بنیائی چلی گئی ہو۔ ویسی اور رابرٹ
برمن بھی سخت حیرت زدہ نظر آنے لگے تھے۔

”لگ۔ لگ۔ کون ہو تم۔“ راگم نے بری طرح ہکلا کر
جوئے کہا۔

”رابرٹ برمن کا دوست ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور راگم اس طرح کمرسی پر بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے روح
نکل چکی ہو۔

”تت۔ تت۔“ تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں یہ کام کرتا ہوں
کیا رابرٹ نے کہا ہے۔“ راگم کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

”رابرٹ بیچارے کو تو بہت سی باتوں کا علم نہیں ہے۔ تم اس
ات کو چھوڑ دو۔ صرف اتنا بتاؤ کہ تمہارا ٹرالر جزیرہ ٹارجن کے قریب سے
کب گزرے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”جزیرہ ٹارجن۔ کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ راگم نے
نک کہ کر پوچھا۔

”جواب میں نے پوچھی ہے۔ اس کا جواب دو۔ دیکھو اگر تم یہ سوچ
رہے ہو کہ مجھے کوئی ڈانچ دے گئے تو اس بات کو ذہن سے نکال دو۔

مجھے واقعی تمہارے برنس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں اپنے ساتھیوں
سمیت صرف اس ٹرالر پر سوار ہوں کہ جزیرہ ٹارجن کے قرب و جوار کی سیر
کرنا چاہتا ہوں اور بس۔“ عمران نے خشک ہلچے میں کہا۔

”سوری۔ نہ میں منشیات کا دھندہ کرتا ہوں۔ اور نہ میرا کوئی ٹرالر
جزیرہ ٹارجن کے قریب جاتا ہے۔ میرا برنس تو صرف فٹنگ کا ہے۔
اور آئی۔ ایم سوری۔ تم لوگ فوڈ یا عمارت خالی کر دو۔“ ایک تخت
راگم نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”اسی لمحے ایک طرف بڑے ہوئے تیلی فون کی گھنٹی زور سے بج
اٹھی۔ اور راگم نے چونک کر ایک بار تیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر سیور
اٹھالیا۔

”یس۔“ راگم نے کزخت ہلچے میں کہا۔

”راگم۔ میں جوزف بول رہا ہوں۔ جوزف ڈارٹ۔ میرے خیال
میں تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔“ دوسری طرف سے ایک
انتہائی زوردار آواز سنائی دی۔ اور راگم کے چہرے پر انتہائی

حیرت کے آثار ابھرتے۔

”ہاں۔ جانتا ہوں۔ لیکن.....“ — راگ نے حیرت بھرے
ہلچل میں کہا۔

”میں چاہتا تو تھا یہی اس عمارت کو بمبوں سے اڑا دیتا۔ جس میں تم
اس وقت میرے دشمنوں کے ساتھ موجود ہو۔ ان دشمنوں کو بہنیں
تہہ دار دوست رابرٹ برمن اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔ لیکن میں نے
اور تم نے یہیں رہنا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم دریا میں وہ کمر
مگر مجھ سے میرا لینے کی کوشش نہ کر دو گے۔ اس لئے میں نے تہہ
فون کیا ہے کہ تم فوٹا میرے دشمنوں کو اس عمارت سے باہر نکال
اور سن لو۔ اگر تم نے پانچ منٹ کے اندر ایسا نہ کیا تو یہ پوری عمارت
تینکوں کی طرح فضا میں بکھر جائے گی۔ صرف پانچ منٹ کی مہلت در
رہا ہوں اور اسے میری طرف سے انعام سمجھنا۔ گڈ بائی“ — دوسرے
طرف سے اتنے دوسرے چہیتے ہوئے کہا گیا کہ رسیور نے مکمل
دالی آواز سارے کمرے میں بجونی سنائی دے رہی تھی۔
راگ کی حالت کال سن کر انتہائی عجیب نظر آنے لگی۔

”صدیقی۔ خادو۔ ہری اپ۔“ — عمران نے یک لخت اپنے
ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی اور خادو سے کہا اور وہ دونوں اٹھ کر کمرے
کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔
”یہ کیا ہو رہا ہے۔ رابرٹ یہ کیا ہو رہا ہے۔“ — راگ نے
انتہائی حیرت بھرے ہلچل میں کہا۔
”تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ کچھ نہیں ہو گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے

ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ صدیقی اور خادو واپس اندر
داخل ہوئے تو ان کے کانڈھوں پر دو آدمی بے ہوشی کے عالم میں
لے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو نیچے فرش پر پڑھ دیا۔
”ان کی تلاشی لو۔ ان میں سے کسی کے پاس دائرے لکشی ہیں ہے۔“
عمران نے اسی طرح مہلکی ہلچل میں کہا۔ تو صدیقی اور خادو دونوں نے
بھٹک کر ان بے ہوش افراد کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔ ان کے سروں
پر خاصے گہرے زخم نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے خون دس رہا تھا۔
اور چند لمحوں بعد صدیقی نے ان میں سے ایک کی جیب سے ایک چٹا
سائیکس نکال لیا۔ جس کے ساتھ دو تاریں جن کے آگے گھنٹیاں سی لگی
ہوئی تھیں برآمد کر لیا۔

”مجھے دکھاؤ۔“ — عمران نے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے وہ
سائیکس عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر میز پر بیٹھے
ہوئے ٹیلی فون کو الٹا دیا اور پھر سائیکس کے ساتھ موجود دونوں تاروں کو
ان کے نیچے مختلف پوائنٹس پر لگا دیا۔ تاروں کے سروں پر لگی ہوئی
گھنٹیاں ان پوائنٹس کے ساتھ اس طرح چپک گئیں جیسے ہوا مقناطیس
کے ساتھ چپکنا ہے۔ اور عمران نے فون سیدھا کر دیا۔ اب تاریں
فون کے نیچے تھیں۔ میں جا رہی تھیں جب کہ وہ سائیکس اس کے ساتھ
ریز پر رکھا ہوا تھا۔ عمران نے سائیکس کا ایک بیٹن دبایا تو ٹیلی فون کی گھنٹی
دور سے بج اٹھی۔

”چلو مسٹر راگ۔ رسیور اٹھا لو۔“ — عمران نے راگ سے مخاطب

ہو کہ کہا۔ جو اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کو یہ سب کچھ کہتے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی بچہ کسی شجہہ کو کہو حیرت سے دیکھ رہا ہو۔
 "یہ آخر کیا ہو رہا ہے۔" — راگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر سیورہ اٹھالیا۔
 کیونکہ گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔
 "یس۔" — راگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"راگ۔ میں جوزف بول رہا ہوں۔ جوزف ڈارٹ....."
 وہی آواز اور وہی فقرے سیورہ سے برآمد ہوئے جو اس سے پہلے سنے گئے تھے۔ اور پھر اُسی طرح پانچ منٹ کی دھمکی دینے کے بعد کال کا رابطہ ختم ہو گیا۔ تو عمران نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے سیورہ لیا اور اُسے ٹیلی فون پر رکھ کر اس نے اس باکس کا شن بند کر کے اس کی تاریں باہر کھینچ لیں۔

"یہ کون لوگ ہیں۔" — راگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "ظاہر ہے جوزف ڈارٹ کے آدمی ہوں گے۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ یہ جوزف ڈارٹ ہے کون۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ یہاں کا انتہائی معروف غنڈہ ہے۔ پورے ٹافویں اس کی دہشت چھاتی ہوئی ہے۔ یہ ڈارٹ کلب کا مالک ہے۔ لیکن آج پہلے میرا اس سے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ میں نے صرف اس کا نام ہی سنا ہے۔ لیکن یہ سب جکر کیا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو کہاں جیکر کیا اور کیسے اتنی آسانی سے یہ قابو میں آگئے۔" — راگ نے

کہا۔ اس کا لہجہ اب پوری طرح بدل چکا تھا۔

"ہم لوگ جب ایئر پورٹ سے نکل کر شہر میں داخل ہوئے۔ اور رابرٹ برمن نے تم سے فون پر بات کی تو میں نے ان دونوں کو ایک کار میں بیٹھے کال کچر کی مدد سے کال پیج کرتے دیکھا۔ اس کے بعد جب ہم یہاں عمارت میں آئے تو یہ ہمارے پیچھے آئے۔ تو میں نے صدیقی اور خادہ کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ ان کی حرکات چیک کر لے۔ اور پھر مجھے رپورٹ ملی کہ ان میں سے ایک آدمی تو مشرک کی طرف چھپا ہوا ہے۔ اور دوسرا آدمی تہہ ہادی ٹیلی فون لائن کے ساتھ یہ باکس فٹ کرنے میں مصروف تھا۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ یہ تم سے کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ خاص بات تمہارے یہاں آتے ہی سامنے آگئی۔ کہ کوئی صاحب جوزف ڈارٹ صاحب یہ پسند نہیں فرماتے کہ تم یہاں ہماری امداد کرو۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "لیکن ان آدمیوں کو کیڑا کر بھی تو ان سے حقیقت اگوائی جاسکتی تھی۔" — راگ نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"میں اصل میں یہ سمجھا تھا کہ تم نے رابرٹ برمن کے ساتھ ڈبل گیم کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے صحیح صورت حال کو سامنے لانے کے لئے مجھے انتظار کرنا پڑا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "لیکن پرنس۔ آپ نے مجھے تو ذرا برا بھلا محسوس نہیں ہونے دیا۔ میں سمجھا کہ صدیقی اور خادہ شاید اس عمارت کو دیکھنے کے لئے باہر گئے ہیں۔" — رابرٹ برمن نے کہا۔

"اب ہمیں یہاں بیٹھ کر بحث مباحثے کی بجائے آگے کا اقدام

عمران خود ڈارٹ کلب جا رہا ہے۔ لیکن وہ ٹیکسی ڈرائیور کی وجہ سے غاموش رہے۔

ٹیکسی مختلف مرکزوں پر سے گھومتی ہوئی ایک عمارت کے گیٹ سامنے رک گئی۔ اس عمارت کے اوپر ڈارٹ کلب کا بورڈ لگا ہوا اور اندر کئی کاریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔ عمران گیٹ پر ہی اتر آیا۔ ٹیکسی انہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی تو سب سے پہلے جولیا بولی۔

”یہ آفرم کیا کرتے پھر رہے ہو۔ ڈارٹ کلب آنے کا مطلب جولیا کے بلجے میں الجھن بھٹی۔“

”جس جگہ سے سب سے زیادہ خطرہ ہو وہی جگہ سب سے زیادہ محفوظ ہوتی ہے۔ اس جو زف ڈارٹ کلب میں جانتا ہوں۔ اور جس طرح ہماری آمد اور اگر سے ملنے کا علم تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ براہ راست تعلق لی ساک سے ہے۔ اور اب ہم نے اس تعلق کو کر کے دباؤ پہنچا ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھا کے اندر داخل ہو گیا۔ اصل عمارت کبیاؤنڈ گیٹ سے کچھ فاصلے اور اس کا مین گیٹ شیشے کا بنا ہوا تھا۔ عمران سیدھا اس مین گیٹ طرف بڑھا۔ گیٹ کے باہر ایک مسلح آدمی کھڑا ہوا تھا۔ اس کی عمر ان اور اس کے ساتھیوں پر بھی ہوئی تھیں۔

”جو زف سے کہو ریڈرڈز کا شاکلی لاک تم سے ملنا چاہتا ہے۔“ عمران نے اس مسلح آدمی کے قریب پہنچ کر اس طرح سرگوشیاں سنیں کہا جیسے کوئی بڑی غصیدہ بات کر رہا ہو۔

”ریڈرڈز۔ اوه۔ باس ادپر دفتر میں ہے۔ آپ دا

جائیں۔ آفر میں سیڑھیاں آتی ہیں وہ سیدھی باس کے دفتر میں جاتی ہیں۔“ مسلح آدمی نے تیز بلجے میں کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا ادھر کو مڑ گیا۔ برآمدے کے اختتام پر داخلی سیڑھیاں موجود تھیں اور دباؤ کوئی مسلح آدمی موجود نہ تھا۔ وہ اطمینان سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔

”یس۔ کم ان۔“ اندر سے ایک آواز ابھری اور عمران کے کپڑوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”کوئی کچھ یہ دہی آواز تھی جو فون پر سنائی دی تھی۔ اور عمران دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ مکہ واقعی دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اور ایک بھاری میز کے پیچھے ایک بیسے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سپاٹ بن تھا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں عمران اور پھر اس کے پیچھے اندر داخل ہونے والی جولیا۔ صدیقی اور خاور کو دیکھ رہا تھا۔ ”آپ کون لوگ ہیں۔“ جو زف نے حیرت بھرے بلجے میں کہا۔

”مسٹر جو زف ڈارٹ۔ ہم وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تمہارے راز کو حکم دیا تھا کہ وہ ہمیں بائیں منٹ کے اندر عمارت سے باہر نکال دے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”جو زف ایک تخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔“

”کیا۔“ کیا مطلب۔ تم علی عمران ہو۔“ جو زف کی آواز حیرت سے پھٹ گئی۔

”تم نے خواہ مخواہ اتنی درد سہی مول لی جوزف۔ ہمیں پہلے ہی اطلاع کر دیتے۔ تو ہم داگر کی بجائے تمہارے مہمان بن جاتے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تت۔ تت۔ تت۔ تم زندہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ جوزف
کی آنکھیں پھٹی چلی گئیں۔

”اس بات کا سرٹیفکیٹ لینے تو ہم تمہارے پاس آئے ہیں،
اور سنو۔ اپنا ماکہ میز سے ہٹا لو۔ ورنہ میری تو صرت جیب میں
سوراج ہوگا لیکن تمہارے دل میں سوراج ہو جائے گا۔“ عمران
کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔ اور جوزف نے بے اختیار میز کے
طرف بڑھتا ہوا ماکہ اٹھالیا۔ اُسی لمحے صدیقی اور خاور نے جیبوں
سے ریو اور داگر باہر نکال لئے۔

”تو تم اب کیا چاہتے ہو۔“ جوزف نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

”سنو جوزف۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے اگر تم سوچا
رہے ہو کہ تم ہمارے ساتھ کوئی ٹیکہ چلا لو گے تو اس خیال کو ذہن سے
نکال دو۔ اور مجھے تم سے لمبی چوڑی کوئی بات بھی نہیں کرنی۔ اس سلا
اطمینان سے میرے ساتھ چند باتیں کر لو۔ اس کے بعد ہم داپ
چلے جائیں گے۔“ عمران نے یک لخت تنیدہ لہجے میں کہا
”تم کیا کہنا چاہتے ہو۔“ جوزف نے ہونٹ کھٹکتے ہوئے
کہا۔

”یہاں نہیں۔ ادھر آ جاؤ۔ صوفے پر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں

گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس
کا کوٹ کی جیب میں موجود ماکہ باہر آ گیا۔ اس کے ماکہ میں مشین پش
تھا۔ جوزف ہونٹ کاٹتا ہوا میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران کے
قریب سے گزرے لگا۔ عمران اس کے قریب آتے ہی یک لخت
تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ اور جوزف کا جسم جو ذرا سا لہرایا تھا یکدم
سیدھا ہو گیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”تمہاری جان بچ گئی جوزف ورنہ تم نے حملہ کرنے کی جولاٹنگ
کی تھی وہ غلط تھی اور مشین پش کی گولیاں تمہارا دل پھیدہ جائیں۔“
عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔

”تم چاہتے کیا ہو۔“ جوزف نے مڑ کر ہونٹ کاٹتے ہوئے
کہا۔ اور اُسی لمحے صدیقی اور خاور نے اس کی پشت سے ریو اور
داگر دیتے۔

”آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اور تم لوگ بھی ذرا پیچھے ہٹ جاؤ جوزف
بہت سمجھ دار آدمی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور خاور اور صدیقی ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔

”تم نے لی ساک کے کہنے پر ہمارے خلاف جولاٹنگ کی تھی۔
وہ تو ختم ہو گئی۔ ویسے ایک بات ہے۔ اس قدر احمقانہ پلاننگ
کی مجھے تم سے توقع نہ تھی۔“ عمران نے صوفے پر ایک لات
رکھتے ہوئے کہا۔

”میں داگر سے نہ الجھنا چاہتا تھا۔ میرا خیال تھا کہ داگر تمہیں لینے
ایئر پورٹ جائے گا کیونکہ داگرٹ برمن کا جزیرہ ٹافین ڈبی دوست

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یقین کرو مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ لی ساک اس محلے میں بے حد سخت ہے۔ وہ اس راز میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔" جوزف نے جلدی سے جواب دیا

"لیکن گانڈر حادثہ کو پہلے یہاں جزیرہ ٹافو پر لایا گیا تھا۔ اور پھر یہاں سے لایچ کے ذریعے اُسے جزیرہ ٹارجن پہنچایا گیا تھا۔ اور تم یہاں لی ساک کے خاص نمائندے ہو۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس کے آدمی پہلے سے یہاں سپیشل لایچ لے کر موجود تھے وہ بڑی پلاننگ سے کام کرتا ہے۔ اور یقین کو گانڈر حادثہ کے سلسلے میں اس نے مجھے بھی خبر نہیں ہونے دی۔" جوزف نے کہا۔

"لیکن اس کے جزیروں پر اسلحہ اور کھانے پینے کی سب چیزیں جزیرہ ٹافو سے ہی سہجائی جاتی ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے آدمی آکر لے جاتے ہیں۔ میں تو صرف جزیرہ ٹافو میں اس کے دشمنوں کے خلاف کام کرتا ہوں اور بس۔ اور اس کے کہنے سے میں وہ مجھے لمبی رقم دیتا ہے۔" جوزف نے جواب دیا۔

"اس کی مخصوص فریکوئنسی بتاؤ جس پر تم اُسے کال کرتے ہو۔" عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کال کرتا ہے۔ اور رپورٹ لیتا ہے۔ وہ بے حد محتاط

ہے۔ اور رابرٹ برمن تہارے ساتھ آ رہا تھا۔ لیکن میری پلاننگ بے داغ تھی جیسے ہی تم عمارت سے باہر نکلے تم پر دونوں اطراف سے دشمن گولوں کی گولیاں برسنی شروع ہو جاتیں۔" جوزف نے کہا۔

"کیا تم نے لی ساک کو بتایا تھا کہ تم راگو سے کیوں دبتے ہو اُسے معلوم ہے کہ تم اور راگو مقدمات کے کاروبار میں بونس ہوا۔" عمران نے مکرانے ہوئے کہا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔" جوزف بڑی طرح چومکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت آتا رہا آئے تھے۔

"میری بات کا جواب دو۔" عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"نہیں۔ اُسے اس کا علم نہیں ہے۔ وہ مقدمات کے خلاف ہے۔ اگر اُسے علم ہو جاتا تو مجھے ناقابل تلافی اطلاع دیتا۔" جوزف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا۔ اب آخری بات جزیرہ ٹارجن کے موجودہ خلاف کے متعلق مجھے تفصیل سے بتا دو۔" عمران نے سرد لہجہ میں کہا۔

"تم یقین کرو۔ مجھے قطعی علم نہیں ہے۔ میں آج تک وہاں گیا۔" جوزف نے کہا۔ اور عمران نے اس کے لہجہ کو لگایا کہ وہ درست کہہ رہا تھا۔

"تو پھر تہارے زندگی میرے لئے بے کاری رہی۔"

آدمی ہے۔" جوزف نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا "اس آخری جواب میں تم نے جھوٹ بولا ہے۔ میرے جوزف اور جھوٹ مجھے بالکل پسند نہیں ہے۔" — عمران نے ایک لمحہ ہاتھ اٹھا کر مشین پشیل کو اس کی کنپٹی سے گھلاتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔" جوزف نے بڑی طرہ گھٹکیا کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوا عمران نے شرکیر دیا دیا۔ اور دوسرے لمحے جوزف کی کھوپڑی ہتھکڑوں میں تبدیل ہو کر صوفے کی عقبی جگہ میں کھڑکی۔

"اگر یہ جھوٹ بول رہا تھا تو اس سے سچ بھی اگھوایا جاسکتا تھا۔" جو لینے کہا۔

"نہیں۔ یہ بے چارہ سچ ہی بول رہا تھا۔ لیکن اس کو زندہ چھوڑ دینے کا مطلب تھا کہ لی ساک کو چارے بچ جانے کی رپورٹ مل جاتی۔ اب اسے یہی رپورٹ ملے گی کہ جوزف کو مار ڈالا گیا ہے اور بس۔" — عمران نے مشین پشیل والیں جبب میں ڈال ہوئے کہا۔ اور تیزی سے بیردفنی ددوازے کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں پر اب بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ شاید جوزف کو اپنی دہشت پر اس قدر اعتماد تھا۔ کہ اس نے اپنے دفتر کے سلسلے کسی عجیب فکروں کو رکھنے کا سوچا کہ نہ تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کہا "ڈیٹیکٹ سے باہر آگئے۔ دیے میں گیت کے سامنے کھڑا ہوا وہ پہلا مسلح آدمی اب دہلیز میں موجود نہ تھا بلکہ اب

کی جگہ اور آدمی کھڑا تھا۔

کہا "ڈیٹیکٹ سے باہر انہیں جلد ہی ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ اور عمران نے اسے سی ویکو بھجوانے کا کہا اور اطمینان سے ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ٹیکسی انتہائی تیز رفتار سی سے مختلف سڑکوں پر سفر کرتی ہوئی ایک اور دو منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران نے اسے میرٹھ کے مطابق کرایہ دیا۔ اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ جانے کے بعد وہ اطمینان سے چلتا ہوا عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کھب کا مال خاصا وسیع بھی تھا اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا بھی تھا۔ عمران سیدھا کافر کی طرف بڑھ گیا۔ دہلیز ایک نوجوان کسی رجسٹر پر جھکا ہوا کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ عمران کے قریب پہنچنے پر اس نے آہٹ سن کر سر اٹھایا۔

"یس سر۔" نوجوان نے کاروباری انداز میں کہا۔ "مشر گرانٹ کو اطلاع دو کہ ایک پارٹی بزنس کے سلسلے میں اس سے ملنا چاہتی ہے۔ لمبا کام ہے۔" عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام۔" نوجوان نے چونک کر پوچھا۔ "میرا نام ایمرک ہے۔ اور میں نامداک سے آیا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"بہتر۔ میں بات کرتا ہوں۔" نوجوان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور پھر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے نٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک منبر دبا دیا۔

"آئیے جناب۔۔۔ اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری سے گزر کر ایک دروازے کے سامنے رگ گئے۔ اس آدمی نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

"یس۔۔۔ کھان۔۔۔ اندر سے آواز سنائی دی۔ اور اس آدمی نے دروازہ دھکیل کر کھول دیا اور ایک سائڈ پر ہٹ گیا۔ عمران اندر داخل ہوا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے آخری سرے پر ایک میز کے پیچھے ایک منہنی سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ بالکل دبلا پتلا۔ لیکن اس کا چہرہ اور آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ سخت کاروباری قسم کا آدمی ہے۔

"آئیے مٹر ایک۔۔۔ اس آدمی نے اٹھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بھی اس کے جسم کی طرح باریک تھی۔

"میرا نام ایرک ہے مٹر گر انٹ۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں۔" عمران نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانے کی ضرورت نہ سمجھی۔ "تشریف رکھئے اور مجھے بتائیے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" گر انٹ نے عمران سے مصافحہ کرنے کے بعد واپس کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا اہجہ اور انداز ٹھیکہ کاروباری تھا۔

"سام کوئل نے بتایا تھا کہ آپ بزنس کے معاملے میں بے حد

"سر۔ میں کافر سے بول رہا ہوں۔ ایک عورت اور تین مرد آئے ہیں۔ وہ آپ سے کسی بزنس کے سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں۔ ان کے لیڈر کا نام ایرک ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ وہ ناراک سے آیا ہے۔ لمبا کام بتا رہے ہیں۔۔۔ نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ ہلچے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔۔۔ نوجوان نے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ خود بات کر لیجیے۔۔۔ نوجوان نے کہا۔ اور عمران نے رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ "ہیلو مٹر گر انٹ۔ حوالے کے لئے ناراک کے سام کوئل کا نام میرے خیال میں کافی رہے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ حوالہ درست ہے۔ رسیور کا دفتر میں کو دے دو۔" دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور واپس نوجوان کو دے دیا۔

"بہتر سر۔۔۔ نوجوان نے کہا اور رسیور رکھ کر اس ایک سائڈ پر کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا۔ اور وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھا آیا۔

"انہیں باس کے دفتر پہنچا آؤ۔" نوجوان نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

نہیں لی۔ اس لئے کوئی لیکن دیکھ نہیں ہوگا۔ بتائیے کتنی قیمت ہے ان کی؟ — عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
 "سام کول نے آپ کو درست بتایا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ان میں سے ٹوٹی چار جہاں نہیں مل سکتا۔ اسے ناماک سے منگوانا پڑے گا۔ اور آپ جانتے ہیں اس کے لئے کم از کم دو روز چاہئیں۔ اس کے علاوہ آپ نے سی ہاک ٹائپ لاپنچ کی ڈیمانڈ کی ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں سی ہاک لاپنچ سے زیادہ اچھی لاپنچ بھی آپ کو مل سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے ڈی ایکس لاپنچ" — گرانٹ نے کہا۔

"اوہ۔ دیر سی گڈ۔ اگر ڈی ایکس لاپنچ آپ کے پاس موجود ہے۔ تو پھر ٹھیک ہے۔ اور اس ٹوٹی چار جہاز کو رہنے دیجئے۔ ہمیں فوری سب کچھ چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں میں" — عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر آپ کا مسئلہ فوری بھی حل ہو سکتا ہے۔ چند گھنٹے کیا صرف ایک گھنٹے کے اندر سیلائی ہو سکتا ہے۔ ایک منٹ میں ان کی قیمت چیک کر لوں۔ ادا ایگنی آپ کو فوری اور نقد کرنی ہوگی۔" — گرانٹ نے کاروباری انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور گرانٹ نے میز پر رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے سیلی فونوں میں سے سرخ رنگ کا سیلی فون اپنی طرف کھسکا اور پھر رسوراٹا دکھا کر

کہہ رہے آدھی ہیں۔" — عمران نے کہ سی پر بیٹھے ہوئے مسکرا کر کہا۔
 "جی ہاں۔ اس نے آپ کو درست بتایا ہے۔ سام کول میرے ساتھ بزنس کرتا رہتا ہے۔ فرمائیے۔" — گرانٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں چند خاص چیزیں چاہئیں۔ ایک کاغذ دیجئے۔" — عمران نے کہا اور گرانٹ نے میز پر پڑا ہوا پیڈ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے جیب سے قلم نکالا اور پھر اس کاغذ پر ایک فہرست بنانی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس نے کاغذ واپس گرانٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی خاص چیزیں ہیں۔ لیکن ان کی قیمت کافی رہے گی۔" — گرانٹ نے کاغذ دیکھ کر سوچتے ہوئے کہا۔

"قیمت کی فکر نہ کیجئے۔ بے لگائی بات کیجئے۔" — عمران نے جواب دیا۔

"کب چاہیں آپ کو یہ چیزیں اور کہاں چاہئیں؟" — گرانٹ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ہمیں آج ہی یہ چیزیں چاہئیں اور ابھی۔ نیم اس وقت تک یہ ہیں رہیں گے۔" — عمران نے جواب دیا۔

"لیکن....." — گرانٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

دیکھئے مسٹر گرانٹ۔ سام کول نے مجھے بتایا ہے کہ آپ

"یس" — دو مہری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"رہتے ہیں کو میرے پاس بھیج دو" — گرانٹ نے کہا، اور سیو رکھ دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے اچھٹی ہوئی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر ڈالیں اور پھر گرانٹ سے مخاطب ہو گیا۔

"یس باس" — اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یہ لسٹ لو اور اس کی صحیح قیمت چیک کر کے لے آؤ"

گرانٹ نے عمران والا کاغذ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس باس" — رہتے ہیں نے مؤدبانہ انداز میں کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

"سی ٹاک کی بجائے ڈبی ایکس کی قیمت لگنا اور اس ٹوٹی چادر کو حوضت کو دینا" — گرانٹ نے کہا اور رہتے ہیں سر ہلا کر واپس چلا گیا۔

"میرے خیال میں بزنس کی ایک اور بات بھی ہو جائے۔ اگر آپ ایک اور انفارمیشن دے سکیں تو میں اس کی قیمت بھی ادا کر دوں گا۔ عمران نے رہتے ہیں کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی انفارمیشن" — گرانٹ نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے ایک ایسا آدمی چاہیے جو جزائر فرنی لینڈ اور اس کے گرد پھیلے ہوئے تمام جزیروں سے اچھی طرح واقف بھی ہو۔ اور اُسے رقم کی بھی ضرورت ہو" — عمران نے کہا۔

"ادھ ہاں۔ ایک ایسا آدمی ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ شراب نے اُسے مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔ اب وہ ایک زندہ لاش سے زیادہ نہیں ہے۔ لیکن اس کی ساری عمر اپنی جزیروں میں گزری ہے۔ وہ آپ کی رہنمائی تو کر سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ اور کسی کام نہیں آسکتا" — گرانٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس آدمی سے طوائف کی کتنی قیمت ہوگی" — عمران نے کہا۔

"آپ سام کوئل کے آدمی ہیں اس لئے آپ صرف پچاس ڈالرز دیکھیے" — گرانٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے غلطی سے کوئل کی اندرونی جیب میں ڈالڈالا اور پچاس ڈالڈالا ایک نوٹ نکال کر گرانٹ کی طرف بڑھا دیا۔ گرانٹ نے نوٹ اٹھایا اور اُسے

میز کی دراز میں ڈال کر اس نے ایک انٹرکام کارسیور اٹھایا۔ اور اس کا ایک نمبر پر یس کر دیا۔

"یس" — دو مہری طرف سے ایک مختصر سی آواز سنائی دی۔

"ٹیلیں اس وقت کہاں ہوگا" — گرانٹ نے پوچھا۔

"وہ جناب اپنے کیبن میں پڑا ہوگا" — دو مہری طرف سے جواب ملا۔

"اُسے میرے دفتر میں بھیج دو۔ اس کے لئے میں نے ایک کام تلاش کیا ہے" — گرانٹ نے کہا اور سیو رکھ دیا۔

"وہ ابھی آجائے گا لیکن اُسے ڈیل کرنا آپ کا اپنا کام ہوگا" —

گمرانٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔
چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور رقتہ بین والپس اندر آیا اس نے
آگے بڑھ کر کاغذ دوبارہ گمرانٹ کے سامنے رکھ دیا۔
”ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔“ گمرانٹ نے کہا۔ اور
رقتہ بین واپس چلا گیا۔

”پچاس لاکھ ڈالر۔“ گمرانٹ نے کاغذ اٹھا کر پڑھا۔ اور
پھر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور
پھر حیب میں لٹا دے ڈال کر اس نے ایک چیک بنا کر کاغذ نکالا۔ اور
اس پر رقم درج کر کے اس نے چیک گمرانٹ کی طرف بڑھا دیا۔
”سوری۔ میں نے نقد کی بات کی تھی۔“ گمرانٹ نے
منہ بناتے ہوئے سر ہلے میں کہا۔

”یہ نقد ہے مسٹر گمرانٹ۔ سنٹرل بینک آف ناماک کا گارنٹی چیک
عمران نے کہا تو گمرانٹ نے جلدی سے چیک اٹھایا۔ اُسے غور سے
دیکھنے لگا۔

”اوہ مسٹر ایرک۔ آپ نے تو واقعی مجھے حیران کر دیا ہے۔ سنٹرل
بینک آف ناماک کے گارنٹی شدہ۔ چیک کا تو میں سوچ بھی نہیں
سکتا تھا۔ ایسے چیک تو بگ گنز کو ہی جاری کئے جاتے ہیں۔“
گمرانٹ کے چہرے پر پہلی بار شدید تعجب کے آثار نمودار ہوئے
تھے۔
”بزنس از بزنس مسٹر گمرانٹ۔“ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ گمرانٹ نے چیک کو بڑی احتیاط سے طے
کر کے اپنی جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے دروازے
پر دستک ہوئی۔

”یس۔ کم ان۔“ گمرانٹ نے چونک کر کہا۔
دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مجبور سا بوڑھا لڑکھڑاتا ہوا
اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی کپڑا پرانا لباس تھا۔ ڈاڑھی
بڑھی ہوئی تھی۔ اور جیسے پرانی سرمدی چھائی ہوئی تھی جیسے واقعی
وہ صدیوں پہلے مرچکا ہو۔ آنکھیں بڑی طرح دھندلا سی گئیں۔
”یہ ہے ٹیلن۔“ گمرانٹ نے آنے والے کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے مجھے بلایا ہے مسٹر گمرانٹ۔“ بوڑھے نے
آنکھیں جھپکا جھپکا کر گمرانٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔
”یہ صاحب ہیں مسٹر ایرک۔ یہ تمہیں کوئی کام دینا چاہتے ہیں۔“
گمرانٹ نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
اور بوڑھا عمران کی طرف گھوم گیا۔ وہ اب اپنی دھندلائی ہوئی
آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”ٹیلن۔ کیا تم ایک لاکھ ڈالر کمانا چاہتے ہو۔“ عمران نے
ادبچی آواز میں کہا۔ اور ایک لاکھ ڈالر کے الفاظ سننے ہی بوڑھا اس
طرح اچھلا جیسے اس کے جسم کو ایک لاکھ دو لاکھ کا گمرانٹ لگ گیا ہو۔
اس کی دھندلائی ہوئی آنکھیں پوری طرح پھیل گئیں۔
”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا میرے کان بچ رہے ہیں۔“

ٹینس نے بوکھلائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔
”اور ساتھ ہی مفت شراب بھی جتنی تم پی سکو“۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ — یہ کیسے ممکن ہے۔“ ٹینس نے اس طرح جواب
دیا جیسے اس کا ذہن یک لخت مآؤف ہو گیا ہو۔
”تمہیں کیوں نہیں۔ یہ لوپکاس ڈالر اور تم ابھی جا کر اپنے کیسی میں
بیٹھو۔ جب ہمیں تمہاری ضرورت ہو گی تم ہمیں بلا لیں گے۔“
عمران نے کہا اور جیب سے پچاس ڈالر کا نوٹ نکال کر ٹینس کی طرف
بڑھا دیا۔ ٹینس نے اس طرح عمران کے ہاتھوں سے نوٹ جھپٹا۔
جیسے یہ نوٹ پچاس کی بجائے ایک لاکھ ڈالر کا ہو۔ اور پھر تیزی
سے واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اب اس کے قدم غصے
تیز ہو گئے تھے۔
”کیا واقعی تم اس کو ایک لاکھ ڈالر دو گے۔“ گرانٹ نے
ہونٹ چلبٹے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں مسٹر گرانٹ۔ میں اتنا احمق بزنس میں نہیں ہوں
میں نے اس بوڑھے کا اچار نہیں ڈالنا۔ صرف چند باتیں اس
سے پوچھنی ہیں اور اس کے بعد اس کا کام ختم۔ محاذِ مشہ میں نے
پہلے دے دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور گرانٹ نے اس طرح سر ہلایا جیسے عمران کی بات سن کر اسے غلہ
الطینان ہو گیا ہو۔

”اور کسے — آؤ میرے ساتھ تاکہ تمہیں سلائی دے دی

جائے۔“ گرانٹ نے اسٹتے ہوئے کہا۔
”کہاں جانا ہو گا۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔
”تمہیں میں سمندر میں ایسی جگہ لے جاؤں گا۔ جہاں تم بھرپور
نظروں سے بیچ کر کھسلائی لے سکو۔ سلائی دہاں پہنچ جائے گی۔ اور
اسے تمہارے حوالے کرنے کے بعد میں فارغ ہو جاؤں گا۔“
گرانٹ نے کہا۔

”تو پھر ایسا ہے کہ آپ ٹینس کو بھی وہیں پہنچانے کا انتظام کر دیجیے۔
یہ لیجیے اس کے پہنچانے کی قیمت۔“ عمران نے اٹھ کر کہا۔ اور
جیب سے پچاس ڈالر کا ایک اور نوٹ نکال کر اس نے گرانٹ کی
طرف بڑھا دیا۔

”دوسری گڈ۔“ آپ واقعی بزنس کرنا چلتے ہیں۔ گرانٹ
نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر میز کی طرف مڑ کر اس نے دوبارہ انٹرکام
کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر پریس کر دیا۔
”یس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹینس کو کسی زیر و سبٹ پر پہنچا دو۔ میں اپنے گاؤں کے ساتھ
وہیں جا رہا ہوں۔ رات میں کو کہہ دو کہ وہ مطلوبہ سلائی دہاں پہنچانے
کے فوری انتظامات کرے۔“ گرانٹ نے سخت لہجے میں کہا۔
اور رسیور رکھ دیا۔

”آیتے مسٹر ایرک۔“ گرانٹ نے دروازے کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔

مائیکل نے حیرت بھرے پہلے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ ایک تو یہ کہیں میرے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔
 میں تو اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ ٹرک کے جھگ سے اس کی وجہ سے
 آسانی سے گزر جائیں گے۔۔۔ تنزیہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 "یہ تو فولڈنگ کیبن ہے۔۔۔ یاد کی نے چونک کر کہا۔
 "فولڈنگ ہے۔۔۔ وہ کہنے۔۔۔ تنزیہ یاد کی کی بات سن
 کر داقہی چونک پڑا۔

ادریار کی مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے انہی کے نیچے
 بنے ہوئے ایک خانے میں ہاتھ ڈال کر کسی ہینڈل کو ایک جھٹکے
 سے کھینچا تو کیبن کی دیوار میں تیزی سے نیچے دھنسی گئیں اور اس پر
 موجود چھت کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھل گئی تھی۔ چند لمحوں بعد
 چھت بھی دیوار کی طرح اندر فاسب ہو گئی۔ ادرا ب لالچ بالکل عام
 لالچ جیسی ہو گئی تھی۔

"دیر کی گڈ۔۔۔ یہ اچھا سہم ہے۔۔۔ تنزیہ نے الجھنا
 کا ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "نماہی پنچہ یک ہمیں کتنے جزیروں کے قریب سے گزرنا
 پڑے گا۔۔۔ تنزیہ نے پوچھا۔

"باس۔ یہاں جھوٹے جھوٹے شمار جزیرے کھڑے ہوئے
 ہیں۔ اور یہ سارے جزیرے روئیڈو گم دوپ کے قبضے میں ہیں۔
 یہ تو اتفاق ہے کہ روئیڈو نے ہم سے ملاقات سب سے پہلے
 جزیرے میں کی اور مارا گیا۔ لیکن جیسے ہی اس کی موت کی اطلاع

بلیو ڈریگن لالچ انتہائی تیز رفتاری سے سمندر میں اڑنا
 جاری تھی۔ مائیکل نے اُسے درست کر لیا تھا۔ اور انہیں روئیں
 والے جزیرے سے چلے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔ کیبن
 کی تلاش کے باوجود تنزیہ کو کوئی ایسی چیز نہ ملی تھی جس سے وہ روئیں
 کے باقی ساتھیوں کو کنٹرول کر سکتا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر اُس
 کوئی ٹکسٹر فریکوئنسی والا ٹرانسمیٹر مل جاتا تو وہ روئیڈو کی آواز بہ
 پورے ٹریک کو ہدایات دے دیتا کہ لالچ کو نہ روکا جائے۔ کیا
 کیبن میں سوائے شراب کی بوتلوں کے اور کوئی چیز نہ ملی تھی۔
 لئے وہ واپس آکر خاموشی سے بیٹھ گیا تھا۔

"باس۔ آگے دو نمبر اجریہ آنے والا ہے۔ یہاں ہمیں لا
 روکا جائے گا۔۔۔ مائیکل نے اچانک مڑ کر کہا۔
 "کیسے روکا جائے گا۔۔۔ تنزیہ نے چونک کر پوچھا۔
 "لالچوں کے ذریعے۔۔۔ ادریہ لوگ کس طرح روک سکتے ہیں؟

گھیر لیا۔ اور تو میرے دیکھا کہ ان میں سے تین لاپنجوں میں باقاعدہ میزائل لاپنجر نصب تھے۔ اور ان پر سرخ رنگ کے بڑے بڑے میزائل بھی موجود تھے۔ باقی لاپنجوں پر مسلخ افراد تھے۔ ان سب نے سرخ رنگ کے جست لباس پہن رکھے تھے۔

”رگ جاؤ۔ ورنہ تمہاری لاپنچ اڑا دی جائے گی۔“ ایک لاپنچ میں کھڑے لمبے تڑنگے آدمی نے چیخ کر کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی چاروں طرف سے ان کی لاپنچ پر گولیوں کا میہنہ برسنے لگا۔ لیکن یہ گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزریں بغیر۔ مائیکل نے بے اختیار رانجن بند کر دیا۔ اور ساتھ ہی لاپنچ کو دو کٹے کے لئے ایک ہینڈل پھینچ لیا۔ لاپنچ کی رفتار میں یک لمخت نمایاں کمی ہوئی اور پھر وہ آہستہ ہوتے ہوتے رگ گئی۔

”خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔“ دوسرے لمحے آٹھ دس مسلخ افراد ان کی لاپنچ میں کود آئے۔ اور تو میر۔ یار کی اور مائیکل نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

”ان کا اسلحہ سمیٹ لو۔ اور نیچے دیکھو کوئی آدمی تو نہیں ہے۔“ لمبے تڑنگے آدمی نے چیخے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور ان میں سے چار تیزی سے میزھیاں اتر کر نیچے چلے گئے۔ ان کی لاپنچ کو ایک لاپنچ کے ساتھ ہک کر لیا گیا۔ اور پھر ان کی لاپنچ دوسری لاپنچ سے بندھی تیزی سے جزیروے کی طرف بڑھنے لگی۔

”پنچے کوئی آدمی نہیں ہے باس۔“ چند لمحوں بعد نیچے

ان جزیروں پر موجود اس کے گردپ کو ملے گی۔ یہ لوگ پاگلوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اس پورے علاقے پر ان کی مکمل حکومت ہے۔ اور اس گردپ کا کام بالکل بحری ڈاکوؤں جیسا ہے۔ یہ یہاں سے نکل کر دور کھلے سمندر میں جانے والے کسی بھی تجارتی جہاز پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور پھر جہاز میں موجود عورتیں ان جزیروں پر پہنچ جاتی ہیں۔ تمام مرد قتل کر دیئے جاتے ہیں اور جہاز کا تمام سامان بھی یہ لے اڑتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بحری جہاز کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح اس جہاز کا وجود ہی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ حکومت نے بڑا درد لگایا ہے کہ کسی طرح اس علاقے پر قبضہ کر لیا جائے۔

لیکن یہ لوگ بے حد چالاک ہیں۔ یہ پہلی کاپڑوں کو نیچے سے اڑا دیتے ہیں اور اگر حکومت ان جزیروں کی طرف کوئی لمبا ریڈ کرے تو یہ فوراً ان جزیروں کو خالی کر کے چھپ جاتے ہیں اور پھر مناسب

وقت پر سرکاری لاپنجوں کو نوٹے میں لے کر ان کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے اس لئے حکومت ایک لحاظ سے ان کے سامنے بے بس ہو چکی ہے۔ مائیکل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور تو میر نے سر ہلادیا۔

ابھی لاپنچ نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ دور سے ایک اور جزیروہ نظر آنے لگا۔ اور پھر جزیروے کی طرف سے ایک دھماکہ سنا دی۔ اور اس کے بعد میں پچیس تیز رفتار لاپنچیں جزیروے کی طرف سے آتی دکھائی دیں اور وہ باقاعدہ جنگی انداز میں پھیل کر ان کی لاپنچ کی طرف بڑھنے لگیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان لاپنجوں نے انہیں

اتر نے دسے مسلخ افراد نے ادب کر کہا۔ اور اس بلے تو گئے آدمی نے سر ہلادیا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔
 لالچ تھوڑی دیر بعد جزیروے کے ساحل تک پہنچ گئی۔
 ”نیچے اترو۔“ اس آدمی نے مشین گن کی ٹال سے انہیں نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے نیچے اترا۔ دس مسلخ افراد انہیں مشین گنوں سے گھیرے میں لے کر آگے بڑھنے لگے جب کہ باقی افراد ہیں رک گئے تھے۔ یہ جزیروہ بھی گھنے دندنوں سے بھرا ہوا تھا۔ کچھ آگے جانے کے بعد پہلے جزیروے کی طرح ایک بڑا سا چوکیہ نظر آنے لگا۔ اور پھر انہیں اس کیس کے اندر لے جایا گیا۔ دس مسلخ افراد ان کے ساتھ تھے۔ دہان چند کمسیاں پڑی ہوئی تھیں اور پھر اس بلے تو گئے آدمی کے حکم پر انہیں ان کرسیوں پر بٹھانے کے ساتھ پشت پر باندھ دیتے گئے۔ اور پھر وہ سب سوا۔ اس بلے تو گئے آدمی کے تیزی سے مرکز کیس سے باہر نکلے۔
 ”میں یار کی ڈیوک ہوں۔“ پارکی نے پہلی بار زبان کھولی۔
 ”ہمیں معلوم ہے۔ خاموش رہو۔“ اس بلے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں اُسے بھڑکتے ہوئے کہا۔ اور یار کی جو چاہا کہ خاموش ہو گئی۔
 انہیں اس طرح بیٹھے ہوئے تقریباً دس منٹ گزرے ہوئے گئے کہ کہیں کے دروازے سے ایک خوب صورت عورت

لباس تھا۔ کانہ سے مشین گن لگی ہوئی تھی اور وہ رنگت اور خدو خال کے لحاظ سے یونانی گنتی تھی۔

”تو تم لوگ جو جنہوں نے روئیڈ کو قتل کر دیا ہے۔“ عورت نے قریب آکر بڑے غور سے ان تینوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بلے حد سرد تھا۔

”روئیڈ وچلنج مارکر مرا ہے۔“ تنویر نے یک لخت بولتے ہوئے کہا۔

”کیا۔“ کیا کہہ رہے ہو۔ روئیڈ وچلنج مار گیا ہے۔“ عورت تنویر کی بات سن کر اس انداز میں بولی جیسے اُسے مر کر بھی اس بات کا یقین نہ آسکتا ہو۔

”میں درست کہہ رہا ہوں۔ لیکن وچلنج مارنے کے بعد اس نے بے ایمانی کرنے کی کوشش کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ اُسے اپنے سارے ساتھیوں سمیت جان سے ہاتھ دھوئے پڑے۔“ تنویر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔“ تو تم مجھے بتانا چاہتے ہو کہ تم روئیڈ وچلنج سے زیادہ طاقتور ہو۔ حالانکہ روئیڈ وچلنج خود کم از کم پچاس آدمیوں سے زیادہ طاقتور تھا۔ تم نے یقیناً چالاک سے اُسے مارا ہو گا۔ اور سن لو کہ میں روئیڈ وچلنج کا نائب مادام راگلی ہوں۔ روئیڈ وچلنج کی موت کے بعد اب اس گروپ کی قیادت میرے پاس آگئی ہے۔ اس لئے

”تم شدید غلط فہمی میں مبتلا ہو مادام راکلی موت زندگی کا مالک خدا ہے تم نہیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ جلد ہی تمہیں عملی طور پر بھی معلوم جائے گا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں یا تم۔ ویسے کیا تم یہ بات بتانا چاہو کہ وہی کہ تمہیں روئیٹڈ کی موت کے بارے میں کیسے علم ہوا۔ تو میرے نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اس انداز ایسا تھا جیسے دشمنوں کی بجائے دوستوں کی محفل میں بیٹھا گفتگو کر رہا ہو۔ جب کہ یار کی اور مائیکل دونوں کے چہرے موت کے خوف سے دھواں دھواں ہو رہے تھے۔

”ہمارے پاس انتہائی جدید سائنسی آلات موجود ہیں۔ روئیٹڈ کو ان آلات کی مدد سے یہیں نیٹھے چپک کیا گیا۔ اور پھر پورا جزیرے پر لاشیں ہی پڑی نظر آئیں۔ لیکن تم اس وقت تک دبا سے روانہ ہو چکے تھے۔ ورنہ شاید ہم تمہارا دہن خاتمہ کر دیتے۔ یہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اچھا ہوا۔ اس طرح تمہاری موت آسان ہوتی جو مجھے ساری عمر افسوس رہتا۔ اور اب میں نے تمہارے لئے ایسا موت تجویز کی ہے کہ روئیٹڈ کی روح یقیناً مطمئن ہو جائے گی۔ مادام راکلی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”دیکھو مادام راکلی۔ میری بات سنو۔ ہمیں نہ روئیٹڈ سے دشمنی تھی اور نہ تم سے۔ میں نے روئیٹڈ کو بھی یہی سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس کے موٹے دماغ میں کوئی بات ہی نہ آ رہی تھی۔ لئے وہ مارا گیا۔ لیکن تم مجھے اس کی نسبت کچھ عقلمند نظر آ رہی ہو لئے میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ ہمیں خاموشی سے آگے جانے دے

یاد رکھو تمہارا یہ پورا گروپ لاشوں کی صورت میں ان جزیروں پر بکھرا نظر آئے گا۔“ تنویر کا لہجہ ایک نعت بے حد سرد ہو گیا۔

”ادہ۔ تم انتہائی احمق آدمی ہو۔ جو اس حالت میں مجھے دھکیں دے رہے ہو۔ جب کہ میرے ایک اشارے پر تمہارا اجسم گولیوں سے چھلنی ہو سکتا ہے۔“ مادام راکلی نے انتہائی غیصے انداز میں پیر پٹختے ہوئے کہا۔

”میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے مادام راکلی۔ اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ اور اب جو کچھ ہو گا اس کی ذمہ داری تم پر ہو گی۔“ تنویر نے غیصے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے مادام راکلی نے اس کا مشورہ نہ مانا کہ شدید طاقت کا ثبوت دیا ہو۔

”سنو۔ میں تمہیں تمہاری موت کے متعلق تفصیل بتا دوں یہاں اس جزیرے میں ایک کافی بڑی بھیل ہے۔ قدرتی بھیل۔ اس میں ہم نے انتہائی خوف ناک اور آدم خور بھیلیاں پال رکھی ہیں۔ یہ بھیلیاں مزے لے لے کر انسان کا گوشت فوجی اور کھاتی ہیں۔ اور انسان ایسی موت مرتا ہے کہ اس کی روح بھی صدیوں تک بھلاتی رہتی ہے۔ میں نے تمہیں اور اس آدمی کے لئے یہی موت تجویز کی ہے۔ باقی رہی یہ لڑکی تو اسے ہم اس کے باپ ڈیوک کے حوالے کرنے سے پہلے اس سے لمبی رقم وصول کریں گے۔ اور یہ بھی سن لو کہ تم دونوں کے ساتھ اور پیر باندھ کر تمہیں اس بھیل میں ڈالا جائے گا۔“ مادام راکلی نے اس طرح مزے لے لے کر تفصیل بتانی شروع کر دی جیسے وہ اس تصور سے ہی لطف لے رہی ہو جب یہ خوفناک

آدم نور مچھلیاں تنویر اور مائیکل کا گوشت نوچیں گی اور تنویر سمجھ گیا کہ عورت فطری طور پر انتہائی اذیت پسند واقع ہوئی ہے۔

"ان مچھلیوں کی کتنی تعداد ہے اس پھیل میں۔" تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوچھا تو مادام راگلی بڑی طرح چونک پڑی۔ "کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔" مادام راگلی نے چہرے پر بے پناہ حیرت مٹی۔ اس کا شاید خیال تھا کہ اس خوفناک موت کی تفصیل سننے ہی تنویر رحم رحم بکا رہنا شروع کر دے گا لیکن تنویر اس طرح مچھلیوں کی تعداد پوچھ رہا تھا جیسے اس نے ان مچھلیوں پر ریسرچ کر لی ہو۔

"میں اس لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ اندازہ کر سکوں کہ تم سب کا گوشت کھانے کے لئے مچھلیوں کی مطلوبہ تعداد موجود ہے یا تمہاری لاشوں کو گوشت نوچیں گے۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "ادہ۔ تم باتو حد سے زیادہ احمق آدمی ہو یا پھر واقعی تم دنیا کے سب سے بے خوف آدمی ہو۔ ورنہ اس موت کا تصور کرتے ہی بڑے بڑے بہادر بے ہوش ہو جایا کرتے ہیں۔" مادام راگلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ تمہارے جیسے بہادر ہونے ہوں گے۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے لے چلو پھیل پر۔ میں دیکھتی ہوں اس کی بے خوفی کیے قائم رہتی ہے۔ اور سنو۔ اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کرے تو کوئی اس سے بھون ڈالنا۔" مادام راگلی نے بڑی طرح چختے ہوئے

کہیں میں موجود مسلخ افراد سے کہا۔ "کیا صرف اسے لے جاہے۔" اس بے تحاشے آدمی نے جو تقریباً تنویر کے سر پر کھڑا تھا پوچھا۔ "نہیں۔" تینوں کو لے چلو۔ پہلے اس کو پھیل میں دھکا دو۔ پھر اس کے ساتھی کو۔ یہ عیسوی فی الحال ان کا تماشا دیکھے گی۔" مادام راگلی نے جواب دیا۔

"چلو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تم تینوں۔" اس آدمی نے کمرنت لہجے میں کہا اور سب سے پہلے تنویر اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد مائیکل اور آخر میں یارگی اٹھی۔ مائیکل کا چہرہ اس طرح زرد ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام خون پھوڑ گیا ہو۔

اور پھر ان تینوں کو مائیکل گنز کے پہرے میں ایک طرف لے جایا جانے لگے۔ تنویر بڑے اطمینان سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا چل رہا تھا۔ اس کا اعزاز ایسا تھا جیسے وہ جرہے کے محل وقوع کا جائزہ لے رہا ہو۔ اس کے ساتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک کافی بڑی پھیل کے کنارے پہنچ گئے۔ ان کے دہان پہنچے ہی پھیل میں سے خوف ناک مچھلیوں نے اس طرح اچھلتا شروع کر دیا جیسے کسی بھوکے کومن بھانا شکار نظر آ گیا ہو۔ ان کی تعداد واقعی سینکڑوں پر مشتمل تھی۔ ان کی شکلیں بے حد کریہہ اور باہر کو نکلے ہوئے پارک بائیک دانت بے حد خوف ناک نظر آ رہے تھیں۔ وہ واقعی مچھلیوں کی کوئی نئی قسم تھی۔ تنویر۔ مائیکل اور یارگی کو پھیل کے کنارے پر لاکھ کھڑا کر دیا گیا۔

”دیکھ لیا تم نے۔ مچھلیاں کیسے تمہارے استقبال کے لئے
اچھل رہی ہیں۔“ مادام راکلی نے آگے بڑھ کر بڑے فاخرانہ
ہنجے میں کہا۔

اب تنویر کی پشت جھیل کی طرف تھی۔ اور اس کا منہ مادام راکلی
اور اس کے آدمیوں کی طرف تھا۔ وہ سب تعداد میں پچاس کے
قریب تھے۔ اور ان سب کے پاس میں مشین گنیں تھیں۔ لیکن
ان میں سے صرف دس افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ جبکہ
باقی افراد نے مشین گنیں اپنے کا نہ ہوں سے لٹکائی ہوئی تھیں۔
”اپنے خوب صورت شکار کو دیکھ کر خوش ہو رہی ہیں۔“

تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک لمبے
اس طرح اچھلا جیسے سبکی چمکتی ہے اور ایک جھپکنے میں وہ مادام راکلی
کو دونوں ہاتھوں پر اٹھائے تیزی سے گھوما۔ اور دوسرے
مادام راکلی اس کے بازوؤں میں دبی اس کے سینے سے لگی کھڑا
تھی۔ جب کہ تنویر کی اسی طرح جھیل کی طرف پشت تھی۔

”خبردار۔ اگر کسی نے فائرنگ کی تو میں اپنے ساتھ اس کو بھی۔
کہ جھیل میں کو دجاؤں گا۔“ تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے مادام راکلی
آدمیوں کو جیسے ہوش آگیا۔ انہوں نے جلدی سے مشین گنیں
کی ہی تھیں کہ تنویر تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔

”رگ جاؤ رگ جاؤ۔ سمت فائر کر دو۔“ مادام راکلی نے
بڑی طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھیوں نے ہوتے

پھیلے۔ کیونکہ فائرنگ کا نتیجہ بھی اس سے مختلف نہ نکلتا کہ مادام
راکلی بہر حال ہلاک ہو جاتی اور اگر تنویر مادام راکلی کو لے کر اسی طرح
پیچھے ہٹتا ہوا جھیل میں جا کر ماتب بھی خوف ناک مچھلیاں ان دونوں
کو کھا جاتیں۔

”دیکھو مادام راکلی۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میری قوم لوگوں سے
کوئی دشمنی نہیں ہے۔ روٹی دوا واقعی چیلنج میں شکست کھا کر مارا
گیا تھا۔ اس لئے فوراً فیصلہ کر لو۔ میں نے تو بہر حال مرنا ہی ہے
لیکن میں تمہیں بھی ساتھ لے مردوں گا۔“ تنویر نے انتہائی
تیز ہنجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم ہمارے
دشمن نہیں ہو۔ تم جا سکتے ہو۔ میں تمہیں کچھ نہ کہوں گی۔“ مادام راکلی
نے بڑی طرح ہکھلاتے ہوئے کہا۔ پہلے پہل اس نے تنویر کے
بازوؤں سے لٹکنے کے لئے لاشوری کو شش کی بھی لیکن ٹھکانا تو ایک
طرف وہ تنویر کے فولادی بازوؤں میں تڑپ بھی نہ سکی تھی۔

”مادام۔“ اس بلے تروٹھے آدمی نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے
کچھ کہنا چاہا۔

”خبردار مارٹی۔ تم سب لے میرا حکم ماننے کا حلف لیا ہوا ہے۔
اس لئے میں بہتر فیصلہ کر سکتی ہوں۔ کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔“
مادام راکلی شاید اس آدمی کا مطلب اس کے بولنے سے پہلے
ہی سمجھ گئی تھی۔
”ٹھیک ہے مادام۔ جیسے آپ کا حکم۔“ مارٹی نے

اُسی طرح ہونٹ پیچھے ہوئے کہا۔
 "تمہارے آدمی ہتھیار اپنے کانہوں سے لٹکا لیں اور مائیکل
 ادریار کی کے ہاتھ کھول کر ان دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک
 مشین گن دے دو۔ اور میں اسی طرح تمہیں لئے ہوئے لاپنچ پر
 جاؤں گا۔ اور اس کے بعد تمہاری ایک خالی لاپنچ ہمارے ساتھ
 جائے گی جب ہم محفوظ جگہ پہنچ جائیں گے تو ہم تمہیں اس خالی لاپنچ
 پر واپس بھیج دیں گے دیے اپنے اطمینان کے لئے تم نے شک
 خالی ہاتھ دو آدمیوں کو ساتھ لے سکتی ہو۔" تنویر نے فوراً ہر
 کہا۔

"جیسے ہی یہ کہہ رہا ہے۔ دیے ہی کرو۔ واقعی ہم خواہ مخواہ
 الجھ رہے تھے۔ ماریٹم اور جیک میرے ساتھ جاؤ گے۔"
 مادام نے فوراً ہی پیچھے ہونے کہا۔ اور پھر اس کے حکم کی تعمیل
 شروع ہو گئی۔ مائیکل ادریار کی دونوں کے نہ صرف ہاتھ کھول دیے
 گئے بلکہ انہیں ایک ایک مشین گن بھی دے دی گئی۔ اور اس
 کے بعد وہ دونوں مشین گنیں اٹھائے تنویر اور مادام راہلی کے
 آگے پیچھے چلتے ہوئے اس طرف کو بڑھنے لگے جہاں ان کی
 لاپنچ موجود تھی۔ باقی افراد ہونٹ کاٹتے ہوئے اس طرح ساتھ جا
 رہے تھے جیسے جلوس جا رہا ہو۔ مادام راہلی اُسی طرح تنویر کے
 سینے سے لگی ہوئی تھی۔ جب کہ یار کی دو قدم آگے چل رہی تھی وہ
 مائیکل تنویر کی پشت سے پشت ملائے اٹے قدم اٹھاتا چل رہا تھا
 تاکہ عقب سے تنویر کو گولی نہ ماری جاسکے۔

تھوڑی دیر بعد وہ کنارے پر پہنچ گئے۔ اور تنویر مادام راہلی
 سمیت تیزی سے اپنی لاپنچ پر سوار ہو گیا۔
 "مائیکل — یہاں موجود تمام لاپنچوں کے شارٹنگ سوئچ کھول
 کر سمندر میں پھینک دو۔ صرف ایک لاپنچ رہنے دینا جو ساتھ جائے
 گی۔ تاکہ یہ ہمارا فوری طور پر تعاقب نہ کر سکیں۔" تنویر نے
 تیز لہجے میں کہا۔

ادر مائیکل نے جلد ہی سے ایک ایک لاپنچ پر جا کر اس کے
 شارٹنگ سوئچ کھول کھول کر سمندر میں پھینکنے شروع کر دیے
 وہ ایک جھٹکے سے سوئچ راڈ پھینچا اور پھر اسے سمندر میں اچھال
 دیا۔ وہاں بس کے قریب لاپنچ تھیں۔ اور مائیکل نے تھوڑی دیر
 میں انیس لاپنچوں کو بیکار کر دیا۔ پچاس مسلح افراد ساحل پر بے بس
 کھڑے یہ ہمتا نہ دیکھ رہے تھے۔ ان سب کے چہرے بگڑے
 ہوئے تھے لیکن وہ اپنے حلف کی وجہ سے مجبور تھے۔ انہیں معلوم
 تھا کہ حلف توڑنے کا نتیجہ موت کے سوا اور نہ نکل سکتا تھا۔ کیونکہ
 جوائنم پیشہ لوگ اپنے حلف کی پاسداری اپنی جان سے بھی زیادہ
 عزیز رکھتے ہیں۔

مائیکل نے صبح لاپنچ کو اپنی لاپنچ کے پیچھے ہٹ کیا اور پھر اپنی
 لاپنچ چلا دی۔ وہ دونوں آدمی دوسری لاپنچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔
 ادریار کی نے مشین گن کا رخ ان دونوں کی طرف کیا ہوا تھا۔ جب
 کہ لاپنچ کے ساحل سے کچھ دور بیٹھے ہی تنویر نے اس طرح مادام
 راہلی کو ایک کرسی کی طرف دھکیل دیا جیسے اس نے انتہائی مکروہ

چیز کو مجبوراً بازوؤں میں لے رکھا تھا۔ اس کے پہرے پر شدید نفرت کے آثار ابھرتے تھے۔

"تم میری توقع سے بہت زیادہ ذہین ہو۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم نے واقعی روئینڈ کو شکست دے دی ہو گی۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کیسے کھول لیں۔ مادام راکلی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"متہارے آدمی اس محلے میں بے حد اناٹھی ہیں۔ ایسی گانڈ تو ایک بچہ بھی آسانی سے کھول سکتا تھا۔ مجھے صرف موقع چاہیئے تھا۔ اور پھیل کی طرف جیسے ہی میری پشت ہوئی میں نے ایک لمحے میں گانڈ کھول لی۔" تنویر نے سپاٹ ہلچے میں جواب دیا اب لاپنج جزیہ سے کافی دور آچکی تھی۔

"او۔ کے مائیکل۔ اب لاپنج روک دو۔ اور سنو مادام راکلی اب اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو واقعی تم سب کی لاشیں پھیلایا کھائیں گی۔" تنویر نے کہا۔ اور مائیکل نے لاپنج کی رہنمائی آہستہ کنفی شروع کر دی۔ تنویر ڈیویر بعد لاپنج رک گئی۔

"جاؤ مادام اپنی لاپنج پر۔" تنویر نے کہا۔ اور مادام جلدی سے اٹھ کر اپنی لاپنج کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر اور یار کی دونوں کے ہاتھوں میں اب خشن گئیں موجود تھیں۔ جب کہ مائیکل سٹیرنگ پر کھڑا تھا۔ مائیکل نے دوسری لاپنج کا ہب کھول دیا تھا اور پھر جیسے ہی مادام اسی لاپنج پر پہنچی۔ مارٹی نے لاپنج کا انجن سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے لاپنج تیزی سے

مڑی اور انتہائی تیز رفتار سی سے جزیہ سے کی طرف بڑھنے لگی۔ "مائیکل۔ جلدی سے سارا اسلحہ دائرہ پروف تھیلوں میں ڈالو۔ اور غوطہ خوری کے لباس پہن لو۔ ہمیں فوراً اس لاپنج سے اتر کر واپس جزیہ سے پر جانا ہو گا۔ جلدی کرو۔ ہری اپ۔" لاپنج کے دور ہوتے ہی تنویر نے حرج کر کہا۔ "کیوں کیوں۔" یار کی اور مائیکل دونوں نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ابھی پوری قوت سے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ان کے پاس جدید ترین اسلحہ ہے۔ جلدی کرو۔ ہری اپ۔ مادام کے جزیہ سے پر پہنچنے سے پہلے پہلے ہمیں اس لاپنج سے دور نکل جانا ہے۔" تنویر نے کہا۔

اور مائیکل اور یار کی دونوں بکلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں انہوں نے اپنے ساتھ لایا ہوا اسلحہ مخصوص دائرہ پروف تھیلوں میں سپک کر لیا۔ اس کے بعد ان تینوں نے غوطہ خوری کا جدید ترین لباس پہنا اور اس کے بعد وہ یکے بعد دیگرے سمندر میں اترتے گئے۔ لاپنج لہروں کی روانی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

"جزیہ سے کی اس سمت چلو جو اس حصے کی عقبی طرف ہے۔ جہاں ان کی لاپنجیں موجود تھیں۔" تنویر نے منہ پر چڑھے ہوئے مخصوص کلفٹوپ کے اندر گئے ہوئے ٹرانسمیٹر پر کہا۔ اور پھر وہ سمندر کے اندر کافی گہرائی میں انتہائی تیز رفتاری سے تیرتے ہوئے

جزیرے کی طرف بڑھنے لگے۔ تھیلے انہوں نے اپنی اپنی پشت لاد رکھے تھے۔ کیونکہ غوطہ خوری کے اس جدید لباس میں آکسیجن کے سلنڈر پشت پر لادنے نہ پڑتے تھے بلکہ شیشے کے اس کنڈوپ کے اندر ایک جدید ترین آلہ موجود تھا۔ جو سمندر کے پانی سے آکسیجن علیحدہ کر کے ان تک پہنچا دیتا تھا۔ اس طرح وہ طویل عرصے تک سمندر کے اندر رہ سکتے تھے۔ لیکن بہر حال اس کی بھی ایک حد مقرر تھی۔ کیونکہ اس کے بعد اس پر نہ رے کی مخصوص بیٹری ختم ہو جاتی تھی۔ جسے تبدیل کرنا پڑتا تھا۔ وہ پانی کے اندر تیزی سے تیرتے ہوئے جزیرے کی طرف بڑھے جا رہے تھے کہ یک لحظ انہیں سطح کے اوپر تیز روشنی سی محسوس ہوئی۔ اور وہ تینوں ہی تیزی سے سطح کی طرف آئے انہوں نے صرف اپنے سر و ذرا سے سطح سے باہر نکالے تھے۔ اور دوسرے لمحے دور اپنی لاپنج کے بکھرے ہوئے پر نہ رے انہیں سمندر میں تیرتے دکھائی دیئے۔ ہر پر نہ رے آگ کا شعلہ بنا ہوا تھا۔ اور یہ شعلے کافی وسیع دائرے میں پھیلے ہوئے سطح سمندر پر جل رہے تھے۔

”باس۔ آپ نے واقعی صحیح سوچا تھا۔ اگر ہم لاپنج میں غوطہ تو ہمارے جسم بھی اس طرح پر نہ ریں میں بکھرے جل رہے ہوتے تو زیر کے کالوں میں مائیکل کی آواز پڑی۔

”میں نے اس مادام کا یہ فقرہ سن لیا تھا کہ اگر ہم پہلے جزیرے سے روانہ نہ ہو چکے ہوتے تو وہ دیں اپنے جزیرے سے

ہمیں مار ڈالتی۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور بعد تینوں تیزی سے سمندر کے اندر تیرتے ہوئے جزیرے کی طرف بڑھنے لگے۔ ٹھوڑی دیر بعد وہ جزیرے تک پہنچ گئے۔ لیکن وہ گھوم کر اس طرف پہنچے تھے جس طرف وہ آدم خور پھیلوں والی جھیل تھی۔ اس طرف کا ساحل سسناں پڑا ہوا تھا۔ وہ تینوں جلدی سے اوپر چڑھے اور پھر تنویر نے اپنا لباس اتار کر ایک غار میں چھپا دیا۔ یار کی اور مائیکل نے بھی اس کی پیروی کی۔

”مشین مگن اور میزائل گن بھی لے لو۔ جیلوں میں ٹاسک بم بھی ڈال لو۔ اور سنو۔ تم دونوں نے پھل کر دہشتوں میں کسی مناسب جگہ پر چھپ جانا ہے۔ میں اکیلا آگے جاؤں گا۔ اگر تمہاری طرف لوگ آئیں تو تم نے ان کا غماخہ کرنا ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ جاؤں گی سکاٹ بلوٹی۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس مادام کے سینے میں گولیاں اتارنا چاہتی ہوں۔“ یار کی نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

”اور۔۔۔ تم فدیہ ہی ہو اور مجھے معلوم ہے کہ تم اپنا فیصلہ نہ بدلو گی۔ ٹھیک ہے۔ پھر ہم تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ سب یقیناً اس کہیں کے آس پاس ہوں گے۔ اور ہو سکتا ہے ہماری موت کا جشن منا رہے ہوں۔“ تنویر نے کہا۔ اور اس کے بعد وہ اس غار سے نکلے اور تیزی سے اوپر والی سطح پر آ گئے۔ اس کے بعد وہ تینوں جھگی نوگو شول کے انداز میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے کہ اچانک تنویر کے عقب میں مشین گنی ٹوٹ پڑی۔

”وہ آ رہا ہے باس۔“ آنے والے نوجوان نے ہم کو کہا۔
 اور چند لمحوں بعد ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ دو قیامت آدمی تھا۔
 جس کے ہڈاگ منہ چہرے پر دمنوں کے بے شمار نشانات تھے۔
 ”یس باس۔“ آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”سنہ سکاٹ۔ تم تین لاپنج لے کر بلیک ٹریک کے فرسٹ
 ٹرن پر پہنچ جاؤ۔ دہاں سے ایک آبیٹ سکاٹ بلوٹی ہم پر حملہ کرنے
 کے لئے آ رہا ہے۔ اور گو مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ روئیٹڈ وکی
 نائب مادام راکلی نے ان کی لاپنج میزائل سے اڑا دی ہے۔ لیکن
 انہوں نے روئیٹڈ کو قتل کر دیا تھا۔ اور جو آدمی روئیٹڈ کو قتل کر
 سکتا ہے وہ اس مادام جیسی عورت کے بس کا روگ نہیں ہو سکتا۔
 اس لئے ہو سکتا ہے کہ مادام غلط بیانی کر رہی ہو اور یہ آدمی اچانک
 ہمارے سمروں پر آپہنچے۔ یہ لوگ ایک لاپنج میں ہوں گے۔ اس کے
 ساتھ ایک عورت یارکی ڈیوک اور ایک آدمی ٹیکل گرن بھی جو گا۔
 بہر حال ادھر سے جو بھی آئے اُسے تم نے ختم کرنا ہے۔ اور ان کی
 لاشیں تم نے میرے سامنے پیش کرنی ہیں۔ پورا ایک ہفتہ تم نے
 دہاں سختی سے نگرانی کرنی ہے۔ اپنے گروپ کو لے جانا۔ اور ساتھ
 ہی اسلحہ بھی۔ اور زیر دون ٹرانسمیٹر بھی۔ تاکہ تم سے رابطہ رہ سکے۔
 اور سنو۔ میں ناکامی کا لفظ ہرگز نہ سنوں۔“ لی ساک نے انتہائی
 غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ادھر سے پوری فوج آجائے تب
 بھی وہ سکاٹ سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔“ دھچکا مت سکاٹ نے

اور اس کے ساتھ ہی ایک طویل درد بھری انسانی چیخ نشانی دی۔ اور
 تو یہ بوکھلا کر چہچہے مڑا ہی تھا کہ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے پورا جہیز
 مٹین گنوں کی فائرنگ سے ایک لخت گونج اٹھا ہو۔ اور اس مشن میں
 شاید وہ پہلی بار بری طرح بوکھلائے پر مجبور ہو گیا۔



لی ساک یاگوں کے سے انداز میں چوٹی کیس کے اندر ٹپٹ
 رہا تھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تھکایا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے
 شیط سے نکل رہے تھے۔ اُسے جوزف کی موت کی اطلاع مل چکی
 تھی۔ کاش۔ میں یہاں سے نکل سکتا تو میں دیکھتا کہ یہ لوگ کس طرح
 اپنی گردنیں بچا سکتے ہیں۔ لی ساک نے مٹیاں پھینچتے ہوئے
 کہا۔

”اُسی لمحے کیس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
 ”یس باس۔ آپ نے مجھے بلایا تھا۔“ نوجوان نے
 اندر آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”وہ سکاٹ یہاں ہے۔ وہ کیوں نہیں آیا تمہارے ساتھ۔“
 لی ساک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

نے کہا۔

"نہیں۔ تم سے جو کہا جا رہا ہے وہ کر دو۔ مجھے معلوم ہے کہ جزیرہ ٹافوین تم آسانی سے کام کر سکتے ہو۔ لیکن وہ لوگ بے حد ہوشیار اور چالاک ہیں۔ جو زنت کی موت کے بعد وہ ایک لمحہ بھی دہان نہ کریں گے۔ اس لئے دہان جا کر وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" لی ساک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ لیکن باس اگر دہان سے انہوں نے یہاں آنے کے لئے کوئی لاپرواہی وغیرہ خریدنی ہوگی تو وہ لازماً گرانٹ سے بات کریں گے۔ اسلحہ وغیرہ کی سپلائی جزیرہ ٹافوین اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر اُسے ٹوٹل لیا جائے تو شاید ان لوگوں کا کوئی کیول مل جائے۔ اس طرح ہم ان کی طرف سے پوری طرح باخبر رہیں۔" سموئل نے کہا۔

"ادھ۔ دہان۔ تم نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ یہ لوگ رابرٹ برمن کے ساتھ ایک چار ٹریڈ ٹیڈر سے پر جزیرہ ٹافوین پہنچے ہیں۔ پھر جو زنت نے راگ کو ان سے علیحدہ کر کے ان پر حملہ کیا لیکن اس کے دو آدمی بھی مارے گئے اور جو زنت بھی دفر میں مارا گیا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ لاپرواہی اور اسلحہ کسی صورت ساتھ نہ لائے گئے۔ یہ چیزیں وہ لازماً جزیرہ ٹافوین سے ہی حاصل کریں گے۔ اور دہان جدید ترین اسلحہ اور لاپرواہی وغیرہ کی فوری سپلائی واقعی گرانٹ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں۔ تم بہر حال گودپے کے اپنے پوائنٹ پر پہنچو۔ زیر و دون ٹرانسمیٹر

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تھے۔ جاؤ۔ ٹافوین سے مسلسل رابطہ رکھنا۔" لی ساک نے کہا۔ اور اسکاٹ سر جھکا کر مڑا اور واپس چلا گیا۔

"سموئل۔ تم ایسا کر دو کہ اپنے پورے گودپے کو لے کر جزیرہ ٹافوین کی طرف سے آنے والے راستے کی مکمل طور پر کنٹرول کر دو۔ جزیرہ ٹافوین ہمارا ایکٹ جو زنت مارا جا چکا ہے۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد دہان سے غائب ہو چکے ہیں۔ وہ یقیناً اب دہان سے جزیرہ ٹافوین پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اور سنو چاہے وہ لاپرواہی پر آئیں یا بحری جہاز پر۔ پہلی کا پٹر پر آئیں یا کسی ٹیڈر سے۔ تم نے ہر آنے والے کو بغیر وارننگ دینے تیار کر دینا ہے۔ مکمل اور انتہائی سخت نگرانی اور یہ حکم آئندہ ایک ہفتے تک برقرار رہے گا۔ کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔" لی ساک نے پہلے آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔" سموئل نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر واپس مڑتے مڑتے وہ رک گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن کسی وجہ سے کہہ نہ پا رہا ہو۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کر دو۔" لی ساک نے کہا۔

"باس۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں اپنے گودپے کو یہیں چھوڑ کر جزیرہ ٹافوین پہنچ جاؤں۔ میں انہیں دہان نہ صرف ڈھونڈ نکالوں گا بلکہ ان کا خاتمہ بھی آسانی سے کر دوں گا۔" سموئل

ساتھ لے جانا۔ اور ٹامی سے مسلسل رابطہ رکھنا۔ میں نے ٹامی کو ہدایات دے دی ہیں۔ البتہ ضرورت پڑنے پر ہم براہ راست مجھ سے بھی بات کر سکتے ہوں۔ لی ساک نے کہا۔

اور مومکلی سسر ملتا ہوا واپس مر گیا۔

لی ساک تیزی سے ایک طرف دیکھی جو فی مینز کی طرف بڑھا۔ اس نے اس پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

”جارج کو پوائنٹ ڈن پر بھیجو“۔ لی ساک نے رسیور اٹھاتے

ہی کہا۔ اور پھر بغیر دوسری طرف سے کوئی بات سننے اس نے رسیور

رکھ دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر کیمین میں

ٹھلنا شروع کر دیا۔ وہ گرانٹ کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اُسے معلوم

تھا کہ گرانٹ خالص کاروباری آدمی ہے۔ اور وہ کبھی بھی اپنا بزنس

سیکرٹ لیک آؤٹ نہ کرے گا۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ

سوچ رہا تھا۔ جس سے گرانٹ سے فوری طور پر اپنے مطلب کی

معلومات اُگوا سکے۔ اور پھر اچانک اُسے پاؤڈر کا خیال آگیا۔ پاؤڈر

اس کے پاس آنے سے پہلے گرانٹ کے ساتھ دہشتی تھی اور پاؤڈر

گرانٹ کے مزاج میں کافی دیشل تھی۔

”ٹھیک ہے۔ پاؤڈر اس سے یقیناً معلومات اُگوا لے گی۔“

لی ساک نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے کیمین کے دروازے سے ایک آدمی اندر داخل

ہوا۔

”کم آن جارج۔۔۔ یہ بتاؤ اس کانڈر حادثہ کی اب کیا پوزیشن ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم پر ہر طرف سے دباؤ بڑھتا جا رہا ہے اور ہم ایک لحاظ سے بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ادھر یہودیوں کی بین الاقوامی تنظیم جس کے تحت ہم سب تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ فوری طور پر کانڈر حادثہ سے حاصل کردہ معلومات مانگ رہے ہیں اور ہم ہو کہ اُسے بیمار بنا کر رکھے ہو گئے ہو۔“ لی ساک نے تلخ لہجے میں کہا۔

”باس۔ اب صورت حال تیزی سے بدل رہی ہے۔ کانڈر حادثہ میری توقع سے زیادہ تیزی سے ٹھیک ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے باس اب صرف دو روز بعد آپ اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ میں خود آپ کو یہ اطلاع دینا چاہتا تھا کہ آپ نے کال کر لیا۔“ جارج نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ بلکہ اور زیادہ تیزی دکھاؤ۔“

لی ساک نے کہا۔

”یس باس۔ میں تو پوری کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے خود

احساس ہے کہ کانڈر حادثہ سے جس قدر جلد معلومات حاصل ہو

سکیں۔ اتنا ہی ہم سب کے لئے بہتر ہے۔“ جارج نے

کہا۔

”اور کے۔ بہر حال تم نے خوش خبری سنائی ہے۔ گڈ

نیوز۔“ لی ساک نے کہا۔ اور جارج سلام کر کے واپس مر

گیا۔ لی ساک نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک

نمبر پریس کر دیا۔

”پاڈلا کو پوائنٹ دن پریچ دو۔ جلد ہی۔“ لی ساک نے کہا اور سیور رکھ دیا۔ جارج کی بات سن کر اس کے چہرے پر طعنے اعلیٰ انسان کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اس لئے وہ ٹپٹنے لگی بجائے کسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازے سے دہی سنہرے بالوں والی خوب صورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔
”آڈ پاڈلا ریٹھو“۔ لی ساک نے اُسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب تمہیں پاڈلا کی یاد آئی ہے۔ اس دن شراب پلا کر گئے ہو تو آج تم نے بلایا ہے۔“ پاڈلا نے بڑے نادانانہ سے ہنسنے میں کہا۔ اور لی ساک کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”تمہیں معلوم تو ہے پاڈلا کہ اس کمانڈر حادثہ والے مشن نے ہم سب کو بے حد غصہ میں ڈالا ہو اس لئے اگر وہ بیمار نہ ہوتا تو اب تک ہم اس سے معلومات حاصل کر کے فارغ ہو چکے ہوتے۔ لیکن اب اس سے معلومات بھی حاصل نہیں ہو رہیں۔ اور ادھر سے انتہائی شاطر اور عیار ایجنٹ کمانڈر حادثہ کو برآمد کرانے کی غرض سے مسلسل کام کر رہے ہیں۔ اور باوجود کوششوں کے اب تک ہم انہیں رد کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے۔“

لی ساک نے جواب میں باقاعدہ ایک تقریر کر ڈالی۔
”اوہ۔۔۔ واقعی تم اب سمجھتے ہوئے ہو۔ آئی۔ ایم۔ سو ری لی ساک

پاڈلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور لی ساک منہں پڑا۔

”اب تمہاری صلاحیتوں کو بھی میں نے چیک کرنا ہے۔ اس لئے تمہیں بلایا ہے۔“ لی ساک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہیں میری صلاحیتوں میں ابھی تک شک ہے۔“ پاڈلا نے ایک بار پھر دوشٹے ہوئے کہا۔ اور لی ساک قہقہہ مار کر منہں پڑا۔

”ارے۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ سو باکیٹا سیکرٹ سمر دس کا ایک گروپ کمانڈر حادثہ کو برآمد کرنے کے لئے چلا ہوا ہے۔ میں نے انہیں ناراک میں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ فرینک کی انتہائی شاندار پلاننگ کو حیرت انگیز طور پر فیل کر کے جزیرہ ٹافو پہنچے ہیں کامیاب ہو گئے۔ یہاں جوزف نے انہیں روکنے کی کوشش کی۔ لیکن جوزف مارا گیا۔ اور اب یقیناً ان کا اگلا

ٹارگٹ جزیرہ ٹارچن ہوگا۔ ان کا لیڈر ایک آدمی علی حسران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ اس کے ساتھ دو مرد اور ایک عورت ہے۔ جزیرہ ٹافو سے یہ لازماً اسلحہ اور ہوسکتا ہے لاپنج وغیرہ حاصل کریں۔ کیونکہ وہ یہ چیزیں اتنی دور سے ساتھ نہیں لے آ سکتے۔ اور لامحالہ انہوں نے یہ چیزیں جزیرہ ٹافو میں گرانٹ سے حاصل کی ہوں گی۔ اگر گرانٹ ہمیں تفصیل بتا دے تو ان لوگوں کو پکڑنے کا مارنے میں ہمیں بے حد آسانی ہو جائے گی۔ لیکن تم جانتی ہو کہ گرانٹ سخت قسم کا کاروباری آدمی ہے۔

اس کی بوٹیاں بھی اٹا دو تب بھی وہ بزنس سیکرٹ لسک آؤٹ نہیں کرے گا۔" لی ساک نے کہا۔
 "تو تمہارا مطلب ہے کہ میں گرانٹ سے یہ معلومات حاصل کروں۔" پاڈلا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "ہاں میرا یہی مطلب ہے۔" لی ساک نے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں آج ہی جزیروہ ٹا فوجلی جاتی ہوں۔ اور اس سے معلومات حاصل کر آتی ہوں۔" پاڈلا نے کہا۔
 "اے نہیں۔ اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہاں سے ٹیلی فون پر بات کرو۔ اس سے۔ میں دائر لیس ٹیلی فون منگواتا ہوں۔ لی ساک نے کہا۔
 "اور کسے منگواؤ۔ میں کوشش کرتی ہوں۔" پاڈلا نے کہا اور لی ساک نے انٹر کام پر لاگ ریج دائر لیس فون پیس بھیجنے کا حکم دے دیا۔
 "تھوڑی دیر بعد دائر لیس فون پیس پہنچ گیا۔ تو پاڈلا نے جلدی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 "یس۔ سی دیو کلب۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
 "گرانٹ سے بات کراؤ۔ میں پاڈلا بول رہی ہوں۔" پاڈلا نے تیز بلجے میں کہا۔
 "اوہ۔ مس پاڈلا۔ ہاں تو سچلائی دینے کے لئے گئے ہیں۔" دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"جہاں بھی ہو اس سے بات کراؤ فوراً۔" پاڈلا نے پھرے ہوئے بلجے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ آپ ہو لڈ آن کریں۔ میں ٹرائی کرتا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور تقریباً دو منٹ کی خاموشی کے بعد رسیور پر گرانٹ کی آواز ابھری۔
 "کہاں سے بول رہی ہو پاڈلا۔" گرانٹ کا اچھا خاصا روانہ تھا۔
 "تمہیں کاروبار سے فرصت ملے گی تو تمہیں پاڈلا بھی یاد آئے گی۔ میں مردوں یا جیوں تمہاری بلا سے۔" پاڈلا نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔
 "اے اے۔ اتنی ناراضگی۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم تفریح کے لئے ساؤتھ لیٹھ گئی ہو۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ کہو آخریت ہے۔ گرانٹ نے جلدی سے معذرت بھرے بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کہاں آخریت ہے۔ تمہارا یہی بزنس میرے لئے عذاب بن چکا ہے۔ میں ایک خوف ناک گروپ کے قیفے میں ہوں۔ اور اس نے میری رہائی کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ گرانٹ یہ بتائے کہ اس نے آجکل جس پارٹی کو مال سپلائی کیلئے ہے۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں۔ پلینز گرانٹ۔ میں تمہارے لئے تروپ رہی ہوں۔" پاڈلا نے کہا۔
 "اوہ۔ تمہارے لئے تو میں سارے اصول توڑ سکتا ہوں۔ لیکن

”اوسکے گرانٹ۔ میں دو روز بعد پہنچ جاؤں گی۔ اور پھر خوب باتیں ہوں گی۔“ پاڈلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس بند کیا اور پھر ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

”دیکھیں میری صلاحیتیں۔“ پاڈلا نے فاختانہ انداز میں کہا۔
”کمال کر دیا پاڈلا تم نے۔ اس بچہ کو چونک لگا دی۔ بہر حال اب میں ان کا غامۃ بالیجر کروں گا۔“ لی ساک نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اگلے
کمر اس نے ایک الماری سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اُسے میز پر
لا کر رکھا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا۔ تو ٹرانسمیٹر سے
ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ لی ساک کا ٹانگ ادور۔“ لی ساک نے بار بار
یہ فقرہ دوہراتا شروع کر دیا۔

”یس۔۔۔ مالک اسٹڈنگ ادور۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے
ایک آواز ابھری۔

”مالکم۔ لمبی رقم کما سکتے ہو۔ بولو تیار ہو ادور۔“ لی ساک نے
کہا۔

”بالکل تیار ہوں۔ جہاں لمبی رقم کی بات ہو دماغ مالکم کیسے پیچھے ہٹ
سکتا ہے ادور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تین مردوں اور ایک عورت کا گروپ ابھی جزیرہ ٹافو میں موجود ہے۔
اس نے میرے ایجنٹ جوزف کو قتل کر دیا ہے۔ اور اب وہ گرانٹ

میں نے ان دونوں کی پارٹیوں کو مختلف قسم کا مال سپلائی کیا ہے۔
گرانٹ نے جواب دیا۔

”اے دہ پارٹی جس میں تین مرد اور ایک عورت ہے۔ شاید
انہوں نے جدید قسم کا اسلحہ وغیرہ اور لائسنس لی ہوگی۔“ پاڈلا نے
جلدی سے کہا۔

”اوہ۔ ایرک کی بات کر رہے ہو۔ یہاں میں نے اُسے ڈی ایکس
لائسنس بھی فروخت کی ہے۔ اور جدید اسلحہ بھی۔ لیکن تم کس گم دپ کی
بات کر رہی ہو۔“ گرانٹ نے کہا۔

”اس اسلحے کی تفصیل بتا دو۔ پلیز گرانٹ۔“ پاڈلا نے جلدی
سے کہا۔

”اچھا اگر تمہاری جان عذاب سے بچھتی ہے تو بتا دیتا ہوں۔“
گرانٹ نے کہا۔ اور پھر اس نے اسلحے کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔

لی ساک خاموشی سے ساتھ بیٹھا اس ربا تھا۔ اس کے چہرے پر چمک
نکھتی۔ سٹکریہ گرانٹ۔ یہ مال کب سپلائی کیا ہے تم نے۔
پاڈلا نے کہا۔

”ابھی ایک گھنٹہ پہلے۔ اور ماں سٹو۔ وہ کوئی بہت بڑی پارٹی
ہے۔ اے ماں۔ وہ اس بوڑھے ٹیپس سے بھی جزائر کے بارے

میں معلومات خرید رہے ہیں۔ اس شرابی ٹیپس سے۔ میرا خیال ہے۔
وہ ان جزائر میں کوئی خاص قسم کی واردات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مجھے

سے کیا میرا تعلق تو صرف بزنس سے ہے۔“ گرانٹ نے

سے ڈی۔ ایکس لپنچ اور جدید ترین اسلحہ خرید کر جزیرہ ٹاجن آجاتا ہے
ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم ان کا خاتمہ کر دو۔ بولو کتنی رقم لو گے اور۔
لی ساک نے کہا۔

"اور۔ تو جوزف کو اس گردپ نے قتل کیا ہے اور۔" مالکم
کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ دیسے یہ انتہائی خطرناک گردپ ہے۔ لیکن میں مہارسی
صلاحیتوں سے واقف ہوں۔ تم شکار ہی کتے کی طرح نہ صرف ان کا
کھوج لگا لو گے بلکہ اگر چاہو تو ان پر قیامت بن کر بھی ٹوٹ کتے ہو۔
ان کے لیڈر کا نام ایک کسانے آیا ہے۔ چلے نہیں بتا سکتا۔

کیونکہ وہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں۔ البتہ مہار سے لے دو
کلیو ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے ایک گھنٹ پہلے گرانٹ سے لپنچ
اور اسلحہ حاصل کیا ہے۔ دوسرا کلیو یہ ہے کہ وہ بوڑھا شرابی ٹین ان
سے ملے ہے۔ اور اس نے انہیں اپنی معلومات فروخت کی ہیں اور۔"
لی ساک نے کہا۔

"اور۔ دونوں ہی کلیو کافی ہیں۔ میں اس گرانٹ اور ٹینس دونوں کے
علق سے اگلوں گا۔ لیکن لی ساک اگر وہ جزیرہ ٹافو سے روانہ ہو چکے
ہوں تب اور۔" مالکم نے کہا۔

"تب بھی کام مکمل ہونا چاہیے۔ ریڈ پول انٹل سے پہلے پہلے ریڈ پلٹ
کے بعد نوین خود انہیں سنبھال لوں گا اور۔" لی ساک نے جواب
دیا۔

"اور کے۔ سنو۔ اس گردپ کے خاتمے کے لئے دس لاکھ ڈالر

لوں گا اور یقین کر دو کہ میں انہیں سمندر کی تہ سے بھی نکال باہر لاؤں گا
اور۔" مالکم نے کہا۔

"اور کے سٹے ہو گیا۔ ان کی لاشیں مجھے روانہ کر دینا۔ رقم تمہارے
اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گی اور۔" لی ساک نے کہا۔

"ویبری گڑ۔ اس کا مطلب ہے۔ خاصا خطرناک گروہ ہے۔ ورنہ تم
اتنی آسانی سے دس لاکھ ڈالر پر رضا مند نہ ہوتے۔ مجھ سے غلطی ہوئی
مجھے زیادہ مانگنے چاہئیں تھے۔ بہر حال اب تو بات طے ہو گئی اور۔"
دوسری طرف سے مالکم نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"اگر تم کام مکمل کر لو مالکم تو وعدہ رہا کہ اس کے علاوہ جتنی رقم مانگو
گے دوں گا اور۔" لی ساک نے کہا۔

"ویبری گڑ۔ اب تو مجھ کو کام مکمل ہو گیا۔ میں ابھی پورے گردپ کے
ساتھ حرکت میں آجاتا ہوں اور۔" مالکم کی مسرت بھری آواز
سنائی دی۔ اور لی ساک نے اور اینڈ آں کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔
"اس کا مطلب ہے تم اس گردپ کی طرف سے خاصے دباؤ میں
ہو۔ ورنہ اتنی لمبی رقم تم کہاں دینے والے ہو۔"

"ہاں پاڈ لایہ دینا کے سب سے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ بہر حال
اکم کی صلاحیتوں کو میں جانتا ہوں۔ لمبی رقم کی خاطر وہ اپنے باپ کو
مٹی قبر سے نکال کر چوک پر سو لی چڑھانے پر تیار ہو جائے گا۔"
لی ساک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب مزید کیا پوچھ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کچھ دیر چل کر آرام
کر لیں۔" پاڈ لانے لڑکھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں پاڈلا۔۔۔ تم چلو۔ میں جب تک اس کا نہ رجحارت والا معاملہ ختم نہیں کر لیتا سکون سے نہیں رہ سکتا۔ ابھی میں نے جا کر مارٹی کو ہدایات دی ہیں۔" لی ساک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پاڈلا منہ بناتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔



"تم کہاں جا رہے ہو مسٹر۔ مجھے اب سمندر سے وحشت ہوتی ہے۔ مجھے سمندر میں ممت لے جاؤ۔" بوڑھے ٹیلن نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ شراب کی بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔ اور سامنے شراب کی بوتلوں کا ایک بورڈ کرپٹ دکھایا تھا۔ وہ اس وقت ایک کافی لمبی چوڑی اور انتہائی جدید قسم کی لاپرچ میں بیٹھ ہوئے تھے۔ سٹر جگ صدیقی کے ہاتھ میں تھا اور وہ آہستہ آہستہ لاپرچ کو کھلے سمندر کی طرف لے جا رہا تھا۔ جب کہ بوڑھے ٹیلن کے ساتھ عمران اور جولیا بیٹھ ہوئے تھے۔ خادمہ لاپرچ کی بھی سمت

میں تھا۔

"ابھی واپس چلتے ہیں ٹیلن تم ایک اور بوتل پی لو۔ تو پھر واپس چلتے ہیں۔ دراصل شراب پینے کا مزہ تو سمندر میں ہی آتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادھ ہاں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔" ٹیلن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ میں بکڑی ہوئی بوتل منہ سے لگا لی۔ جولیا اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ وہ اس طرح شراب پیتا جا رہا تھا کہ کوئی آدمی پانی بھی اس طرح نہ پی سکتا تھا۔ ایک بوتل ختم ہونے پر اس نے خالی بوتل سمندر میں اچھال دی اور پھر دوسری بوتل اٹھالی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا حیران تھی کہ آخر عمران اسے مسلسل شراب کیوں پلائے جا رہے ہیں۔ یہ تو کبھی بوتل تھی۔ اب ٹیلن نے جھومنا شروع کر دیا تھا۔ اور عمران کی آنکھوں میں جھپک ابھر آئی۔ اس نے ایک نکتہ ہاتھ بٹھا کر بوتل ٹیلن کے ہاتھ سے کھینچی۔ اور اُسے سمندر میں اچھال دیا۔

"کیا۔ کیا۔ کیا کر رہے ہو۔" ٹیلن نے جھومتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فہرہ مکمل ہوتا عمران نے ہاتھ لگھا کہ اٹھی کا ہک اس کی گینڈی سے ذرا نیچے مار دیا اور بوڑھا ٹیلن ہلکی سی چیخ مار کر لاپرچ کے فرش پر ہی گر گیا۔ لیکن بے ہوش ہونے کی بجائے اس پر اس ہک کا الٹ اثر ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں پھیلنے لگی تھیں۔ اور ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ خلاؤں سے پار دیکھنے لگ گیا ہو۔ "ٹیلن۔ تم میری آواز سن رہے ہو۔" اچانک عمران نے

بدلے ہوئے ہلچے میں کہا۔ اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے کوئی بیوکا بھیڑیا غار کا ہو۔ اور اس کا یہ لہجہ سن کر پاس بیٹھی جو لیا کا جسم یک لخت کانپ سا گیا۔

"ہاں۔ میں سن رہا ہوں۔" ٹیلن کے منہ سے بھیٹی آواز نکلی۔ تم نے میرے سوالوں کے صحیح جواب دیتے ہیں۔ سنا تم نے۔" عمران نے اسی طرح عزاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے سوالوں کے صحیح جواب دوں گا۔" ٹیلن نے جواب دیا۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ زندگی اور موت کے درمیان لٹک رہا ہو۔

"تم جزیرہ ٹافو سے جزیرہ ٹارجن کبھی گئے ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"نہرادل لاکھوں بار گیا ہوں۔" ٹیلن نے جواب دیا۔ "اگر تم جزیرہ ٹافو سے جزیرہ ٹارجن جانا چاہو۔ اور جزیرہ ٹارجن کے گرد تمہارے دشمنوں نے گیرا ڈال رکھا ہو۔ تو تم کس طرف جاؤ گے عمران نے پوچھا۔

"میں لاٹگ آئی لینڈ کے راستے جاؤں گا۔ اس راستے سے دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" ٹیلن نے جواب دیا۔ "اس راستے کسی پوری تفصیل بتاؤ۔" عمران نے پوچھا۔

"جزیرہ ٹافو سے شمال مشرق کی طرف پرانے لائٹ ہاؤس کے پاس پہنچ کر وہاں سے جنوب مغرب کی طرف چالیں میل کے فاصلے

پر ایک جزیرہ لاٹگ آئی لینڈ ہے۔ لاٹگ آئی لینڈ کے شمال مشرق میں میں میل پر رانچن جزیرہ ہے۔ رانچن جزیرہ سے ٹارجن جزیرے کے درمیان نرگوں کا ایک خوف ناک جنگل پھیلا ہوا ہے۔ یہ جنگل پچاس میل کے رقبے میں ہے۔ اور دنیا کا خوف ناک ترین جنگل کہلاتا ہے۔ اس جنگل میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن مجھے اس جنگل کے اندر ایک راستے کا علم ہے۔ انتہائی خفیہ راستہ۔ جو جنگل کے انتہائی مشرقی کونے سے شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ایک پتلا سا راستہ ہے۔ جس میں لمبی اور پتلی لالچی ہی داخل ہو سکتی ہے۔ اور پھر یہ راستہ بے شمار چکر کاٹتا ہوا ٹارجن جزیرے کے مغربی کونے پر جا نکلتا ہے۔ اس راستے پر خوف ناک مگر فائدہ مند درمی گھوڑے رہتے ہیں۔ صرف بہادر اور دجی دار آدمی ہی ان سے مقابلہ کر سکتا ہے۔" ٹیلن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لاٹگ آئی لینڈ اور رانچن پر آج کل کس کا قبضہ ہے؟" عمران نے پوچھا۔ "میرے جیسے اور میرے جانشین ایٹر کا قبضہ ہے وہ بہت بڑا سمندر ہے۔ میں بھی بہت بڑا سمندر تھا۔ لیکن پھر مجھے سمندر سے شہرتہ ہونے لگی۔ اس لئے میں سمندر سے چلا آیا۔" ٹیلن نے باب دیا۔

"کیا ایٹر بھی تمہاری طرح یہودی ہے؟" عمران نے پوچھا۔ "نہیں۔ اس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ اس کا مذہب صرف پیسہ ہے۔ صرف پیسہ۔ وہ پیسے کی خاطر اپنے باپ کو بھی گولی مار

گیا۔ اس نے بوتلیں اٹھائیں اور پھر لالچ سے اتم کو عمران کے پیچھے چلنے لگا۔ عمران اُسے پانی سے کافی دور اندر تک لے گیا۔ اور پھر اس نے شیش کو ریت پر لٹا کر ایک بار پھر اس کی کنپٹی پر انگلی کا ہک مخصوص انداز میں مار دیا۔ شیش کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا۔ اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی پٹی پٹی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ "کیا مر گیا ہے یہ" — خادو نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف بے ہوش ہوا ہے۔ میں نے اسے شراب میں مخصوص دوا ملا کر پلائی تھی۔ اس طرح اس کا لاشعور شعور پر غالب آتا گیا۔ اور پھر کنپٹی کے نیچے ایک رگ پر دباؤ ڈالنے سے شعور موقوف ہو گیا اور لاشعور نے شعور پر غلبہ حاصل کر لیا۔ چنانچہ اس سے پوچھ گچھ میں آسانی ہو گئی۔ ورنہ تو شاید اس جیسے شرابی سے اتنی باتیں اگولانے میں چار پارے کھٹے ضائع ہو جاتے۔ اب یہ ایک گھنٹے کے اندر جب ہوش میں آئے گا تو اس کی ذہنی کیفیت درست ہو چکی ہوگی۔" عمران نے حبیب سے چند بڑے نوٹ نکال کر ریت پر بے ہوش پڑے ہوئے شیش کی حبیب میں مٹھوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں واپس لالچ کی طرف بڑھنے لگے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

کتا ہے۔" — شیش نے جواب دیا۔
 "او۔ کے۔" — عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
 "صدیقی۔ لالچ واپس کنارے پر لے چلو۔ ہم نے شیش کو اتارنا ہے۔" — عمران نے صدیقی سے کہا اور صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے سیرنگ کاٹا اور پھر لالچ کی رفتار یک لخت تیز کر دی۔
 "اب تم اس راستے سے جاؤ گے۔" — جولیاء نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ یہی ایک محفوظ راستہ ہو سکتا ہے۔ زکوں کے ناقابل عبور اور خطرناک جنگ کی طرف لی ساک نے کوئی حفاظتی تدبیر اختیار نہیں کی ہوگی۔" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "کیونکہ وہ ایسٹرومز اجمت کرے گا۔" — جولیاء نے کہا۔
 "تو کیا ہوا۔ یا ہم اسے رقم سے خریدیں گے یا لوٹکر۔ وہی صورتیں ہیں۔ کچھ نہ کچھ تو ہوگا کہ ای۔" — عمران نے جواب دیا۔ اُسی لمحے تیز رفتاری سے چلتی ہوئی لالچ ویران اور کٹے پھٹے ساحل کے قریب جا کر رک گئی۔ شیش اُسی طرح لالچ کے فرش پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں اُسی طرح پھٹی ہوئی تھیں۔ عمران نے آگے بڑھ کر اُسے اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر وہ لالچ سے نیچے اتم کو اُسے ساحل کے اندر دنی طرف لے گیا۔

"خادو۔ اس کی شراب کی بوتلیں لے آؤ۔" — عمران نے لالچ سے اترتے ہوئے خادو سے کہا۔ اور خادو سر ہلاتا ہوا بوتلوں کی طرف بڑھ گیا۔

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور شاندار کارنامہ

ڈیشنگ ایجنٹ (مقدمہ)

مصنف: مظہر عظیم ایم اے

کیا تو بزرگ اور خون کا سمندر پار کے جزیرہ ٹارجن تک پہنچنے میں کامیاب
ہو سکا۔ یا۔۔۔؟

عمران۔ جی ہاں اس کے ساتھیوں کو انتہائی بے بسی کے عالم میں موت کے
جہڑوں میں دھکیل دیا گیا۔ پھر۔۔۔؟

جزیرے ٹارجن کو اس وقت تباہ کر دیا گیا جب عمران۔ اس کے ساتھی ادا
تویر اس میں موجود تھے۔ کیا جیسا کہ موت سب کو گل گئی یا۔۔۔؟

لی ساک اور شدید زخمی تویر کے درمیان ہونے والا ایسا خوفناک اور غوریز
مقابلہ جس کا ہر لمحہ موت کے خوفناک قہقروں سے گونجتا رہا۔

کیا ڈیشنگ ایجنٹ تویر، کمانڈر عمارت کو برآمد کرنے میں کامیاب ہو سکا
یا خود موت کے اندھیروں میں ڈوب گیا۔؟

مشن کا وہ آخری لمحہ جب خوفناک جرم لی ساک نے تویر عمران ادا اس کے
ساتھیوں کو سسک سسک کر مرنے پر مجبور کر دیا۔ آخری فتح کس کی ہوئی؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن۔ موت کے جہڑوں میں چسپاں پھنسا ہوا اسپنس۔ دھماکا
انسانی چیخوں اور کراہوں میں گونجنے والے موت کے قہقروں سے بھرپور کہانی۔

یوسف براؤنز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز

ڈیٹنگ ایجنٹ

مظہر کلیم ایسے



ضرور رکھنا چاہیے۔ ویسے کہیں آپ سیٹھ کو تو سید نہیں کہتے؟
خواجہ محمد تقی و خواجہ محمد اکمل ماشاء صاحبان! آپ کا خط پڑھنے کے
بعد مجھے ہلکے سروں کمیشن کی طرف سے اخبارات میں چھپنے والی ان رپورٹوں
کی صداقت پر یقین آنے لگا ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ ہمارے ملک کے
نوجوانوں کی واقفیت عامہ کا دائرہ کار انتہائی محدود ہے آپ ماشاء اللہ
کالج کے طالب علم ہیں۔ مزید کیا لکھوں۔ ویسے سیر ایک دعوت کا نام
ہے جس سے ریوالور اسپتول اور بندوق کی گولیاں بیتی ہیں اس لئے ایک
چھٹانک سیسے کا مطلب محاذ تو گولی ہوتا ہے کیونکہ گولی کا وزن عام طور پر
آٹا ہی ہوتا ہے۔ ویسے ابھی اس قدر سس ریوالور اسپتول ایجاد نہیں
ہوئے جو سامنے موجود بخرم کی حیثیت کا اندازہ لگا کر گولیوں کا وزن خود بخود
کم یا زیادہ کر لیں۔

راولپنڈی محلہ شاہ جن چراغ سے محمد شفیق صاحب لکھتے ہیں۔ جابر عظیم
کہانی مجھے بے حد پسند آتی ہے۔ میں نے آپ سے صرف یہ پوچھنے کے
لئے خط لکھا ہے کہ کیا پاکستان میں بھی سیکرٹ سروں کا ادارہ موجود ہے۔
اگر ہے تو اس کا پتہ ضرور لکھیں۔

محمد شفیق صاحب! ناوالی کی پسندیدگی کا شکریہ۔ ہر ملک میں ایسے ادارے موجود
ہوتے ہیں جو ملک کی سالمیت کے خلاف ہونیوالی سازشوں کے خاتمے کے لئے کام
کرتے رہتے ہیں۔ ان اداروں کے نام تو مختلف ہوتے ہیں لیکن مقصد ہر حال ایک
ہی ہوتا ہے جہاں تک سیکرٹ سروں کے پتے کا تعلق ہے اگر ان کا پتہ ہر ایک کو
معلوم ہو جائے تو پھر وہ سروں کی سیرٹ کیسے رکھتی ہے۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہونگے۔
اب اجازت دیجئے۔ والسلام۔ منظرِ حکیم ایم۔ اے

تنویر کے عقب میں فائرنگ مائیکل نے کی تھی۔ اس نے
ایک درخت کے پیچھے سے نکلنے والے آدمی پر فائر کھولا تھا۔ اور
پھر اس فائرنگ کے ہوتے ہی پورے جزیروے سے فائرنگ کی
تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”جھیل کی طرف بھاگو۔ دماغ بھاریاں ہیں۔ تینوں نے علیحدہ علیحدہ
سمتوں میں مورپے سنبھالنے ہیں اس طرح سامنے جھیل ہونے کی
وجہ سے وہ براہ راست ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ لیکن جب تک
میں فائر نہ کروں کوئی فائر نہ کرے۔“ تنویر نے سچو کشی سمجھتے
ہی چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ تینوں ہی اس طرف کو بھاگ پڑے جدھر ان
کے اندازے کے مطابق جھیل تھی۔ جزیروے میں ہونے والی فائرنگ
اب تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جزیروے
میں موجود ہر آدمی مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے دوڑ رہا ہو۔ وہ تینوں

لوگوں کی طرف جائیں گے۔" تنویر نے غوطہ خوری کا لباس اور سٹے کا پھیلا اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اُسی طرح وہ پانی کے اندر کود گئے۔ کنارے کے پاس وہ تیزی سے تیرتے ہوئے اس طرف نوڑنے لگے جو اس حصے سے بالکل مخالف سمت میں تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ دہاں پہنچ گئے۔ اس حصے میں لاشیں تو موجود تھیں لیکن آدمی کوئی نہ تھا۔ تنویر کے کہنے پر انہوں نے پھیلے اور غوطہ خوری کا لباس ایک چھوٹی سی غار میں چھپایا اور پھر اوپر جزیرے پر چڑھ گئے۔

"انتہائی محتاط انداز میں کیبن کی طرف بڑھو۔ وہ سب لوگ یقیناً ہمیں اس حصے میں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔" تنویر نے کہا۔ اور وہ تینوں تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ بڑے محتاط انداز میں چلتے ہوئے وہ جلد ہی کیبن تک پہنچ گئے۔ تنویر کی توقع کے مطابق دہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ لوگوں کی آوازیں دور سے اُسی حصے کی طرف سے آرہی تھیں جہاں پھر جھیل تھی۔

"یہ لوگ بہر حال واپس آئیں گے۔ اور ابھی ان کی کافی تعداد موجود ہے۔ اس لئے ہمیں کیبن کی دوسری سمت میں چھپنا ہوگا۔ اس وقت تک فائر نہ کھولنا جب تک یہ سب لوگ اکٹھے نظر نہ آئیں۔" دھم پر فائر نہ کھولنا اس سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔" تنویر نے ان دونوں کو ہدایات دیں اور پھر اس نے اشارے سے انہیں ان کی سمتیں بھی بتا دیں۔ خود وہ ایک جھاڑی کی اوٹ میں چھپ گیا۔ آوازیں ابھی تک سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن فاصلہ ہونے کی وجہ سے

بھیل کے کناروں پر موجود بڑی بڑی جھاڑیوں کے عقب میں چھپ گئے۔ اور قوتوری دیر بعد بھیل کی دوسری طرف سے دس بارہ افراد نظر آئے وہ واقعی فائرنگ کر رہے تھے۔ لیکن بھیل کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ اور ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اس کے بعد وہ بھیل کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے اس طرف کو دوڑنے لگے جہاں مائیکہ کی گولیوں سے چھپنی ہوا آدمی بڑا تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب لاش کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ روشنی میں ان کے چہروں پر بھائی ہوئی غیرت صاف نظر آ رہی تھی۔ اور پھر ان میں سے ایک نے ان جھاڑیوں کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں یہ لوگ چھپے ہوئے تھے۔ چنانچہ تنویر نے اب فائر کھولنا ضروری سمجھا۔ اور دوسرے لمحے اس کی مشین گن نے شعلے اٹھنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی مائیکہ اور یاد کی نے بھی فائرنگ شروع کر دی اور چند ہی لمحوں میں وہ دس آدمی پہلی لاش کے پاس ہی ڈھیر ہو گئے۔ اُسی لمحے ایک بار پھر جزیرے کے اندر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"جلدی کمزور۔ واپس اُسی غار کی طرف دوڑو۔ یہ لوگ ابھی یہ سارا علاقہ گھیر لیں گے۔ جلدی کمزور۔" تنویر نے ایک لمخت جھاڑی سے باہر نکلے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں انتہائی تیز رفتاری سے واپس دوڑنے لگے۔ زیادہ سے زیادہ تین منٹ کے اندر وہ اس غار میں پہنچ گئے۔

"ویسے ہی کو دجاوڑ ہم کنارے کے ساتھ ساتھ گھومتے ہوئے

واضح طور پر الفاظ سمجھ نہ آ رہے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد آوازیں نزدیک
آتی محسوس ہوئیں تو وہ سب بچے ہو گئے۔ تنویر کی نفیس اُسی طرف لگی
ہوئی یقیناً جدھر سے آوازیں قریب آتی سنا دیے، یہی یقیناً اور چند ہی
لحوظ بعد درختوں کی اوٹ سے کافی سارے آدمی نکلی کر آگے بڑھتے
دکھائی دینے لگے۔ ان کی تعداد پچیس کے قریب تھی۔ ان سب کے
ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ لیکن وہ اس انداز میں چل رہے تھے جیسے انہیں
کیس کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ مادام ان میں شامل نہ تھی البتہ وہ
لمبا تو ٹنگا آدمی مارنی سب سے آگے آگے چل رہا تھا۔ وہ مسلسل ایک
دوسرے سے بحث کرتے چلے آ رہے تھے۔ تنویر سمجھ گیا۔ کہ وہ اس
بات پر بحث کرتے آ رہے ہوں گے کہ ادھر سے فائرنگ کس نے کی
تھی۔ جب تک وہ کافی آگے نہ بڑھ آئے تنویر خاموش رہا تاکہ اگر
کوئی کافی پیچھے ہو تو وہ بھی سامنے آ جائے۔ لیکن وہ لوگ اب کافی
آگے آ چکے تھے اور ان کے عقب میں کوئی آدمی نظر نہ آیا تو تنویر نے
مشین گن کے ٹریگر پر اٹھی رکھی اور دوسرے لمحے وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا
ہوا۔ اور پھر قوس کی صورت میں آنے والوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کرنے لگی
اُسی لمحے باقی دو اطراف سے بھی گولیاں ان پر برس گئیں۔ ان میں سے
کئی افراد نے نیچے گر کر اوڑھائی نے درختوں کی اوٹ لینی چاہی لیکن چونکہ
گولیاں تین اطراف سے برس رہی تھیں اس لئے زیادہ سے زیادہ چند ہی
لحوظ میں وہ سب ڈھیر ہو گئے۔ اُسی لمحے اُسی حصے سے ٹیک بار
پھر فائرنگ کی آوازیں اور دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنا دیں
گئیں جدھر بھیل تھی۔

”دوبارہ چھپ جاؤ“۔ تنویر نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب ایک
بار پھر جھاڑیوں کے عقب میں ہو گئے۔ آنے والے چند ہی لمحوں میں
سامنے آ گئے۔ لیکن وہ اب بکھر کر آ رہے تھے۔ اور ان میں مادام بھی
شامل تھی۔ ان سب کے چہرے انتہائی دہشت زدہ تھے۔ اور پھر
سامنے بکھری ہوئی لاشیں دیکھتے ہی وہ سب تیزی سے درختوں اور
جھاڑیوں کی اوٹ میں ہوتے گئے۔ لیکن تنویر خاموش بیٹھا ہوا تھا اُسے
معلوم تھا کہ جب اور کچھ دیر فائرنگ نہ ہوگی تو لامحالہ یہ دوبارہ اٹھ کر
آگے بڑھیں گے۔ اور یہی ہوا۔ جب چند منٹ خاموشی سے گزر گئے
تو مادام کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی درختوں اور
جھاڑیوں کی اوٹ میں پیچھے ہونے والے افراد باہر نکلے اور تیزی سے کیس
کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ ان جھاڑیوں کے قریب سے بھی گزرے
جن میں تنویر اور اس کے ساتھی پیچھے ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ تنویر نے
فائر نہ کیا تھا۔ اس لئے مائیکل اوریار کی بھی خاموشی اپنی جگہ بڑے
درجے پر۔ ان کی تعداد بارہ تھی۔ اور جب وہ کیس کے سامنے پہنچ
گئے تو اُسی لمحے مادام ایک جھاڑی کے پیچھے سے نکلی اور دوڑتی
ہوئی کیس کی طرف بڑھی۔

”دھونڈھو۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔“۔ مادام نے
کیس کی طرف بڑھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور جیسے ہی وہ تنویر کی جھاڑی
سے کچھ فاصلے پر سے ہو کر آگے بڑھی تنویر گھوم گیا۔ اور دوسرے لمحے
اس نے فائر کھول دیا۔ مادام نے لمبا غوطہ لگایا۔ اور بڑی سی جھاڑی
میں گھسنے لگی۔ تنویر کے ساتھ ہی مائیکل اوریار کی کی مشین گنیں بھی تڑپنا لگیں

ادریس کے سامنے کھڑے دہشت زدہ بارہ کے بارہ آدمی ایک لمحے میں پھلتی ہو کر گر گئے۔

"خبردار مادام۔ تم مشین گنوں کی زد میں ہو۔ ہتھیار پھینک کر کھڑی ہو جاؤ۔ میں صرف تین منٹ گنوں گا۔" تنویر نے تیزی سے اس جھاڑی سے ریگ کر ساتھ والی جھاڑی کے پیچھے ہوتے ہوئے پیچ کر کہا۔

اور اسی لمحے مادام کی طرف سے ٹھیک اسی جھاڑی پر گولیاں برسنے لگیں۔ جس کے پیچھے ایک لمحے پہلے تنویر موجود تھا۔ لیکن تنویر پہلے ہی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اسی لمحے یار کی والی سمت سے فائرنگ ہوئی اور مادام کے حلق سے تیز پیچ نکلی۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے اور اس کے ایک ہاتھ سے خون نکل رہا تھا۔ اس کا چہرہ تکلیف اور خوف کی شدت سے برسی طرح مخ نظر آ رہا تھا۔ اور تنویر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔ اس کے اٹھتے ہی دونوں اطراف سے مائیکل اور یار کی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ یار کی نے یقیناً اس کی مشین گن پر فائر کیا تھا۔ اور اس فائر کی وجہ سے ہی اس کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔

"ادہ ادہ۔ تم تم۔ زندہ ہو۔" مادام نے ان تینوں کو دیکھتے ہی خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"دیکھو تو تم تو کہہ رہی تھیں کہ موت اور زندگی مہتاب سے ہاتھ میں ہے۔" تنویر نے قریب جا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور

مادام نے ہونٹ پیچھ لئے۔

"یار کی۔ اس کے ہاتھ پر دو مال باندھ دو۔ اور پھر اسے کیبن میں لے چلو۔ اور مائیکل تم باہر پہرہ دو گے۔ ہو سکتا ہے اس کا کوئی آدمی یہاں موجود ہو۔" تنویر نے کہا۔ اور یار کی نے آگے بڑھ کر مادام کے گھے میں موجود دو مال ایک جھٹھے سے کھینچا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر اسے اچھی طرح باندھ دیا۔ مادام اس دوران خاموش کھڑی رہی۔

"تت۔ تت۔" تم کیسے زندہ رہے گئے۔ ادھر بھی تم نے فائرنگ کی تھی۔" مادام نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"باتیں کیبن میں ہوں گی۔" تنویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے یار کی کو اشارہ کیا۔

"چلو کیبن میں۔" یار کی نے دوبارہ کندھے سے مشین گن اتار لے ہوئے کہا۔ اور مادام سر جھٹک کر کیبن کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر ان دونوں کے پیچھے کیبن میں داخل ہوا۔

"دیکھو مادام راکھی۔ میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ میری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ لیکن تم دھوکے سے باز نہ آئیں۔ اور تم نے ہمارے لاپرواہی کے دوسرے یہ اس کا نتیجہ ہے کہ جو برے میں موجود مہتاب لے سارے ساتھی اس دقت لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔" تنویر نے نرم لہجے میں کہا۔

”تم اب کیا چاہتے ہو۔ تم نے تو ایک لحاظ سے روٹی ڈک پور اگر دپ ہی ختم کر دیا ہے۔ اگر ہمیں ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ تم لوگ لاپنج کے ساتھ نہیں مرے ہو تو تم اتنی آسانی سے ہمیں نہ مار سکتے۔“ مادام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”جزیرہ ٹاراجن تک تمہارے اور کتنے جزیرے ہیں۔“

تنبویر نے پوچھا۔
”بلیک ٹریک پر آٹھ ہیں۔ باقی چھ ٹریک سے مہٹ کر ہیں۔“

مادام نے جواب دیا۔
”سنو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو ان جزیروں پر ٹرانسمیٹر سے کال کر کے انہیں کہو کہ وہ ہماری لاپنج نہ روکیں اور کوئی ایسی نشانی انہیں بتاؤ کہ جس سے وہ دور سے ہماری لاپنج کو پہچان لیں۔“

تنبویر نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ اب میں سمجھ گئی ہوں کہ تم لوگوں سے لڑنا ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔ تم ہم لوگوں سے مختلف آدمی ہو۔“

مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”یہ تم نے واقعی سمجھ داری کا کام کیا ہے۔ اگر یہی سمجھ تمہیں پہلے آجاتی تو تمہارے اتنے آدمی نہ مارے جاتے۔“

تنبویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مادام بغیر کوئی جواب دینے لکھڑی ہوئی۔ پھر وہ کہیں کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ایک جگہ زین پر زور سے پیر مارا تو فرش کا کچھ حصہ سائڈ میں ہٹ گیا۔ اور نیچے جاتی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔ وہ مادام کے ساتھ سیڑھیاں

اتر تے ہوئے جب نیچے پہنچے تو تنویر اور یار کی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ یہ ایک وسیع و عریض تہہ خانہ تھا۔ جس کی دیواروں کے ساتھ انتہائی جدید قسم کی مشینری نصب تھی۔ مادام تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر نے یار کی کوچوں کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی مادام کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ مادام نے جلدی سے مشین کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اور پھر جیسے ہی مشین سے تیز سیٹی کی آواز نکلی مادام نے ایک بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو۔“ روٹی ڈک و دپ پوائنٹس الٹ مادام داہلی کا لنگ پوآل۔“ مادام نے تیز اور تھکانا لہجے میں کہا۔
اس مشین سے چند لمحے تو اسی طرح سیٹی کی آواز سنائی دیتی رہی۔ پھر یکے بعد دیگرے اس پر موجود کئی چھوٹے چھوٹے بلب جل اٹھے۔ جب آخری بلب جلا تو سیٹی کی آواز نکلتی بند ہو گئی۔
”ہیلو مادام داہلی۔ خرام ہیلو کوارٹر۔ ایک لاپنج ہیلو کوارٹر سے بلیک ٹریک پر سفر کرتے ہوئے جزیرہ ٹاراجن کی طرف جا رہی ہے۔ اس پر سرخ رنگ کا فلیگ لگا ہوا ہے۔ اس پر سو افراد ہمارے دوست ہیں۔ انہیں بالکل نہ روکا جائے۔ اٹ اڈ آرڈر۔“

مادام نے کہا۔ اور پھر مشین کا ایک ہینڈل کھینچ کر مشین بند کر دی۔
”تمام پوائنٹس پر پیغام پہنچ گیا ہے۔ تم لاپنج پر سرخ فلیگ لگا لینا اس کے بعد تمہارے راستے میں کوئی نہ آئے گا۔“

مادام نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

پک بھجئے ہیں تم موت کے گھاٹ اتر جاتے۔" مادام نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

"موت اپنے وقت پر آتی ہے۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ وہ لاپنج بھی دہاں موجود تھی جس سے مادام اپنے دو ساتھیوں سمیت واپس آئی تھی۔ "مائیکل وہ لپاس اور پھیلے اٹھا کر اس لاپنج پر رکھو۔ اور اس کا فیول بھی چیک کر لو۔ اگر تم موت تو دوسری لاپنجوں سے لے لو۔" تنویر نے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور مائیکل سر ہلاتا ہوا اس غار کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں انہوں نے سامانی رکھا ہوا تھا۔ "اب مجھے اجازت دو۔ تو بہتر ہے۔ میرے ہاتھ میں شدید تکلیف ہے۔" مادام نے کہا۔

"ابھی یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔" تنویر نے کہا۔ اور مادام خاموش ہو گئی۔

مائیکل انتہائی پتھری سے کام لے رہا تھا۔ اور پھر اس نے کام مکمل ہونے کا اشارہ کر دیا۔

"ایک سرخ کپڑا لے کر اس کا فلیگ بنا لو۔" تنویر نے کہا۔

"اچھا۔ میں دیکھتا ہوں۔ شاید کسی لاپنج سے سرخ کپڑا مل جائے۔" مائیکل نے کہا۔ اور وہاں موجود مختلف لاپنجوں کی تلاشی لینے لگا۔

"باس۔ یہ بڑا سیفید کپڑا تو موجود ہے۔ سرخ نہیں ہے۔" ایک لاپنج سے باہر نکلتے ہوئے مائیکل نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں

"مشکریہ مادام۔ اب تم جہاں جانا چاہو۔ میں تمہیں وہاں پہنچا دیتا ہوں۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں یہیں رکوں گی۔ یہ جیٹ کو اڑ رہے ہیں اسے خالی نہیں چھوڑ سکتی۔ میں اور پوائنٹس سے آدمیوں کو بلا کر یہاں رکھوں گی۔" مادام نے سر جلاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی۔" تنویر نے کہا۔ اور پھر وہ مادام کو ساتھ لے کر اوپر والے کیبن میں آ گیا۔ یاد کی بھی اس کے ساتھ تھی۔ "میرے خیال میں ساحل تک تو تم ہمارے ساتھ چلو گی۔" تنویر نے بڑے دوستانہ جہے میں کہا۔

"ہاں ضرور۔" مادام نے کہا۔ اور پھر تینوں کیبن سے باہر آ گئے۔ باہر مائیکل موجود تھا۔ تنویر نے مائیکل کو بھی ساتھ لے لیا اور وہ اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر لاپنجیں موجود تھیں۔

"تم نے ہماری لاپنج کس چیز سے تباہ کی تھی؟" تنویر نے پوچھا۔

"ذیہد کس میزائل سے۔" مادام نے کہا۔

"لیکن اس تباہ خانے میں تو مجھے میزائل نظر نہیں آئے۔" تنویر نے کہا۔

"یہاں نیچے تباہ خانوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ یہ دونیٹو کا جیٹ کو اڑ رہے ہیں۔ عام جزیرہ نہیں ہے۔ اور تم شاید دنیا کے خوش قسمت ترین آدمی ہو جو جیٹ کو اڑ رہے ہو۔" مادام نے کہا۔

ایک خاصا بڑا سفید رومال کپڑا ہوا تھا۔

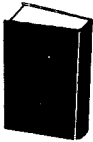
"کوئی بات نہیں۔ تم سفید لگاؤ۔ میں جا کر انہیں دوبارہ کہہ دیتی ہوں
مادام نے کہا۔ اور تنویر بے اختیار منہ پڑا۔

"یہی بات میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا تھا مادام راکھی بہت ہار
چہرہ بتا رہی تھی کہ تم انتہائی کمینہ فطرت عورت ہو۔ تم نے لازماً چاہا
یہاں سے نکلنے ہی یا تو دوبارہ میزائل مار کر ہمارا خاتمہ کر دینا ہے۔ یا
پھر کال کر کے اپنے آدمیوں کو کہہ دینا تھا۔ اس لئے میں تمہیں ساتھ
لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن تمہارے انکار پر میں چوٹ کھاتا تھا۔ اور اب
بات واضح ہو گئی۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور
پھر اس سے پہلے کہ مادام کوئی جواب دیتی تنویر نے مشین گن کا
ٹریگر دبا دیا۔ مادام بچتی ہوئی اچھلی۔ اور پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگی۔
تنویر نے اس وقت تک ٹریگر سے انگی نہ ہٹائی تھی۔ جب تک
مادام کے جسم میں حرکت موجود رہی۔ اس کا جسم گولیوں سے
چھلنی ہو گیا تھا۔

"ادھ سکاٹ۔ تم نے یہ کیا کیا۔ خود ساتھ لے جا کر اس سے کال
کر دیتے۔ اب سرخ کپڑا کہاں سے آئے گا۔" یاد کی نے
ہونٹ چلبے ہوئے کہا۔

"اب یہ کپڑا مادام کے خون سے سرخ ہو گا۔ آدمی کھیل اس
رومال کو سرخ کر لو۔ مادام کے آدمی مادام کا خون دور سے پہچان
لیں گے۔" تنویر نے بڑے سہرے سہرے میں کہا۔ اور یاد کی
کا جسم خوف سے پھر بیاں لینے لگا۔ وہ شاید سوچ بھی نہ سکتی تھی

کہ تنویر اس قدر سرد مزاج بھی ہو سکتا ہے کہ صرف کپڑا رنگنے کے
لئے اس نے مادام کو مار ڈالا ہے۔



لاٹچ۔ انتہائی تیز رفتاری سے لاٹک آئی لینڈ کی طرف بڑھی
جا رہی تھی۔ کہ اچانک لاٹچ کے عقب میں موجود خاور پیچ پڑا۔

"عمران صا حب۔ ساحل کی طرف سے تین نیول ایئر کرافٹ ہماری
طرف آرہے ہیں۔" خاور نے کہا۔ تو عمران تیزی سے مڑا۔
اور پھر اس کی نظریں بھی دور سے آتے ہوئے ایئر کرافٹس پر جم
گئیں جو تیزی سے بڑے ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان
کے نیچے وہ مخصوص چوہنما آلے لگے ہوئے تھے۔ جن کی مدد سے
وہ نہ صرف سمندر میں اتر سکتے تھے بلکہ لپٹ کی طرح تیر بھی سکتے
تھے۔

"ہوں۔ یہ شاید یہاں کی بحریہ سے متعلق ہیں۔" عمران نے

کہا۔ اور چند ہی لمحوں میں تینوں جہاز ان کے سروں پر پہنچ گئے اور پھر ایک جہاز ان کی لاپٹھ کے آگے اور ایک پیچھے اڑنے لگا۔ جب کہ تیسرے نے غوطہ مارا اور تیزی سے لاپٹھ کے قریب سمندر میں اترتا گیا۔ عمران کے اشارے پر صید بقی نے لاپٹھ روک لی تھی۔ جہازوں پر ایسے نشانات موجود تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا تعلق واقعی نوی سے ہے۔ جہاز سمندر میں اتر سبے ہی تیزی سے تیرتا ہوا ان کی لاپٹھ کے قریب آیا۔ اور پھر جہاز میں سے چار مسلح باوردی افراد اچھل کر لاپٹھ پر چڑھ آئے ان کے جسموں پر نوی کی مخصوص یونیفارمز نظر آئیں۔

”کون ہو تم۔ اور کہاں جا رہے ہو۔“ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر انتہائی تیز لہجے میں پوچھا۔

”ہم سیاح ہیں اور لانگ آئی لینڈ جا رہے ہیں۔“ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جو نہ۔ سیاح۔ سیدھی طرح بولو کہ سمگر ہو۔ چلو جہاز پر۔ ورنہ یہیں ڈھیر کر دیں گے۔“ اس آدمی نے انتہائی کڑخت لہجے میں کہا۔ اس کے باقی تین ساتھی لاپٹھ میں اسلحہ لئے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

”ہم تو تمہارے ساتھ چلے جائیں گے۔ لیکن تمہاری لاپٹھ۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہمارا آدمی لاپٹھ لے آئے گا۔ فکر مت کرو۔ اگر ٹیڈ کو اڑیں انکو اڑی کے بعد ہم بے گناہ ثابت ہوئے تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔

”کتنی دیر لگے گی انکو اڑی میں۔“ عمران نے کہا۔

”بکو اس مت کرو۔ ورنہ ابھی یہیں لاپٹھ سمیت سمندر کی تہہ میں پہنچ جاؤ گے۔“ اس آفیسر نے دانت میٹے ہوئے کہا۔

”سمندر آفیسر۔ تم ہمارے کاغذات چیک کر لو۔ لاپٹھ کی بھی تلاشی لے لو۔ اور اگر تمہاری تسلی ہو جائے تو واپس چلے جاؤ۔ جملے پاس اتنا دقت نہیں ہے کہ تمہارے ساتھ آنے جانے میں ضائع کریں۔“ عمران کا لہجہ یک لمحت انتہائی خشک ہو گیا۔ دونوں جہاز اب اوپر فضا میں چکر کاٹ رہے تھے۔ جب کہ سمندر میں اترتا ہوا جہاز لاپٹھ کے بالکل ساتھ کھڑا تھا۔ اس میں صرف پانکٹ بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

”نہیں۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ چلو۔ جلدی کرو۔ میں اپنا حکم دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔“ آفیسر نے اور زیادہ کڑخت لہجے میں کہا۔

”او۔ کے۔ تمہاری مرضی۔ کچھ لے دے کہ ہماری جان چھوڑ سکتے ہو تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا دے سکتے ہو۔“ آفیسر نے زہر خند لہجے میں کہا۔

”دیکھو۔ بڑے ٹوٹوں کی گڑھی۔“ عمران نے حبیب میں پڑا ہوا ہاتھ باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور دو سرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود مشین کپشل نے شعلے اگے اور تین آدمی جو کنارے پر کھڑے تھے الٹ کر سمندر میں گرے۔ جب کہ آفیسر چونک کر لاپٹھ کے درمیان

"یہ مالکم یقیناً لی ساک کا آدمی ہوگا۔ اُسے جو زف کی موت کی خبر مل گئی ہوگی تو اس نے مالکم کو پیچھے لگا دیا۔ بہر حال اچھا ہوا۔ ہم دقت سے نکل آئے تھے۔ ورنہ خواہ مخواہ الجھ جاتے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ہم اس نیول ایر کر افٹ پر قبضہ کر لیتے تو میرے خیال میں ہم آسانی سے جزیرہ ٹاراجن پہنچ سکتے تھے۔ اس طرح وہ ٹرکلوں کے جگہ دیگرہ کا چکر بھی نہ پڑتا۔" جولیانے کہا۔

"اگر ایسی بات ہوتی جو لیوا تو میں لاپس کی بجائے کوئی ہیلی کاپٹر بھی خرید سکتا تھا۔ یہاں ہر چیز قیمت دینے سے مل جاتی ہے لیکن اس طرح ہم ایک تو بھرہ کے راڈا پر چپک ہو جاتے اور دوسرا ہمیں نیچے سے آسانی سے نشانہ بنایا جاسکتا تھا۔ اور یہ نیول ایر کر افٹ بھی بے گم ہوتی رہتی تھی۔ ہوتا۔ کہ ہمیں نیول کے جگہ جہازوں نے گھیر لیا تھا۔ اب وہ تفتیش کرتے پھریں گے۔ کہ کس نے انہیں تباہ کیا ہے اور کیسے۔" عمران نے جواب دیا۔ اور جولیانے سر ہلایا۔

"عمران صاحب۔ جزیرہ نظر آنے لگ گیا ہے۔" یکمشت صدیقی نے کہا۔ اور عمران چونک کر اٹھا اور صدیقی کی طرف بڑھ گیا۔ دور سے نظر آنے والا جزیرہ تیزی سے بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ یہ لانگ آئی لینڈ تھا۔

"ہم نے اس کے شمال مشرق میں راجن جزیرے کی طرف جانا ہے۔ لیکن شمال مشرق میں جانے کے لئے ہمیں لانا اس جزیرے

اس میں کوئی عرج نہ تھا۔ سمکھوں کو پکڑنا میری ڈروٹی میں شامل ہے کیونکہ لاپسوں میں ہم تم تک نہ پہنچ سکتے تھے اور مالکم نے بتایا تھا کہ تم ڈی ایس لاپس میں جاؤ گے جو اس نے میں نے سیدھا وارٹر سے تھوڑی ایر کر افٹ لئے اور میں یہاں آ گیا۔ کاش میں لاپس میں نہ آتا۔" مالکم نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔ "اس مالکم کا تعلق ریڈ رڈ تنظیم سے ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ انتہائی دولت مند سمکھ ہے۔ لیکن وہ سمندر کی بجائے ہوائی جہازوں سے سمکھنگ کرتا ہے۔ شراب کی سمکھنگ۔ اس لئے میری اس سے دوستی ہے مالکم نے جواب دیا۔

"تم ہمیں کہاں لے جاتے۔" عمران نے پوچھا۔ لیکن فریڈ پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا پھر اہو گیا۔

"اس کا آپریشن کر دو۔ ابھی زندہ ہے۔" جولیانے کہا۔ "نہیں۔ چار سے بھی زیادہ گولیاں اندر ہیں۔ بس اتنا بھی زندہ کیا ہے۔ یہی بہت ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اُسی لمحے فریڈ کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن ڈھک گئی تھی۔ عمران نے جھک کر اس کے لباس کی تلاش یعنی شروع کر دی۔ لیکن اس کے لباس میں کوئی خاص چیز موجود تھی۔ عمران نے اُسے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور سمندر میں اچھا دیا۔ ان کی لاپس ان تباہ شدہ جہازوں سے کافی دور نکل آئی تھی

کو کراس کرنا پڑے گا۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 "ہم لمبا چکر کاٹ کر بھی تو جا سکتے ہیں۔" صدیقی نے کہا۔
 "نہیں۔ یہ لوگ سمجھ گچھ ہیں۔ اور انہوں نے دور دور تک نگرانی کا
 جال بچھا رکھا ہوگا۔ اس لئے ہمیں لازماً چیک کر لیا گیا ہوگا۔ اس
 ایسٹر سے منسلک بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔" عمران نے
 جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ نزدیک
 آتے ہوئے جزیمرے سے دو لائیں تیزی سے ان کی طرف آنے
 لگیں۔

"سب لوگ اب محتاط رہیں۔ ہم کسی بھی وقت ایکشن میں آ سکتے
 ہیں۔ لیکن اشارے کے بغیر کوئی حرکت میں نہ آئے۔" عمران
 نے تیز لہجے میں کہا۔ اور صدیقی، خاور اور جولیا تینوں نے
 سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد لائیں ان کی لپٹنج کی دونوں سائیڈوں پر پہنچ
 گئی۔ ہر لپٹنج میں چار چار مسلح افراد موجود تھے۔
 "کون جو تم۔" دائیں طرف والی لپٹنج پر کھڑے ایک
 دیوقامت آدمی نے چیخ کر کہا۔

"ہم ایسٹر کے مہمان ہیں۔" عمران نے اونچی آواز میں
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کو اس صمت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ۔ تم کون ہو۔ ورنہ ایک
 لمحے میں ڈھیر کر دیں گے۔" اُسی آدمی نے جواب دیا۔
 "سنو۔ زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم

"دست ہیں دشمن نہیں۔ ورنہ تمہاری یہ لائیں یہاں پہنچنے سے پہلے
 ہی تم سمیت سمندر کی تہیں پہنچ چکی ہوتیں۔" عمران نے
 غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ وہ دیوقامت آدمی فوری
 طور پر کچھ نہ کہہ سکا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔" اس دیوقامت آدمی نے
 کہا۔

اور عمران نے صدیقی کو لپٹنج کی رفتار تیز کرنے کے لئے
 کہا۔ باقی دونوں لائیں بھی ان کے ساتھ ساتھ جزیمرے کی طرف
 بڑھنے لگیں۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ جزیمرے پر پہنچ گئے۔

"ایسٹر کو یہیں بلاؤ۔ اُسے کہو کہ تمہارے چچی بوڑھے ٹیلن نے
 تمہارے لئے دنیا کا سب سے قیمتی تحفہ بھیجا ہے۔" عمران
 نے ساحل پر پہنچتے ہی اُسی دیوقامت سے کہا۔
 "وہ یہاں نہیں آ سکتا۔ تمہیں اس تک جانا ہوگا۔" دیوقامت
 نے جونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں اُسے بلاؤ۔ مجھے جلدی ہے۔ میرے پاس
 اتنا وقت نہیں ہے کہ ضائع کروں۔" عمران نے دبا دبا
 طرح غراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیوقامت کوئی جواب دیتا۔ اچانک
 اوپر سے ایک آدمی چیخ پڑا۔

"باس آ رہا ہے۔" اور دیوقامت کے ساتھ ساتھ
 عمران بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جزیمرے

ایسٹر نے ہنسنے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے جولیا کی طرف اس طرح بڑھا جیسے اُسے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہو۔
 "یہ بھی اچھی لگائے بغیر نہیں سمندر میں پھینک سکتی ہے۔ آزما کر دیکھ لو۔" عمران نے کہا۔ اور پھر واقعی دوسرے لمحے جولیا بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلی اور اس کی فلائنگ گنگ پوری قوت سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے ایسٹر کے سینے پر پڑی۔
 اور ایسٹر واقعی چیختا ہوا اچھل کر نیچے سمندر میں جا گرا۔
 "خاتمہ۔" عمران نے ایک نکتہ چینگ کر کہا۔

اور دوسرے لمحے صدیقی، خاد کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں تڑتڑا اٹھیں اور پلک بھپکنے میں دو دنوں لاپتوں میں موجود آتشوں افراد چھلنی ہو کر گر پڑے۔ ایسٹر نیچے گرتے ہی جیسے باہر سطح پر آیا۔ عمران تیزی سے جھکا۔ اور اس نے ایسٹر کا بازو دیکھ کر ایک زرد دار جھٹکا دیا اور ایسٹر اس طرح فضا میں اچھل کر لاپتہ میں آگے جیسے اس کا اپنا کوئی وزن ہی نہ ہو۔ اور نیچے گرتے ہی عمران نے اُسے گردن سے پکڑا اور اس طرح اٹھ کر کھڑا کر دیا کہ ایسٹر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
 "تت۔۔۔۔۔ تم نے میرے آدمی مار دیئے۔"

ایسٹر کے حلق سے پھٹکی آواز نکلی۔
 "مجھے معلوم ہے تمہارے جزیرے میں اس وقت ارد کوئی آدمی نہیں ہے۔ لیکن ہم تم سے لڑنے نہیں آتے ورنہ تم جیسے ہی چٹان پر پہنچے تھے تمہارے آدمیوں سمیت تمہارا جہم بھی گولیوں سے چھلنی

کی چٹان پر ایک لمبے قد کا آدمی نظر آیا۔ اس نے سرخ رنگ کا پہرہ لباس پہنا ہوا تھا۔ پیشانی پر بھی سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اور اس نے کمزور ایسی بلیٹ پین رکھی تھی۔ جن پر ہیرے جڑے ہوئے تھے۔

"کون ہیں یہ رابرٹ۔ اور تم انہیں یہاں کیوں لے آئے ہو۔
 وہیں ختم کر دینا تھا۔" اس نے آتے ہی چیخ کر کہا۔

"تمہارا نام ایسٹر ہے۔" عمران نے اپنی آواز میں کہا۔
 "ہاں۔ میرا نام ماسٹر ایسٹر ہے۔ کون ہو تم۔" ایسٹر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ تمہارے چچا ٹیلن نے تمہارے لئے ایک تحفہ بھیجا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ادہ۔ اچھا۔ یہ خوب صورت لوہی بھیجی ہے اس نے۔ واہ چچا۔ ٹیلن کا ذوق لوہیوں کے مقابلے میں واقعی بے حد اچھا ہے۔"
 ایسٹر نے کہا۔ اور پھر وہ چٹانیں پھلانگتا ہوا ان کی لاپتہ میں آگیا۔
 پر اور کوئی آدمی نظر نہ آ۔ یا تھا۔ صرف ان کے ساتھ کھڑی دونوں لاپتہ میں مسلح افراد موجود تھے۔

"اگر یہ لوہی تمہیں پسند ہے تو تم اسے لے جا سکتے ہو۔ لیکن تمہارے جسم کی ٹوٹ پھوٹ کا میں ذمہ دار نہ ہوں گا۔"
 عمران نے مسکرا کر جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہو ہو۔ تم ایسٹر کی توہین کر رہے ہو۔ یہ ننھی مٹی چڑیا میرا گھاڑ سکتی ہے۔ بڑے بڑے لڑاکے مجھے اچھی نہیں لگا سکتے۔"

ہو چکا ہوتا۔ ویسے کیا خیال ہے۔ یہ لڑکی پسند آئی ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت — تت — تم ہو کون۔ تم نے مجھے حیران کر دیا ہے اس قدر تیزی۔ پھر قی اور طاقت تو میں نے آج تک بڑے بڑے لڑکوں میں نہیں دیکھی۔" — ایسٹر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اب تو دیکھ لی ہے۔ سنو۔ واقعی مجھے ٹیلیں نے مہربانیت دے رکھی تھی۔ اور اس نے کہا تھا کہ مہربان مذہب صرف دولت ہے۔ غلط دولت کی خاطر اپنے باپ کو بھی گولی مار سکتے ہو۔ اور میں چاہتا تھا کہ تمہیں کچھ دولت دے کر آگے چلا جاؤں۔ لیکن تم نے ٹیلیں کی بات غلط ثابت کر دی۔ تمہیں دولت کی بجائے لڑکیاں پسند ہیں اور تم نے لڑکی مانگ بھی لی۔ لیکن یہ لڑکی مہربان سے بس کی نہیں ہے اسے تو آج تک میں بس میں نہیں کر سکا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس بک بک کی۔ گولی مار کر نیچے پھینک دو جو لیا نے شیرنی کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"سن لیا تم نے۔ کیا خیال ہے۔" — عمران نے کہا۔

"مم — مم — میں سمجھا نہیں کہ تم آخر چاہتے کیا ہو۔ میرے آدمی ناراک گئے ہوئے ہیں۔ ورنہ شاید تم یہاں تک بھی نہ پہنچ سکتے۔ ایسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا اچھڑی طرح الجھا ہوا تھا۔

"مہربان اجزیہ رانچہ خریدنا چاہتے ہیں۔ وہاں موجود آدمیوں سمیت۔ بولو کتنی رقم دوں۔" — عمران نے ایک لمحت سر دہلچے میں کہا۔ اس کے چہرے پر موجود نرمی اس طرح سختی میں بدل گئی تھی۔ کہ ایسٹر حیران ہو کر اُسے دیکھنے لگا۔

"اجزیہ رانچہ آدمیوں سمیت — کیا مطلب۔" — ایسٹر نے جھکاتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید خواب میں بھی اس سودے کی توقع نہ تھی۔

"وہاں کتنے آدمی ہیں۔" — عمران نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"اس وقت تو وہاں صرف ایک آدمی ہے۔ بتایا تو ہے میرے آدمی ناراک گئے ہوئے ہیں مال بیچنے۔" — ایسٹر نے کہا۔

"بس اتنا ہی پوچھنا تھا۔ جاؤ اب۔" — عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بھکی کی سی تیزی سے گھوما اور ایسٹر چپٹا ہوا اچھل کر لایچ کے آخری حصے میں جاگرا۔ اس کے چہرے پر عمران کا زوردار تعظیم پڑا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی مشین گن تڑ تڑائی اور ایسٹر وہیں پڑے پڑے اس بڑی طرح پیڑ کٹنے لگا جیسے مچھلی پانی سے باہر تڑپتی ہے۔

چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گیا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

"اس کی سیلٹ کھول لو۔ اور اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دو۔" — عمران نے کوخت لہجے میں کہا۔ اور خادہ تیزی سے

خادہ — عمران نے کوخت لہجے میں کہا۔ اور خادہ تیزی سے

”ادہ ہاں۔۔۔۔۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے میرے متعلق ایسٹر سے ایسی بات کیوں کہی کہ اگر تمہیں پسند ہے تو لے لو۔ میں تمہاری ٹونڈی ہوں۔“ جولیا کا لہجہ بے حد غصیلہ تھا۔

”ارے اس لئے تو میں نے یہ بلیٹ حاصل کی ہے تاکہ تم غراٹھوڑ کر۔۔۔۔۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر اٹھ کر جلدی سے لاپنچ کے عقبی حصے کی طرف دوڑ پڑا۔ اور جولیا کا گھومنے کے لئے اکٹھا ہوا ہاتھ واپس نیچے ہ گیا۔

”میں لعنت بھیجتی ہوں اس بلیٹ پر۔“ جولیا نے کہا اور پنچ پر پڑی ہوئی بلیٹ اکٹھا کر اس نے سمندر میں پھینک دی۔ عمران دوڑتے وقت بلیٹ دین پنچ پر ہی چھوڑ گیا تھا۔

”ارے ارے۔ یہ کیا کر دیا۔ یہ تو میں نے اس لئے لی تھی کہ اپنی ہونے والی دلہن کو منہ دکھائی کے طور پر ددں گا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ شاڈال کو رکھنا چاہیئے۔۔۔۔۔“ عمران نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”ابھی تمہاری ہونے والی دلہن کی دادی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے کہاں تک سنبھالتے پھرتے اسے۔“ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس بار اس کی بات پر صدیقی اور خاورد دونوں ہی تہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”دادی بھی پیدا نہیں ہوئی۔ ادہ کمال ہے۔ یعنی دادی اور ماں کے بغیر ہی۔ تو بہ تو بہ۔ واقعی قرب قیامت کی نشانیاں ہیں۔“ عمران نے حیرت سے آنکھیں کانوں تک پھیلاتے ہوئے کہا۔ اور ایک

اس کی طرف بڑھا۔ اور چند لمحوں بعد ایسٹر کا مردہ جسم سمندر میں تیر رہا تھا۔ خاورد نے اس کی میروں جڑھی بلیٹ کھول لی تھی۔

”پلو صدیقی۔ لاپنچ موڑو۔ اور شمال مشرق کی طرف چلو۔ عمران نے صدیقی سے کہا۔ اور صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے لاپنچ کو تھوڑا سا بائیں کر کے موڑا اور پھر تیزی سے جزیرے کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران نے اس دوران بلیٹ خاورد کے ہاتھ سے لے لی تھی۔ وہ اب غور سے بلیٹ کو دیکھ رہا تھا جیسے جائزہ لے رہا ہو کہ یہ کتنی قیمتی ہے۔

”کیا کرو گے اس بلیٹ کا۔“ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے سنا ہے کسی کھٹکنی بلی کو ہیرا نظر آجاتے تو وہ غراٹھوڑ کر فوراً میاؤں میاؤں کرنے لگتی ہے۔ اور اس بلیٹ میں تو اتنے ہیرے ہیں کہ میاؤں میاؤں کے ساتھ وہ دم بھی بلانا شروع کر دے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بہو اس مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ جزیرے پر اور آدمی موجود نہیں ہے۔“ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ تو بڑی سیدھی سی بات تھی۔ فائرنگ کے باد جو داد پر سے جب کوئی منور نہ ہوا تو اس سے یہی نتیجہ نکلا جا سکتا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

بار پھر لاپنج قہقہوں سے گونج اٹھی۔



بلیک ٹریک پر واقع جزیروں کے سامنے سے ان کی لاپنج انتہائی تیز رفتار سی گزرتی چلی گئی۔ لیکن کسی بھی جزیرے کی طرف سے کوئی مداخلت سامنے نہ آئی۔ لاپنج کے اوپر مادام راکلی کے خون سے رنگا ہوا سرخ جھنڈا تیز ہوا میں بڑی طرح پھڑپھڑا رہا تھا۔ تنویر یار کی اور مائیکل اس سارے سفر میں بالکل خاموش بیٹھے رہے تھے۔ کیونکہ وہ تینوں ہی اپنے اپنے خیالات میں گم تھے۔ تنویر کو مسلسل یہ فکر کھائے چلی جا رہی تھی کہ وہ لیٹ نہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ یہ مشن ہی ایسا تھا جس میں کمانڈر حادث تک فوری پہنچنا ضروری تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ لی ساک نے جزیرہ ٹاڈجن کے گرد ایسا حفاظتی انتظام یقیناً کر رکھا ہو گا کہ اگر وہ جہلی کا پیر کے ذریعے وہاں پہنچنے کی کوشش کرتا تو اسے فضا میں ہی ہٹ کر لیا جاتا۔ اس لئے اس نے لاپنج کے سفر

کے ساتھ ساتھ بلیک ٹریک والا راستہ اختیار کیا تھا۔ تاکہ جلد از جلد جزیرے تک پہنچ جاتے۔ گو بلیک ٹریک کے راستے میں اسے خطرات کے متعلق بتا دیا گیا تھا۔ لیکن یار کی نے اسے یہ کہہ کر تسلی دی تھی کہ ڈیوک کا نام سامنے آتے ہی وہ لوگ ان کے ساتھ کوئی تعرض نہ کریں گے۔ لیکن روئیڈو گروپ نے نہ صرف تعرض کیا بلکہ انہیں روک کر ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش بھی کی۔ لیکن تنویر نے نہ صرف ان کا خاتمہ کر دیا تھا بلکہ اس نے انتہائی ذہانت سے کام لیتے ہوئے بلیک ٹریک پر موجود آئندہ آٹھ جزیروں سے بھی ہونے والی مداخلت کا راستہ روک لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کا جی یہی چاہ رہا تھا کہ وہ فوراً اڈا جزیرہ ٹاڈجن پہنچ جائے۔

"باس۔ یہ آخری جزیرہ بھی گزر گیا ہے۔ اب یہاں سے آٹھ میل دود بلیک ٹریک کا لاسٹ ٹرن آنے کا اور اس کے بعد جزیرہ ٹاڈجن بالکل قریب ہو جائے گا۔ صرف پندرہ میل۔" مائیکل نے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر کہو۔" تنویر نے ہونٹ پھینچتے ہوئے کہا۔

"باس لی ساک کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس نے یقیناً جزیرہ ٹاڈجن کے گرد نہ صرف سائنسی حصا قائم کر رکھا ہو گا بلکہ اس نے یقیناً اپنے آدمی بھی یہاں تعینات کر رکھے ہوں گے۔" مائیکل نے کہا۔

"اوہ۔ یہ بات تو میں مادام راکلی سے پوچھنا ہی بھول گیا۔ کہ

ہے۔ اسے بلیک ٹریک والے لاسٹ ٹرن اور جزیرہ ٹارجن والے
فرسٹ ٹرن کہتے ہیں۔ مائیکل نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا۔

”تمہیں اس راستے کا علم ہے۔“ تنویر نے چونک کر
پوچھا۔

”میں ہزاروں بار اس راستے سے گزرا ہوں باس۔ اس لئے
راستے کی تو آپ فکر نہ کریں آگے کے متعلق البتہ آپ سوچ لیں
مائیکل نے جواب دیا۔

”کیا جزیرہ ٹارجن کے آدمی ان چٹانوں میں چھپے ہوئے ہوں
گے۔“ تنویر نے پوچھا۔

”ادہ بالکل نہیں۔ یہ تو جی ایک دوسرے کی حدود کا انتہائی
سختی سے خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ موجود ہوں گے تو یقیناً
لاسٹ ٹرن کے بعد ہوں گے۔“ مائیکل نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔“ پھر ایسا ہے کہ لاسٹ ٹرن سے کچھ پہلے تم
لاپنج کسی اوٹ میں روک لینا۔ میں غوطہ خوری کا لباس پہن کر آگے
جاؤں گا۔ اور پھر جیسی بھی صورت حال ہوگی ویسے ہی ہنٹ لیا جائے
گا۔“ تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ اچھا طریقہ ہے۔ میں بھی ساتھ چلوں گی۔“ یار کی نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”باس۔ ایسا کیوں نہ کریں کہ لاپنج وہیں چٹانوں میں چھپو کہ ہم

لی ساک نے تو روڈ نیٹھ کو مجھے قتل کرنے کے لئے کہا تھا۔ پھر اس
نے یقیناً نتیجے کے لئے کال کیا ہوگا۔ کیا مادام داکلی نے اسے
کوئی جواب دیا۔“ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”اس لی ساک کے پاس یقیناً کوئی ایسا نظام موجود ہے جس
سے اسے ہماری ہر حرکت کا علم ہو جاتا ہے۔ اب دیکھو۔ بلیک
ٹریک پر سفر کے متعلق کسی کو علم نہیں۔ لیکن ہمارے سفر پر روانہ
ہوتے ہی اس نے روڈ نیٹھ کو ہمارے متعلق اطلاع دے
دی۔ اور اب بھی یقیناً اسے علم ہوگا کہ ہم روڈ نیٹھ اور اس
مادام داکلی کو قتل کر کے جزیرہ ٹارجن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔“
یار کی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اگر اسے علم ہے باس تو پھر ہم انتہائی شدید خطرے میں ہیں۔
ہو سکتا ہے۔ لاسٹ ٹرن پر اس کی اسلحہ بردار کشتیاں ہمارے
استقبال کے لئے موجود ہوں۔ اور ہمیں دیکھتے ہی وہ ہم پر راکٹوں
اور مینزائلوں کی بارش کر دیں۔“ مائیکل نے لاپنج کی گفتار
یک لحظہ کم کرتے ہوئے کہا۔
”یہ لاسٹ ٹرن کیا ہے۔ جس کا تم بار بار ذکر کر رہے ہو۔“
تنویر نے پوچھا۔

”باس۔ یہاں سے ذرا آگے سمندر کے اندر اپنی نیچی چٹانوں
کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جن کے درمیان ایک
ہی محفوظ راستہ ہے جہاں یہ چٹانیں ختم ہو کر دوبارہ کھلا سمندر
شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں یہ راستہ ایک طویل موڑ کاٹ کر نکلتا

غوطہ خوری کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔ اس جدید ترین لباس میں آسانی سے چار پانچ میل کا سفر کر سکتے ہیں۔ اگر اس دوران لی سسک کے آدمیوں کی کوئی لاپنج نظر آئی۔ تو ہم اس پر قبضہ کر لیں گے۔ اور اگر تعداد زیادہ ہوئی تو پھر ہم واپس اپنی لاسٹنج پر آجائیں گے۔ مائیکل نے کہا۔

”نہیں۔۔۔ واپسی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ وہاں کوئی لاپنج نہ ہو۔ ورنہ ہم انہی کی لاپنج میں آگے سفر کر س گے۔“ تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور مائیکل اور یار تکی دونوں نے سر ہلا دیئے۔

مائیکل نے لاپنج کی رفتار تیز کر دی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی سمندر میں اونچی نیچی چٹانوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان میں سے بے شمار چٹانیں پانی کے اندر بھیجی ہوئی تھیں جب کہ کئی کے کنارے باہر نکلتے ہوئے تھے۔ یہ واقعی انتہائی خطرناک علاقہ تھا۔ اور معمولی سی غلطی سے تیزی سے چلتی ہوئی لاپنج پانی کے اندر بھیجی ہوئی کسی چٹان سے ٹکرا سکتی تھی۔ اور اس صورت میں یقیناً اس کے پرچے اڑ سکتے تھے۔ لیکن مائیکل واقعی اس راستے سے پوری طرح واقف تھا۔ وہ لاپنج کو اس طرح تیزی سے گھاتا ہوا

ان چٹانوں کے درمیان سے گزارے چلا جا رہا تھا کہ تنویر کو اس کی مہارت پر حیرت ہو رہی تھی۔ پہلی بار اُسے مائیکل کی ضرورت کا احساس ہوا تھا۔ کم از کم وہ یاد رکھنے لگا کہ اس چٹانوں کو اس طرح کسی صورت میں بھی کراس نہ کر سکتے تھے۔ وہ لازماً کسی نہ کسی چٹان سے لاپنج

تکرا بیٹھتے۔ اور اس کے بعد لاپنج کے ساتھ ساتھ ان کا اپنا انجام بھی اظہر من الشمس تھا۔ لیکن مائیکل لاپنج کو بڑی مہارت سے اس خطرناک ترین راستے پر چلائے جا رہا تھا۔ تنویر اور یار تکی دونوں خاموش بیٹھ تھے۔ تاکہ مائیکل کا ذہن اس راستے کی طرف ہی مرکوز رہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک لاپنج کو انتہائی ٹیڑھے میڑھے راستے پر دوڑانے کے بعد مائیکل نے لاپنج کی رفتار کم کر دی۔ اور تیزی سے دوڑتی ہوئی لاپنج آہستہ ہوتے ہوئے بالکل ہی رک گئی۔ اور مائیکل اُسے گھما کر دو بڑی چٹانوں کے درمیان لے آیا۔ اور پھر اس نے لاپنج کو وہیں ایک چٹان کے کپے کے ساتھ بک کر دیا۔

”باس۔ اب لاسٹ ٹرن کا آخری حصہ بالکل قریب ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو فرلانگ۔“ مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”دیر کی گڈ مائیکل۔ تم نے واقعی بے پناہ مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ ورنہ یہ خوف ناک راستہ یقیناً ہمیں لے ڈوبتا۔“ تنویر نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”شکریہ باس۔ آپ کی تعریف نے میرا حوصلہ بلند کر دیا ہے۔“ مائیکل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”اب جلدی سے غوطہ خوری کے لباس پہنو۔ اور اسلحے کے بیٹھے بھی ساتھ لے لو۔ جو سکتا ہے ہمیں اس کی ضرورت پڑے“ تنویر نے کہا۔ اور وہ تینوں ہی اپنا اپنا لباس پہننے میں مصروف

ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پشت پر اسلحے کے مخصوص تھیلے ایڈجسٹ کر کے سمندر میں اترنے کے لئے تیار ہو گئے۔

”میں آگے آگے رہوں گا باس۔ ورنہ وہ خوف ناک شایکین یہاں سے قریب ہی رہتی ہیں۔ اگر ہم اس طرف جانکے تو پھر انہوں نے ہمیں لمحوں میں جیر بھاڑ دینا ہے۔“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں۔ تم نے تو کہا تھا کہ راستے میں شادک مچھلیوں کا ایک قبیلہ آتا ہے۔“ تنویر نے چونک کر کہا۔

”وہ قبیلہ انہی چٹانوں کے درمیان رہتا ہے۔ میں نے لاپنج اس راستے پر ڈالی ہی نہیں۔ حالانکہ وہ راستہ کم خطرناک ہے۔“ مائیکل نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ تینوں غوطہ خوری کے لباس پہنے ہوئے سمندر میں اتر گئے۔ تینوں کے ہاتھوں میں واٹر راکٹ گنیں تھیں۔ مائیکل آگے بھا اور یار کی اور تنویر اس کی پیروی کر رہے تھے۔ وہ چٹانوں کے درمیان گھومتے ہوئے تھوڑی دیر بعد کھلے سمندر میں آ گئے۔

اب انہوں نے آپس میں خاصا فاصلہ کر لیا تھا۔ تاکہ اگر اچانک کسی پر کوئی افتاد پڑے تو دوسرا اُسے سنبھال سکے اور وہ اکٹھے نہ مارے جائیں۔ تنویر نے اپنے سر پر پہنے ہوئے شیشے کے بنے ہوئے مخصوص کنٹوپ کی سائیڈ پر ایک بٹن دبایا تو کنٹوپ کے اوپر سے ایک ایمریل مناتاہ تیزی سے سطح سمندر کی طرف اٹھتی گئی۔ اور چند لمحوں بعد اس کا اوپر کا گھنڈی مناسر اسطرح سمندر

سے باہر نکل گیا۔ اور اس کے ساتھ کھٹاک کی آواز کے ساتھ تنویر کی آنکھوں کے سامنے ایک مدش شیشہ سا اتر آیا۔ اور اب اس شیشے میں تنویر پانی کے اندر وہ کمر سطح سمندر سے باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔

”باس۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ یہ آٹھ لائینیں ہیں جو کافی فاصلے پر موجود ہیں۔“ اچانک مائیکل کی آواز تنویر کے کانوں میں پڑی اور وہ چونک پڑا۔

”کس طرف ہیں؟“ تنویر نے پوچھا۔

”شمال مشرق کی طرف۔ جہاں سمندر کے ایک حصے میں اونچی گھاس اُگی ہوئی ہے۔ یہ ایک ذمیر آب جزیرہ ہے۔ جس پر یہ سمندری گھاس اُگی ہوئی ہے۔ یہ لائینیں اس کے کناروں پر موجود ہیں۔“ مائیکل نے جواب دیا۔

اور تنویر نے شمال مشرق کی طرف گھوم کر دیکھا تو اُسے دور سمندر میں دھبے سے دکھائی دیئے۔ یہ دھبے سمندر میں کافی دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ مائیکل چونکہ تنویر سے کافی آگے موجود تھا۔ اس لئے اس نے کشتیاں پہلے چیک کر لی تھیں۔

”کیا جزیرہ ٹار جن جانے کے لئے ہمیں یہی راستہ اختیار کرنا ہوگا؟“ تنویر نے پوچھا۔

”یس باس۔ اس گھاس والے ذمیر آب جزیرے کو اگر اس کے ہم جزیرہ ٹار جن تک پہنچ سکتے ہیں۔“ مائیکل نے کہہ۔

فیک ہے۔ پھر آگے بڑھے چلو۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور
 جی دبا کر اس نے ایریل نیچے کر لیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے
 وہ شیشہ بھی غائب ہو گیا اور اب وہ صرف سمندر کے اندر دیکھ سکتا تھا۔
 مائیکل۔ یاد کی اور تنویر تینوں تیزی سے تیرتے ہوئے شمال مشرق
 کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ وہ خاصی تیز رفتار سی سے آگے
 بڑھ رہے تھے۔ لیکن بہر حال ان کی رفتار لاپنج کی نسبت تو انتہائی
 کم تھی۔ مائیکل سب سے آگے تھا۔ اور یاد کی اور تنویر پچھلے کم دو
 سمتوں میں اس کے پیچھے تیر رہے تھے۔ مائیکل اور ان دونوں
 کے درمیان سو گڑ کا فاصلہ تھا۔ اور پھر تیرتے تیرتے انہیں سمندر
 کے اندر دور سے دہ زید آب جزیہ اور اس پر اُگی ہوئی گھاس
 نظر آنے لگی۔ لاپنجیں چونکہ سطح آب پر ہوں گی۔ اس لئے وہ انہیں
 نظر نہ آرہی تھی۔ ابھی دہ زید آب جزیہ سے کچھ فاصلے پر تھے
 کہ یک لخت انہیں پانی میں شدید پہلے کا سا احساس ہوا اور اس
 کے ساتھ ہی روشنی کی تین کیریں اس قدر تیز رفتار سی سے ان
 تینوں کی طرف علیحدہ علیحدہ بڑھیں کہ انہیں صرف ایک بار پلک
 جھپکانے کا ہی موقع مل سکا اور دوسری پلک جھپکانے سے پہلے
 ہی روشنی کی وہ کیریں ان سے ٹکرائیں تھیں۔ اور روشنی کی یہ
 کیریں بیسے ہی تنویر کے جسم سے ٹکرائی وہ پانی میں ہی اُلٹ گیا۔
 اس کے سر پر پہنا ہوا کنڈوپ ایک خوف ناک دھماکے سے پھٹا۔
 اور صرف اس کے پھٹنے کے دھماکے کی آواز تھی جو اس کے کانوں
 تک پہنچنے والی آخری آواز تھی۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر

یہی کا دیز پرودہ پھیلتا گیا۔

پھر چانک تنویر کے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا۔
 یہ نقطہ تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر کے
 اسات یک لخت جاگ اٹھے۔ اور پورے جسم میں درد کی تیز
 سی دوڑنے لگیں۔ درد کی ان تیز لہروں نے اس کے شعور
 اور زیادہ تیزی سے جگا دیا۔ اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس
 سر تیزی سے ادھر ادھر گھوما اور پھر اُسے احساس ہوا کہ وہ ایک
 لے سے چوٹی کمرے کے فرش پر لیٹا ہوا ہے۔ اور یہ کمرہ آہستہ
 بہت حرکت کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی مائیکل اور یاد کی بھی لیٹے
 لے تھے۔ ان دونوں کی آنکھیں بند تھیں لیکن ان دونوں کے
 یوں میں ہلکی ہلکی لرزش تھی۔ ان تینوں کے ماتھے پشت پر بندھے
 لے تھے۔ اور پیروں میں بھی رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔ جسم پر
 جو غوطہ خوری کا لباس غائب تھا۔ اور وہ اپنے عام لباس میں
 تھے۔ تنویر نے اپنے جسم کو ادب اٹھانے کی کوشش کی۔ اور پھر
 اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کمرے کی ساخت کا احساس
 تے ہی اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ کسی بڑی لاپنج کے نیچے بنے ہوئے
 بن میں موجود ہے۔ اُسی لمحے مائیکل اور یاد کی کی کراہیں سنائی
 ۔ اور پھر ان کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔
 "اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ ہم کسی لاپنج کے کین میں موجود ہیں۔"
 بنے کہا۔ اور تنویر کی آواز سننے ہی وہ دونوں ایک جھٹکے سے
 بیٹھے اور پھر حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

اٹائی ہوئی تھیں۔

”تو تمہیں ہوش آگیا۔“ دیوتا مت آدمی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”تمہارے سامنے بیٹھے ہیں مسٹر.....“ تنویر نے بڑے مطمئن بلجے میں کہا۔

”اسکاٹ۔“ میرا نام اسکاٹ ہے۔ ادرا ب میں نے غارت کر دیا ہے۔ تو تم بھی اپنا تعارف کرا دو۔ ویسے میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ لڑکی ڈیو کی بیٹی یا رکی ہے اور تم دونوں میں سے ایک کا نام مائیکل اور دوسرے کا اسکاٹ بلوٹن ہے۔ اسکاٹ نے اُسی طرح زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام اسکاٹ بلوٹن ہے۔“ تنویر نے جواب دیا۔

”گڈ۔“ میرا اپنا بھی یہی خیال تھا۔ ویسے تم جس طرح رو نیڈ گروپ سے منٹ کر بیک ٹریک کو کراس کر کے آئے ہو۔ مجھے اس پر حیرت ہے۔ حالانکہ مادام راگلی نے باس کو بی اطلاع دی تھی کہ اس نے تمہارے سمیت تمہاری لاپنج برائل مارکر تباہ کر دی ہے۔ لیکن مجھارا باس بے حد محتاط بننے کا عادی ہے۔ اور یہ اُسی کی احتیاط کا نتیجہ ہے کہ آج تم بال اس حالت میں موجود ہو۔“ اسکاٹ نے اُسی طرح ہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا یہ زہریلی مسکراہٹ شاید ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔

”تم نے ہمیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے۔“ تنویر

”ادہ۔“ ہم پر کوئی جدید سائنسی آلہ استعمال کیا گیا ہے۔“ مائیکل نے سر کو ہٹکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ انہوں نے یقیناً اوپر سے ہمیں چیک کر لیا تھا۔ لیکن اس بات پر حیران ہوں کہ انہوں نے اب تک ہمیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے۔“ تنویر نے جو منٹ چباتے ہوئے کہا۔

”باس۔“ تم نے مادام والے جزیرے میں مائیکل پر بندہ ہوئی رسی کھول لی تھی۔ کیا اب نہیں کھولی۔ میں تو اس طرح بیٹھے سخت تھک گیا ہوں۔“ مائیکل نے پریشان سے پوچھا۔

”وہ سبک تھے۔ لیکن یہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ان کی گانٹھیں سے بہت مختلف ہوتی ہیں۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ادرا اس کا کہنا درست بھی تھا۔ جب سے اُسے ہوش آیا تھا وہ مسلسل کلائیوں پر بندھی ہوئی رسی کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن گانٹھ کچھ اس انداز میں لگائی گئی تھی کہ وہ کسی کھٹنے میں ہی نہ آ رہی تھی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات مزید ہوتی۔ ان کے سامنے موجود کین کا درد اذہ ایک دھماکے سے کھلا اور تین افراد اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے آگے والا آدمی خاصا دیوتا نما تھا اور اس کے چہرے پر موجود زخموں کے بے شمار نشانات بتا رہے تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی کھڑائی میں ہی گزری ہے۔ اس کے پیچھے دو نوجوان تھے جنہوں نے ہاتھ میں مشین

نے آخر کار وہ سوال پوچھ ہی لیا جو کافی دیر سے اس کے ذہن میں گھل رہا تھا۔

"اصل بات بتاؤں۔" اسکاٹ نے اسی طرح زہریلے میں ہنسنے لگا۔

"ہاں۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے بائس سے یہ سن کر واقعی حیرت ہوئی تھی۔ کہ تم نے روڈ کو مارا گرایا ہے۔ حالانکہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ روڈ میں کچا گیندوں جتنی طاقت موجود تھی۔ اور وہ اس سارے علاقے میں ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم نے روڈ کو طاقت سے شکست دی ہے یا نہیں۔ مارا گرایا ہے۔ مہرباناجم دیکھ کر میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تم نے یقیناً اس دھوکہ کیا ہو گا ورنہ روڈ نہ تو مہربان رہے جیسے دس کے بئس کا نہیں تھا۔" اسکاٹ نے تیز تیز ہلچے میں کہا۔

"وہ چیخ کے نتیجے میں مارا گیا ہے۔ میں نے اُسے چیخ کے میں شکست دی ہے۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کبھی اسکاٹ کے منہ سے نکلنے والے طنز پر ہنسنے سے گوارا نہ دیا۔

"واہ شاہ یہ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ مہربان جھوٹ پر یقیناً کوئی بڑا انعام ملنا چاہیے۔ تم چوہے روڈ کو چیخ مارا۔" اسکاٹ نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"جھوٹ سچ کا فیصلہ میدان میں ہی ہو سکتا ہے۔ اگر چاہو تو آؤ۔"

دیکھ لو۔" تنویر نے بڑے سپاٹ ہلچے میں جواب دیا۔
"ادہ تو تم مجھے چیخ کر رہے ہو۔ مطلب یہ کہ تم مشکل موت مرنا چاہتے ہو۔" اسکاٹ نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا اچانک دروازے میں ایک نوجوان نمودار ہوا۔

"بائس مارنی کی کال ہے۔" اس نوجوان نے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر میں سے ہلکی ہلکی ٹون کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اسکاٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ اسکاٹ اسٹینگ اور۔" اسکاٹ نے ٹرانسمیٹر ہاتھ میں لیتے ہوئے اس کا بیٹن دبا کر کہا۔
"مارنی سپیکنگ۔" کیا رپورٹ ہے۔ مہربان سی کال آئی تھی مگر میں اس وقت راولڈ پر تھا اور۔" دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈکٹری بائس۔ ہم نے فرسٹ ٹرن پر اسکاٹ بلوٹن۔ یاد کی اور بائیکل کو چیک کر لیا تھا۔ وہ جدید طرز کا غوطہ خوری کا لباس پہنے سمندر کے اندر گہرائی میں تیرتے ہوئے ریڈ سپاٹ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ میں نے ریڈ ریڈ گے ذریعے انہیں سمندر میں ہی بے ہوش کر دیا۔ اور اب وہ میرے سامنے بندھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ انہیں ہوش آچکا ہے اور۔" اسکاٹ نے تنویر۔ یاد کی اور بائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے تسلی کر لی ہے کہ یہ واقعی وہی لوگ ہیں اور۔" دوسری

طرف سے مارنی نے پوچھا۔

”بالکل باس۔ ویسے ان کے پاس انتہائی جدید ترین اسلحہ تھا۔ اور اگر ہم یہاں موجود نہ ہوتے تو یہ سارا حفاظتی نظام توڑ کر ہزیمے تک پہنچ جاتے اور“۔ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔۔۔ اگر تمہاری تسلی ہو گئی ہے۔ تو ان تینوں کو ہلاک کر کے ایک لاپتہ میں ہزیمے پر ان کی لاشیں بھجوا دو اور تم ابھی وہیں ٹھہرو۔ جب تک باس تمہاری واپسی کا حکم نہ دے اور“۔ مارنی نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ میں ان کی لاشیں لاپتہ نمبر چھ میں بھجوا رہا ہوں۔ اس لاپتہ پر جبکی ساتھ آئے گا اور“۔ اسکاٹ نے کہا۔

”او۔ کے۔ اور اینڈ آل۔“ دوسری طرف سے مارنی نے کہا۔ اور اسکاٹ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے اس نوجوان کے ہاتھ میں بکھڑایا جو اسے لے کر آیا تھا۔

”ان تینوں کو لے کر لاپتہ نمبر چھ میں آجاؤ جیگر۔ میں اس کی واپس کا نظام چیک کر لوں۔“ اسکاٹ نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مسلح نوجوان سے کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر کہیں کے دروازے سے باہر نکل گیا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مسٹر۔“ جیگر نے آگے بڑھ کر تلخ لہجے میں ان تینوں سے کہا۔

”ہمارے پیروں میں بندھی رسیاں کھولو گے مسٹر جیگر تو ہم اٹھ

کر کھڑے ہوں گے اور تمہارے ساتھ چل سکیں گے۔“ تنویر نے کہا۔ اور جیگر اپنے ساتھی کی طرف مڑ گیا۔

”راکی۔ پہلے ان تینوں کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسیاں چیک کر دو۔ اور پھر ان کے پیروں کی رسیاں کھول دو۔“ جیگر نے کہا۔ اور دوسرا آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے ان کے عقب میں آکر باقاعدہ ان کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسیوں کو چیک کیا اور پھر ان کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے ان تینوں کے پیروں کی رسیاں کھول دیں۔ اور وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ راکی مشین گن لئے اب ان کے عقب میں تھا جب کہ جیگر ان کے سامنے۔

”میرے پیچھے آجاؤ۔“ جیگر نے کہا اور کہیں کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

تنویر آگے بڑھا اور پھر وہ تینوں کے بعد دیگرے ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کہیں کے دروازے سے باہر آ گئے۔ ادھر سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں چڑھ کر جب وہ ادھر پہنچے تو وہ ایک خامی جدید اور وسیع لاپتہ کے عرشے پر پہنچ گئے۔ وہاں آٹھ لائسنس موجود تھیں جو ایک دوسرے کے ساتھ لگی ہوئی کھڑی تھیں۔ جیگر انہیں مختلف لائیو پر سے لیتا ہوا آخری لاپتہ پر لے آیا۔ اس لاپتہ پر اسکاٹ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی کھڑا تھا۔ لاپتہ کی سائڈ پر چھ کا بڑا سا ہندسہ دور سے دکھایا ہوا نظر آرہا تھا۔

”جبکی۔ تم نے ان تینوں کی لاشیں لے کر پیش دے

سے جاتا ہے۔ اور انہیں باس مارٹی کے خالے کم کے داپس آجانا ہے۔ اسکاٹ نے ان تینوں کے اس لانچ میں پہنچے ہی کہا۔

"لیکن اسکاٹ یہ تینوں تو زندہ ہیں تم تو لاشوں کی بات کر رہے تھے۔" جبکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "یہ ابھی لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے ڈونٹ درسی۔" اسکاٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسکاٹ۔ یہ لڑکی بہت خوب صورت ہے۔ کیا خیال ہے۔ اسے زندہ نہ لے جایا جائے۔ باس اسے مردہ دیکھ کر شاید ناراض ہو جائے۔" بیکی نے یاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ آج کل پاڈلا جزیرے پر موجود ہے۔ اور تم جانتے ہو جب پاڈلا موجود ہو تو باس کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔" اسکاٹ نے کہا۔ اور پھر وہ تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

"مسٹر سکاٹ بلوٹن۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہاری طاقت کا مظاہرہ نہیں دیکھ سکوں گا۔ ورنہ میں تمہیں گولیاں مارنے کی بجائے تمہاری ہڈیاں توڑ کر تمہاری لاش بھیجتا۔ لیکن باس معمولی سی دیر بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجبور ہی ہے۔ جیکر اور مارکی۔ ادھر سامنے آجاء۔ اور انہیں گولیوں سے اڑا دو۔" اسکاٹ نے کہا۔ اور ان تینوں کے ساتھ کھڑے

ہوئے جیکر اور مارکی اس کی بات سننے ہی تیزی سے دوڑ کر ان تینوں کے سامنے آ گئے۔
 "ایک منٹ مسٹر اسکاٹ۔" تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔
 "کیا کہنا چاہتے ہو۔ تمہارا کچھ کہنا اب فضول ہے۔" اسکاٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 "میں تمہارا زیادہ وقت نہ لوں گا اسکاٹ۔ صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم سن لو۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔" اسکاٹ نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ بڑے بیزار نہ لہجے میں بات کر رہا ہو۔
 "صرف اتنا بتا دو کہ یہ سیشل دے کیا چیز ہے۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم کیوں پوچھنا چاہتے ہو۔" اسکاٹ تنویر کی بات سن کر کڑی طرح چونک پڑا۔

"اگر بتا دو گے تو کوئی حرج تو نہیں ہے۔ ظاہر ہے میں نے ابھی لاش میں تبدیل ہو جانا ہے۔ دیے اگر تم لاش سے بھی کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہو تو یہ اور بات ہے۔" تنویر نے اس بار قدرے طنز پر لہجے میں کہا۔

"میں نے زندہ آدمی سے کبھی خطرہ محسوس نہیں کیا لاش سے کیا کرنا ہے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ میں اس بات پر غور کر رہا ہوں۔" اسکاٹ نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے کہا۔

" پہلے تمہیں جلدی تھی اب تم خود دیر لگا رہے ہو " — تو میرے ہنسنے لگا۔

" سنو۔ شاید تمہارے ذہن میں کوئی بات ہو کہ تم ذرا نہ بچ جاؤ گے تو اسے ذہن سے نکال دو۔ ویسے میں بتا دیتا ہوں۔ ہم پیش دے اس راستے کو کہتے ہیں جو جزیرہ ٹاراجی تک گرا اس لینڈ کے جنوب مغرب کی طرف سے گھوم کر جاتا ہے۔ " اسکاٹ نے جو بٹ سیکڑتے ہوئے کہا۔

" شکریہ اسکاٹ " — تو میرے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اسکاٹ سر جھٹکتے ہوئے جگہ اور راک کی طرف مڑ گیا۔ وہ شاید انہیں فائرنگ کا حکم دینا چاہتا تھا۔ کہ اچانک تو میری کبلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ اور پھر جیسے وہ ہوا میں اڑتا ہوا سامنے کھڑے جگہ اور راک سے اس طرح بھرا یا کہ ان دونوں کے قریب جا کر اس کا جسم تیزی سے گھوما اور پھر اس کی پھلی ہوئی لاتیں ان دونوں کے جڑوں پر پوری قوت سے پڑیں اور وہ دونوں پیچھے ہوئے اچھل کر سمندر میں گرے ہی گئے کہ ایک نخت توڑا ہٹ کی تیز آواز سے جبکی اور اسکاٹ دونوں لٹو کی طرح گھومتے ہوئے لپاٹ میں گرے۔ اور تو میری کبلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھوں میں موجود مشین گن نے ایک بار پھر مسلسل شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ اور ایک بھینکنے سے بھی کم عرصے میں باقی لائچوں پر کھڑے ہوئے افراد گولیوں کی گھومتی ہوئی باڈھکی زد میں آ کر مکھیاوں کی طرح اپنی اپنی لائچوں میں گرتے پڑے گئے۔

تو میرے واقعی انتہائی حیرت انگیز کارنامہ سر انجام دیا تھا ایک نامکمل کارنامہ۔ اُس کے ہاتھ اُسی طرح دسی سے بندھے ہوئے تھے۔ لیکن اب اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت کی بجائے اس کے سامنے آ گئے تھے۔ گو اس طرح بازو بڑی طرح مڑ گئے تھے۔ اور وہ انہیں اپنے منہ تک نہ اٹھا سکتا تھا۔ لیکن اس کے بندھے ہوئے ہاتھوں میں موجود مشین گن پوری رفتار سے شعلے اگلتی چلی جا رہی تھی۔ اس نے جگہ اور راک کی پر حملہ اس انداز میں کیا تھا کہ انہیں براہ راست فلائنگ کلک مارنے کی بجائے وہ ان کے قریب پہنچ کر تیزی سے قلاباندی کھا گیا تھا۔ اس طرح اس کے گھوم کر اوپر کو اٹھتے ہوئے پیر نہ صرف ان کے جڑوں پر پڑے تھے بلکہ اس کے دونوں ہاتھ بھی اس قلاباندی کی وجہ سے گھوم کر اس کے پیروں کے نیچے سے نکل کر آ گئے آگئے تھے۔ اور اس نے گرتے ہوئے جگہ کے ہاتھوں سے مشین گن تمام لی تھی۔ اور مشین گن تھامتے ہی اس نے پہلی بار میکی اور اسکاٹ پر ماری اور پھر اُسی طرح جھکے جھکے انداز میں اس نے گھومتے ہوئے باقی گولیاں ایک دوسرے سے ملحق لائچوں میں موجود افراد پر برسا دیں۔ اور اس طرح ایک بھینکنے سے بھی کم عرصے میں وہ — لائچوں پر کھڑے تمام افراد کو گولیوں کا نشانہ بنا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ٹوئیک سے انگلی کا دباؤ ہٹایا۔ اور مشین گن خاموش ہو گئی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر اس کی مشین گن نے شعلے اگلے اور دو لائچوں کی سیڑھیوں سے ابھرتی

ہوئیں کھوپڑیاں ہزاروں ٹکڑوں میں بکھر گئیں۔ اس نے ایک بار پھر مشین گن کے ٹرگر پر دباؤ کم کیا۔ لیکن اس کی تیز نظر نے لمحہ لاپنجوں پر ہی بھی ہوتی تھیں۔ لیکن جب چند لمحوں تک لاپنجوں پر — کوئی آدمی حرکت کرتا ہوا نظر نہ آیا تو اس نے ایک طویل سانس لی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا دستہ لاپنج کے فرش پر دکھا۔ اور اس کی نال اس نے اپنی دونوں کلائیوں کے درمیان اس طرح فرٹ کر دی کہ نال دونوں کلائیوں کے درمیان بندھی ہوئی دسی کے بالکل درمیان میں آگئی۔ تو اس نے جلدی سے پیر میں موجود بوٹ کا عقبی حصہ لاپنج کے فرش پر مارا تو اس کی ٹو سے ایک باریک سا سوا باہر نکل آیا۔ تنویر نے دبی پیر اونچا کیا۔ اور پھر اس نے پیر کو موڑ کر وہ باریک سا سوا ٹریگر راؤنڈ میں ڈالا اور پیر کو نیچے کی طرف دبا کر ٹرگر پر سونے کا زور ڈال دیا۔ تو تڑا ہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کسی گولیوں اس کی دونوں کلائیوں کو کھینچتی ہوئیں اور پیر کو مکمل گئیں اور مشین گن نیچے گر گئی۔ لیکن تنویر کے ہاتھ دسی کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔ یہ اور بات تھی کہ اس کی دونوں کلائیوں سے خون تیزی سے بہنے لگا تھا۔ لیکن اس نے اس خون کی پرواہ کئے بغیر جھک کر مشین گن اٹھائی اور دوڑتا ہوا ساتھ والی لاپنج پر پہنچ گیا۔ اس نے اس کے نیچے راؤنڈ لگایا اور پھر اوپر آکر وہ اس کے ساتھ ساتھ والی لاپنج پر پہنچ گیا۔ وہاں اس کی مشین گن ایک بار پھر تڑپاٹی۔ اور لاپنج کے فرش پر حرکت کرتا ہوا ایک آدمی ساکت ہو گیا۔ کھوٹھی دیر بعد وہ سادھی لاپنجوں پر چکر لگا کر اور جو دھاں صرف زخمی

تھے انہیں موت کے گھاٹ اتار کر وہ واپس چھ نمبر لاپنج پر آگیا۔ جہاں مائیکل اور یار کی ابھی تک بت بنے کھڑے تھے۔ ان دونوں کی آنکھیں پٹی ہوئی تھیں اور پہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ بے ہوشی اور ہوش کی درمیانی کیفیت سے گزر رہے ہوں۔ تنویر مسکراتا ہوا ان کی طرف بڑھا اور پھر اس نے چند لمحوں میں ان دونوں کی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھول دیں۔

"ادہ ادہ سکاٹ بوٹس — تم عظیم ہو۔ تم حیرت انگیز آدمی ہو۔ ناقابل یقین، — یار کی ایک لمحت تنویر کے پیروں میں اس طرح گر گئی جیسے کوئی ادنیٰ سی کینز کسی شہنشاہ اعظم کے پیروں میں گر کر بے پناہ عقیدت کا اظہار کر رہی ہو۔"

"ارے ارے کیا ہوا۔ اٹھو" — تنویر نے جلدی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر یار کی کو دونوں کانڈوں سے پکڑ کر اٹھا دیا۔

"بکس کے ہاتھ زخمی ہیں یار کی — پاس کھڑے مائیکل نے کہا۔ اور یار کی یہ سن کر اچھل پڑی۔

"ادہ ہاں — یار کی نے جلدی سے تنویر کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"کسی نہ کسی لاپنج میں فرسٹ ایڈ بکس ہو گا وہ لے آؤ اور یار کی تم اپنے تیلے ڈھونڈو۔ ان میں میک اپ بکس موجود ہے۔ وہ تیلے لے آؤ۔ جلدی کو — تنویر نے اس بار سخت ہلچے میں کہا۔ اور وہ دونوں ہی تیزی سے سر ملاتے ہوئے دوسری

لاپنجوں پر کود گئے، جب کہ تنویر وہیں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد یا رکی تینوں بھیلے اٹھائے اس لاپنج پر آگئی۔ اور اس دوران مائیکل بھی ایک فرسٹ ایڈ باکس اٹھا لیا تھا۔ اور پھر اس نے بڑی مہارت سے تنویر کی دونوں زخمی کلائیوں کی مرہم پٹی کئی شروع کر دی۔

”تم نے وہ راستہ سمجھ لیا تھا۔ میں نے تمہارے لئے ہی اسے پوچھا تھا۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے مائیکل سے پوچھا۔
”باس تم نہ ہی پوچھتے تو مجھے معلوم تھا۔ بہر حال اب مکمل وضاحت ہو گئی۔ لیکن باس تم نے واقعی جو کارنامہ سر انجام دیا ہے اس کی تو مجھے خواب میں بھی توقع نہ کی تھی۔“ مائیکل نے مرہم پٹی کرتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ہی سمجھا تھا کہ آپ اس اسکاٹ کو قابو میں کر لیں گے۔“ مائیکل نے کہا۔

”ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ کم بجنت گروہ کسی طرح کھل ہی نہ رہی تھی۔ اس لئے مجھوڑا رسک لینا پڑا۔ ورنہ موت تو بہر حال آتی ہی تھی۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”سنو۔ میرا تہہ وقامت جبکی کی طرح ہے۔ اس لئے میں اپنے چہرے پر جبکی کا میک اپ کر دوں گا۔ میں نے اس جنگ میں

دقت میں بھی اُسے مارتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ گولیاں اس کی گردن پر پڑیں تاکہ اس کا لباس بچ جائے۔ اور جبکی کے چہرے پر میں اپنا میک اپ کر دوں۔ تم دونوں کے لباسوں پر مجھے ایسے نشانات بننے پڑیں گے جس سے ظاہر ہو کہ تم دونوں گولیاں کھا کر مردہ ہو چکے ہو۔ یہ کام جبکی کے ساتھ بھی ہو گا۔ کیونکہ یہ لوگ خاصہ جدید آلات سے کام لے رہے ہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں راستے میں چیک کریں۔“ تنویر نے اپنے بھیلے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور مائیکل اور یا رکی دونوں نے سر ہلا دیئے۔ اور پھر تنویر نے میک اپ باکس نکالا اور اس کے ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے پر چلنے لگے۔ باکس میں گئے ہوئے شیشے میں وہ ساتھ ساتھ اپنا بدلتا ہوا چہرہ بھی دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مکمل طور پر جبکی کے روپ میں آ گیا۔ اس دوران مائیکل نے مردہ جبکی کا لباس اتار لیا تھا۔ چنانچہ تنویر نے اپنا لباس اتار دیا اور خود جبکی کا لباس پہننا شروع کر دیا۔ جب کہ مائیکل نے اس کا لباس مردہ جبکی کو پہننا شروع کر دیا۔ لباس کی تبدیلی کے بعد تنویر نے جبکی کے مردہ چہرے پر اپنا اسکاٹ بلوٹن والا میک اپ کر دیا۔ اور پھر اس نے جبکی کے لباس اور مائیکل اور یا رکی کے لباسوں پر ایسے سرخ نشانات بنا دیئے جیسے انہیں گولیوں کی باڑھ سے ہلاک کر دیا گیا ہو۔

اس سارے عمل کی تکمیل میں انہیں آدھے گھنٹے سے زیادہ

وقت لگ گیا۔ مائیکل نے اس دوران اسکاٹ کی لاش کو اٹھا کر سمندر میں اچھال دیا۔ اور اسی لمحے تنویر بڑی طرح اچھل پڑا۔

"اے وہ بیگہ اور راکی۔ وہ تو زندہ تھے۔ میں تو انہیں بھول ہی گیا۔" تنویر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"باس۔ ان کی فکر نہ کر۔ یہاں اس علاقے میں شارک مچھلیوں کی بہتات ہے۔ ادھر دیکھو اسکاٹ کی لاش کا شہر۔" مائیکل

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر جلد ہی سے آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے واقعی خوشخوار شارک مچھلیوں کو اسکاٹ کی لاش کو بڑی طرح

نوحے ہوئے دیکھ کر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ شارک مچھلیاں گوجھم اور لمبائی میں بہت چھوٹی تھیں۔ لیکن وہ بڑی شارک

مچھلیوں سے بہت تیز اور خوشخوار نظر آ رہی تھیں۔

"ادہ۔ واقعی مجھ سے بہت بڑی حاکم ہو گئی کہ میں انہیں نیچے گر اکو بالکل ہی بھول گیا تھا۔ اگر یہ شارک مچھلیاں نہ ہوتیں تو یقیناً ہم اس

غفلت میں مارے جاتے۔" تنویر نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے اپنی حاکم پر خود ہی غصہ آ

رہا ہو۔

اچانک لاپنج میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور وہ تینوں یہ آوازیں سن کر چونک پڑے۔ آواز لاپنج کے پختے حصے سے آ رہی تھی۔

تنویر تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا پچھلے کیمپ میں پہنچ گیا۔ دماں کیمپ میں ایک سائبریا فحاصا بڑا ٹرانسمیٹر دیوار کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ جس میں سے

آواز نکلی رہی تھی۔ تنویر نے پہلے تو غور سے اُسے دیکھا کیونکہ اُسے

نظرہ تھا کہ کہیں ٹرانسمیٹر کا کوئی غلط بن نہ دب جائے۔ لیکن پھر وہ اس کی ماہیت کو سمجھ گیا اور اس نے اس کا آپریشن بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ مارٹی کا لنگ ادور۔۔۔ وہی آواز سنائی دی۔ جو اس سے پہلے تنویر نے پہلی لاپنج کے کیمپ میں سنی تھی۔

"یس باس۔۔۔ جبکی اسٹنگ ادور۔" تنویر نے فوراً جبکی کے بلے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری آواز کو کیا ہوا جبکی۔ کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی ہے اور۔۔۔ مارٹی کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھ دکام ہو گیا ہے باس ادور۔" تنویر کے پاس ظاہر ہے اور کیا بہانہ ہو سکتا تھا۔ اس نے اپنی طرف سے توجہ کی آواز

اور لہجے کی پوری پوری نقل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن شاید وہ اس میں پوری طرح کامیاب نہ رہا تھا۔

"ادہ اچھا۔ کیا پوزیشن ہے۔ کہاں ہو تم ادور۔" مارٹی نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

"میں دشمنوں کی لاشیں لے کر آ رہا ہوں باس ادور۔" تنویر نے کہا۔

"انہیں مارنے میں کوئی پر اہم تو نہیں ہوا ادور۔" مارٹی نے پوچھا۔

"نو باس۔ مشین گن کی باڈھ نے تینوں کا خاتمہ کر دیا۔ وہ اس وقت عرشے پر پڑی میں ادور۔" تنویر نے جواب دیا۔

"جلدی پہنچو۔ چیف باس سخت بے چین ہیں ان لاشوں کو دیکھنے

کئے اور۔۔۔ مارٹی نے کہا۔

"یس سر اور۔۔۔" تنویر نے جواب دیا۔

"اور کے۔ اور اینڈ آل۔۔۔" مارٹی نے کہا۔

اور تنویر نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور پھر اوپر عرش پر آ گیا۔ اس نے مائیکل کے ہاتھ میں میزائل گئی دیکھی۔

"کیوں۔۔۔ میزائل گئی کیوں۔۔۔" تنویر نے چونک کر کہا۔

"میں ان لائچوں کو تباہ کر دینا چاہتا ہوں باس۔ کہیں ان کا کوئی ہسپی کا پٹر ادب سے نہ گھرے۔ اس صورت میں ہم بھینس جائیں گے مائیکل نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ مائیکل لایچ کو باقی لائچوں سے پہلے ہی علیحدہ کر چکا تھا۔ اس لئے لایچ اب باقی لائچوں سے قدرے فاصلے پر آ چکی تھی۔ تنویر کے سر ملاتے ہی مائیکل نے لائچوں پر میزائل فائر کر کے شروعات کر دیئے اور پھر پے درپے خوف ناک دھماکوں سے لائچیں یزدوں میں بکھرتی چلی گئیں۔ جب تمام لائچیں ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئیں تو مائیکل نے ہاتھ روکا۔

"اب ایسا کر کہ سارا سامان پھیلوں سے نکال کر اپنی جیبوں میں چھپا لو۔ اب ہمیں دماغ پہنچنے ہی ان کا استعمال کرنا ہوگا۔۔۔" تنویر نے کہا۔

اور پھر ان تینوں نے بجلی کی سی تیزی سے جو جو سامان جیبوں میں آکھتا تھا وہ جیبوں میں بھر لیا اور باقی کو سمندر میں اچھال دیا۔ پھیلے بھی انہوں نے سمندر میں اچھال دیئے تاکہ لایچ پر پڑے ہوئے لکڑی نہ

آئیں۔ البتہ ایک ایک مشین گئی ان دونوں نے اپنے جیبوں کے نیچے چھپا لی۔ اور پھر وہ بجلی کی لاش کے ساتھ اس طرح لیٹ گئے جیسے وہ بھی لاشیں ہوں۔ تنویر نے انجن شارٹ کیا۔ اور دوسرے لئے لایچ تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔ اس نے مشین گئی انجن کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھی۔

مائیکل منہ کے بل اٹھ اٹھا۔ اور اس طرح وہ تنویر کو پیش دے کے سطلے میں مسلسل گائیڈ کرتا جا رہا تھا۔ اور لایچ تیزی سے سمندر میں تیرتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ جہاں لمبا راستہ آجاتا تو مائیکل تنویر کو جزیروں کی اندر دنی ساخت کے متعلق تفصیلات بتانا شروع کر دیتا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کمانڈر حارث تہہ خانوں میں ہوگا۔" تنویر نے کہا۔

"یس باس۔۔۔ لیکن اس جزیروں سے بد قدم قدم پر انہوں نے موت کا جال بھیل دیکھا ہوگا۔۔۔" مائیکل نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ایک بار مجھے جزیروں سے پر پہنچ جانے دو۔ اس کے بعد دیکھنا میں ان کا کیا حشر کرتا ہوں۔" تنویر نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیسے ہی وہ ایک چھوٹے سے جزیروں کے قریب سے گزرے وہاں موجود ایک لایچ تیزی سے ان کے رہب آئی۔ لیکن تنویر نے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے وہ انہیں ہیلو کہہ رہا اور لایچ اسی طرح واپس مڑ گئی۔

دیا اور شاید یہاں چھوڑ گئے۔ چونکہ ڈی ایکس لاپنچ کافی تیز رفتار لاپنچ
 تھی۔ اس لئے ماکم نے فوری طور پر نیوی میں موجود اپنے دوست فریڈ
 کو کال کیا۔ جو کہ نیوی میں آپریشن سب کمانڈر تھا۔ اس نے فریڈ کو
 بتایا کہ اس کے دشمن سمگر ڈی ایکس لاپنچ میں لانگ آئی لینڈ کی
 طرف جا رہے ہیں۔ اور اگر وہ انہیں زندہ پکڑ کر لے آئے تو وہ
 اُسے پانچ لاکھ ڈالر دے گا۔ فریڈ مان گیا اور پھر چند ہی لمحوں
 بعد ماکم نے تین نیول ایئر کراؤٹ نیوی ہیڈ کوارٹر سے اٹھ کر سمندر
 میں اس طرف کو جلتے دیکھے جدھر لانگ آئی لینڈ تھا اور وہ اپنے
 ساتھیوں کو نیول ہیڈ کوارٹر میں یہ ہدایت دے کر چھوڑ آیا کہ جیسے
 ہی فریڈ ان تین افراد کو پکڑ کر لے آئے وہ انہیں دماغ سے نکال
 کر یہاں ہیڈ کوارٹر لے آئیں تاکہ وہ پوری طرح تسلی کیلئے کے
 بعد نہ صرف ان کا خاتمہ کرے بلکہ لی ساک سے اپنی مرضی کی رقم
 بھی وصول کر سکے۔ اس نے جان بوجھ کر فریڈ کو ان آدمیوں کو زندہ
 پکڑنے کے لئے کہا تھا کہ لی ساک کو مکمل ثبوت ہیا کہ سکے درہ
 تو فریڈ فضا سے ہی ان کی لاپنچ کو تباہ کر سکتا تھا اور اس صورت میں
 ان کی لاشیں بھی نہ ملنی تھیں اور فریڈ جانتا تھا کہ لی ساک پکا یہودی
 ہے اس نے بغیر ثبوت کے اُسے اتنی بھادری رقم ادا نہیں کرنی۔
 لیکن اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچے ہوئے اُسے کافی دیر ہو گئی تھی۔ لیکن
 ابھی تک اس کے آدمی دماغ نہ پہنچے تھے۔ حالانکہ وہ جانتا تھا
 کہ نیول ایئر کراؤٹ چند منٹوں میں لاپنچ تک پہنچ گئے ہوں گے۔
 اور اب تک انہیں واپس آ جانا چاہیئے۔

مکالمہ کی ساک سے کام لیتے ہی انتہائی تیزی سے حرکت
 میں آ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے آدمیوں نے گر انٹ سے
 اٹھو لیا کہ اس نے ایرک اور اس کے ساتھیوں کو سپلائی کہاں
 دی ہے۔ اور اس جگہ پہنچ کر جیسے ہی اس کے آدمیوں نے ساحل
 کے ساتھ ساتھ تلاش شروع کی تو انہوں نے کافی فاصلے پر
 ٹینکس کو پایا۔ جن کے ساتھ شہر اب کی پوٹیس بھی موجود تھیں۔
 ٹینکس بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ لیکن ماکم کے حکم پر جب اس کے
 جیٹروں پر دو بھر پور بھینٹ پڑے تو وہ نہ صرف ہوش میں آ گیا بلکہ
 اس نے ماکم کا خوشخوار چہرہ دیکھتے ہی اُسے بتا دیا کہ ایرک اور
 اس کے ساتھی ڈی ایکس لاپنچ پر بیٹھ کر لانگ آئی لینڈ کی طرف
 جا رہے ہیں۔ اس نے اُسے بتایا کہ اس نے انہیں لانگ آئی لینڈ واپس
 حصے کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ پھر انہوں نے اُسے بے ہوش کر

"اودہ اودہ - دیوہی بیٹہ - دیوہی بیٹہ — اس کا مطلب ہے کہ یہ ایرک وغیرہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ جو بیک وقت تین نیول ایئر کرافٹس کو اس طرح تباہ کر سکتے ہیں۔ اودہ - اسی لئے لی ساک نے اس قدر بھاری رقم کا فوراً وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن اب تک وہ لوگ لاک آئی لینڈ پہنچ گئے ہوں گے۔" مالکم نے چیخے ہوئے کہا۔

"باس - ابھی بھی اگر ہم چاہیں تو انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ لاک آئی لینڈ کے ایئر کرافٹس کو لاپتہ کر دیا جائے تو وہ یقیناً انہیں پکڑنے میں ہماری بھرپور مدد دے گا۔ اور یہ علاقہ اسی کا ہے۔" پوپ نے کہا۔

"لیکن ہم دباں تک جائیں کیسے۔" مالکم نے کہا۔
 "باس - اگر ہم پیش پہلی کا پٹر استعمال کریں تو ہم آسانی سے ان تک پہنچ سکتے ہیں۔" پوپ نے جواب دیا۔
 "اودہ ہاں اگر اس طرح ہم نیوی کے راڈار پر آجائیں گے اور پھر نیوی سے جان پھرائی مشکل ہو جائے گی۔" مالکم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"باس - اگر ہم نیوی پر دانا کریں اور شمال کی طرف سے گھوم کر جائیں تو ہم راڈار کی زد سے بچ سکتے ہیں۔ گویہ پکڑ لیا تو پڑ جائے گا۔ لیکن بہر حال ہم پہنچ جائیں گے۔ اور جہاں تک اس ایرک اور اس کے ساتھیوں کا تعلق ہے۔ یہ لوگ یقیناً جرمنہ ٹاجن جا رہے ہیں۔ اس لئے لی ساک نے ان کے خاتمے کے لئے ہمیں آخر کی

ابھی وہ یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور مالکم کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ ظاہر ہے اسے آدمیوں کے پہنچنے کی خبر ملنے والی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں لی ساک سے ملنے والی انتہائی خیر رقم گھومنے لگی تھی۔

"ہیلو۔" مالکم نے دسور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"باس — میں پوپ بول رہا ہوں نیول ہیڈ کوارٹر سے۔" دوسری طرف سے اس کے منبر ٹوکی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا رہا۔ وہ مطلوب آدمی پہنچ گئے۔" مالکم نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ بلکہ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ تینوں ایرک کرافٹ سمندر میں تباہ شدہ حالت میں بہتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ نیول ہیڈ کوارٹر میں اس اطلاع سے کھلبلی سی مچ گئی ہے۔ اور تحقیقات کے لئے کئی لاپتہ نیول ایرک کرافٹ ادھر چلے گئے ہیں۔" پوپ نے جواب دیا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ تینوں ایرک کرافٹ تباہ ہو گئے ہیں وہ کیسے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔" مالکم نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔

"یس باس - ایسا ہی ہوا ہے۔ انہیں میزائلوں سے تباہ کیا گیا ہے۔ یہ رپورٹ درست ہے۔" پوپ نے جواب دیا۔

ہے۔ اور لانگ آئی لینڈ کے راستے کی طرف سے جانے کا مطلب ہے کہ وہ جزیرہ مارینن اور اس کے بعد نرکوں کے خوف ناک جنگلی سے ہو کہ جزیرہ مارینن پہنچنا چاہتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے۔ یہ راستہ انہیں یقیناً بوڑھے ٹینس نے بتایا ہوگا۔ کیونکہ اس خوف ناک راستے کے متعلق وہ جانتا ہے۔ اور پھر ایسٹر اس بوڑھے ٹینس کا ہتھیار ہے۔ ہو سکتا ہے۔ بوڑھے ٹینس نے انہیں ایسٹر کے لئے بھی کوئی خاص ٹپ دی ہو۔ بہر حال ہم ایسٹر کو کر لیں گے۔ وہ ہم سے باہر نہ جاسکے گا۔ میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور اگر یہ لوگ ہمارے پہنچنے تک لانگ آئی لینڈ کراس بھی کر گئے ہوں گے۔ تب بھی ہم انہیں جزیرہ مارینن اور اس کے بعد نرکوں کے جنگلی میں آسانی سے گھیر سکتے ہیں۔ صرف ہمیں مخصوص قسم کا اسلحہ ساتھ لے جانا ہوگا۔" پوپ نے پوری تفصیل سے منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

"دیویری گڈ پوپ دیویری گڈ — تمہاری یہ عقل اور منصوبہ بندی نے ہی تمہیں میرا نمبر ٹو بتایا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جلد ہی سے ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ میں پیشی ہیلی کا پٹر کی تیاری کے انتظامات کرتا ہوں۔ ہمیں فوراً روانہ ہو جانا چاہیئے۔ فوراً پہنچو۔" مالکم نے تیز لہجے میں کہا۔ اور سیور رکھ کر وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا تاکہ پوپ اور دوسرے ساتھیوں کے پہنچنے سے پہلے وہ پیشی ہیلی کا پٹر کی روانگی کے انتظامات مکمل کر لے۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد تیز رفتار ہیلی کا پٹر جس پر ایک ایسی

بین الاقوامی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ جو ہیلی کا پٹر فروخت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی سروس کا بھی کاروبار کرتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود پوچھ گچھ سے بچنے کے لئے وہ براہ راست سمندر کی طرف جانے کے شہر کی شمالی سمت میں بڑھتے گئے۔ اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ سمندر پر پہنچے۔ ہیلی کا پٹر سطح سمندر سے صرف چند گزوں کے فاصلے پر تیزی سے پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اتنی نیچی پرواز وہ نیول راڈار سے بچنے کے لئے کر رہے تھے۔ پائلٹ سیڈ پر مالکم کا نمبر ٹوپ موجود تھا۔ یہ قدرے بھاری جسم کا آدمی تھا جس کی بڑی اور باہر کو ابھری ہوئی پیشانی اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھی۔ جب کہ سیڈ سیڈ پر مالکم خود موجود تھا۔ اور پچھلی سیٹوں پر چار افراد موجود تھے۔ جنہوں نے ہاتھوں میں مختلف ساخت کی گتیں پکڑ لی ہوئی تھیں۔ اور ایک بڑا اسٹیل جس کی زپ کھلی ہوئی تھی۔ ایک سیڈ پر لکھا ہوا تھا۔ اس میں بھی عجیب اور جدید ساخت کے ہتھیاروں کی جھلک نظر آ رہی تھی۔

"ان نیول ایئر کرافٹس کی تباہی کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کے پاس بھی انتہائی جدید اسلحہ موجود ہے۔ اور یہ لوگ ہر قسم کا اقدام بھی کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہوگا۔" مالکم نے کہا۔

"ویسے باس یہ لوگ ہیں کون۔ کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں؟" پوپ نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ نام سے تو ایکویمین ہی لگتے ہیں۔ لیکن بی ساک

ہیلی کا پٹر بربندی پر رہیں گے۔ ہم لانگ آئی لینڈ سے ہیلی کا پٹر اس وقت اڑائیں گے جب ہماری لائیج ان کی لائیج تک پہنچ رہی ہو گی۔ ہمارا تیز رفتار ہیلی کا پٹر چند لمحوں میں ان تک پہنچ جائے گا۔ اور پھر ہم سبک دقت اوپر اور نیچے سے ان پر فائر کھول دیں گے۔ اس طرح وہ یقیناً ختم ہو جائیں گے اور پھر ہم آسانی سے ان کی لاشیں لے کر اس ہیلی کا پٹر سے واپس آجائیں گے۔

پوپ نے باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا۔
اور مالکم نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اس نے باس ہونے کے باوجود منصوبہ بندی کا سارا کام پوپ پر چھوڑا ہوا ہو۔
"لیکن یہ صرف اس صورت میں ہوگا اگر وہ لوگ لانگ آئی لینڈ کے اس کو کے آگے جا چکے ہوں گے۔ اور اگر وہ لانگ آئی لینڈ پر موجود ہوں گے تو پھر وہاں جو صورت حال ہوگی ویسے ہی کلب جائے گا۔" پوپ نے دوبارہ کہا۔ اور مالکم نے ایک بار پھر سر ہلا دیا۔

ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر میں نیچے پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد انہیں دور سے سمندر میں لانگ آئی لینڈ دھبے کی صورت میں نظر آنے لگا۔ پوپ نے ہیلی کا پٹر کا رخ اُسی طرف کو موڑا اور رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ اور چند لمحوں بعد جب جزیرہ بڑا نظر آنے لگا تو اس نے رفتار آہستہ کر دی۔ وہ سب پوری طرح جوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن جزیرے پر مکمل خاموشی تھی۔ ان کے

نے پچھلے دنوں فلسطینیوں کے لیڈر کو اغوا کیا ہے۔ سادہ دنیا میں اس اغوا کا غلغلہ ہے۔ میرا آئیڈیل ہے کہ یہ لوگ یقیناً فلسطینی ہوں گے۔" مالکم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ادہ۔ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ اس لئے وہ ہر قسم کا اقدام کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔" پوپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"میرے خیال میں اب ہم راڈار کی ریجن سے باہر آچکے ہیں" مالکم نے کہا۔

"نہیں باس۔ نیوی ہیڈ کوارٹر میں ابھی حال ہی میں انتہائی لانگ ریجن راڈار نصب کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سارے علاقے میں سمندروں کی سرگرمیاں بے انتہا بڑھ گئی تھیں۔ لانگ آئی لینڈ کے بعد ہم ریجن سے باہر نکلیں گے۔" پوپ نے جواب دیا۔
اور مالکم نے سر ہلا دیا۔

"باس۔ اس کشتی کو دیکھتے ہی تباہ کر دینا ہے یا....."
"جیسے جیسے ہوتے ایک بلے منہ والے آدمی نے پوچھا۔
"نہیں۔ ہم نے ان کی لاشیں لے جانی ہیں۔ اس لئے ہمیں ایسا اقدام کرنا ہے کہ جس سے ہم انہیں باہر بھی سکیں اور ان کی لاشیں بھی صحیح حالت میں واپس لے جا سکیں۔" مالکم نے کہا۔
"تو پھر باس ہمیں کیا کرنا ہوگا۔" اُسی آدمی نے الجھن بھرے لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ ہم لانگ آئی لینڈ سے تیز رفتار لائیج لے کر چلیں گے۔ اس لائیج پر دو آدمی ہوں گے۔ جب کہ باقی افراد

ہیلی کا پٹر کو دیکھ لئے جانے کے باوجود جزیرے پر کوئی رد عمل
ظاہر نہ ہوا تو پوپ آہستہ آہستہ ہیلی کا پٹر کو جزیرے کے گرد گھمانے
لگا اور پھر جب وہ اس طرف پہنچے جہاں لاشیں موجود تھیں تو وہ یہ
دیکھ کر عجیبی طرح چونک پڑے کہ دو لاشوں میں لاشیں پڑی ہوئیں
صاف نظر آ رہی تھیں۔ اور باقی لاشیں خالی تھیں۔ اور پھر انہیں
جزیرے کی ایک ساحلی چٹان کے ساتھ پانی میں تیرتی ہوئی ایسٹر
کی لاش بھی نظر آ گئی۔ اور پوپ نے جلدی سے ہیلی کا پٹر
جزیرے کے اوپر لے جا کر اسے اتار دیا۔

"اس کا مطلب ہے یہ لوگ یہاں سب کو ختم کر کے آگے نکل
گئے ہیں۔" مالکم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" پوپ نے کہا۔ اور جلدی سے اس لاش پر پہنچ
گیا۔ جس میں لاشیں پڑی تھیں۔ اس نے جھک کر ایک لاش کے
جسم کو ہاتھ لگایا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس۔ انہیں یہاں سے گئے زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ لاشیں
ابھی تک معمولی سی گرم ہیں۔ میرا خیال ہے وہ ڈی ایکس لاش
میں زیادہ سے زیادہ اب جزیرہ رانچن پہنچے ہوں گے۔ اور ہم
انہیں نرنگوں کے جنگل سے پہلے پہلے گھر سکتے ہیں۔" پوپ
نے لاش سے نکل کر جزیرے پر چڑھتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ایسٹر کے پاس تو خامو سا اگر دوپ تھا۔ وہ سارا کہاں
گیا۔ یہاں تو چند لاشیں ہیں۔" مالکم کے لہجے میں حیرت
تھی۔

"میرا خیال ہے ایسٹر کا گردپ کسی مشن پر گیا ہوا ہوگا۔ اس لئے وہ
انہیں کم تعداد میں ہونے کی وجہ سے مار لینے میں کامیاب ہو گئے
ہیں۔" پوپ نے کہا۔

"تو چلو پھر ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔ میرا خیال ہے اب اگر ہم نے
ساتھ لاش کی تو پھر ہم ان تک نہ پہنچ سکیں گے۔" مالکم نے
کہا۔

"اب لاش لینی پڑی تو ہم رانچن جزیرے سے لے لیں گے۔
ہمیں فوراً پہنچنا ہے۔" پوپ نے کہا۔ اور پھر وہ سب تیزی
سے ہیلی کا پٹر پر بیٹھے اور دوسرے لمحے ہیلی کا پٹر فضا میں بلند ہوا۔
اور تیزی سے جزیرے سے باہر آ کر فضا میں بلند ہوتا گیا۔ چونکہ اب
ماڈار چیکنگ والا خطرہ نہ رہا تھا۔ اس لئے پوپ ہیلی کا پٹر کو اتنی بلندی
تک لے گیا کہ اس پر مشین گن اور رائٹ میزائل فائر نہ ہو سکے۔ اور پھر
وہ تیزی سے جزیرہ رانچن کی طرف بڑھتا گیا۔ اس نے رفتار پہلے سے
کبھی زیادہ تیز رکھی تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد انہیں جزیرہ رانچن نظر
نے لگ گیا۔

"کوئی لاش نظر نہیں آ رہی۔" مالکم نے غور سے ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے کہا۔

"موسکابے وہ آگے بڑھ چکے ہوں۔ ہمیں پہلے نرنگوں کے جنگل
میں دیکھ لینا چاہیئے۔" پوپ نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد وہ
دشے سے جزیرے رانچن کے قریب سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا
گیا۔ لیکن پھر نرنگوں کے جنگل تک پہنچ جانے کے باوجود انہیں

کوئی لاپنج نظر نہ آئی۔ ڈی ایس لاپنج خاصی بڑی لاپنج تھی اور وہ کھلے سمندر میں کسی صورت بھی نہ چھپ سکتی تھی۔ پوپ کے ہونٹ بھیجے ہوئے تھے۔ اس نے ہیلی کا پٹر کی بندھی کم کی اور پھر وہ نرکوں کے جنگل کے اوپر اڑنے لگے۔ مالکم نے اب طاقتور دور میں انگو سے لگا رکھی تھی۔ اور وہ بغور نرکوں کے جنگل کو چیک کر رہا تھا۔ لیکن پورے جنگل کے اوپر وہ باریکہ لگانے کے باوجود جب انہیں کوئی لاپنج نظر نہ آئی تو ان کے چہرہ پر سوا لیہ نشان سے ابھر آئے۔
 ”یہ کیسے ممکن ہے وہ لاپنج کہاں غائب ہو سکتی ہے۔“ مالکا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نیول ایئر کرافٹس کے لعد ایسٹر اور اس کے آدمیوں کی موت کا مطلب تو یہی ہے کہ وہ لوگ ادھر ہی آئے ہیں لیکن پھر کہاں ہ سکتے ہیں۔ وہ جگہ ہے جس قدر بھی تیز رفتاری کا مظاہرہ کریں اتنی دیر میں وہ نرکوں کا جنگل تو کسی صورت بھی کر اس نہیں کر سکتے۔ یہاں اب راپنجن جزیرے کو چیک کرنا ہوگا۔ دماغ سے ان کا کوئی کیا مل سکتا ہے۔“ پوپ نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ہیلی کا پٹر کا رخ واپس راپنجن جزیرے کی طرف موڑ دیا۔

”سب لوگ انتہائی چوکنا رہیں۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ جزیرے میں چھپے ہوئے ہوں اور ہم پر فائر نہ کھول دیں۔“ پوپ نے ہیلی کا پٹر موڑتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب لاشعوری طور پر منہ ہونٹے۔

”اگر وہ جزیرے پر بھی ہوں تب بھی لاپنج کو کہاں چھپائیں گے۔“ مالکم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”راپنجن جزیرے کا چاروں طرف کا ساحل بے حد کٹا پٹا ہے۔ دماغ کسی بھی کھاڑی میں لاپنج چھپائی جاسکتی ہے۔“ پوپ نے کہا۔ اور مالکم نے سر ہلادیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ راپنجن جزیرے کے قریب پہنچ گئے۔ ہیلی کا پٹر نے پہلے جزیرے کے گرد چکر لگایا۔ اور پھر وہ جزیرے پر اتر گئے۔ یہ جزیرہ بھی خاموش تھا۔ اور ہیلی کا پٹر سے نیچے اترتے ہی انہیں ایک آدمی کی لاش ایک جھاڑی کے پاس پڑی نظر آگئی۔

”اوه۔ یہ تو ایسٹر کا آدمی میسکم ہے۔ اور کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا۔“ پوپ نے تیز لہجے میں کہا۔
 جزیرہ بالکل ہی چھوٹا سا تھا۔ اس لئے چند لمحوں میں انہوں نے جزیرے کا سارا علاقہ دیکھ لیا۔ لیکن دماغ سوائے اس آدمی کی لاش کے اور کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔

”وہ لوگ میرے خیال میں لاٹک آئی لینڈ کی طرف نہیں آئے۔ یہ ایسٹر اور اس کے ساتھی کسی اور جگہ میں مارے گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ شین نے ہمیں غلط اطلاع دی ہے۔“ مالکم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب تو یہی سوچا جاسکتا ہے۔“ پوپ نے بھی ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے۔ اب مجھے لی ساک کو اپنی ناکامی کی رپورٹ دے دینی چاہیے۔ یہ رقم ہماری قسمت میں نہ تھی۔ خواہ مخواہ کے اخراجات علیحدہ ہمارے کھاتے پڑ گئے۔"

مالکم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پوپ سے لاٹک ریج ٹرانسمیٹر باہر لانے کے لئے کہا۔ پوپ نے ہیلی کا پٹر کے اندر ایک پتیلے میں موجود لاٹک ریج پیش ٹاپ ٹرانسمیٹر نکال کر مالکم کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ لوگ واقعی پوری طرح محتاط تھے۔ کیونکہ پیش ٹرانسمیٹر کی کال کچھ نہ ہو سکتی تھی۔

دور نہ ہیلی کا پٹر میں بھی ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ لیکن وہ عام ٹرانسمیٹر تھا۔ اور اس کی کال لاٹکائیوں میں سے کچھ کو آ کر ٹرین کچھ کو لی جاتی۔ اور پھر ان کے لئے خواہ مخواہ کے مسائل کھڑے ہو جاتے۔

مالکم نے لی ساک کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بیٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹون ٹون کی آوازیں نکلتی گئیں۔
"ہیلو ہیلو۔۔۔ مالکم کا لانگ لی ساک اور۔۔۔ مالکم نے بار بار یہ فقرہ دوہرا کر شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔ لی ساک اسٹینڈنگ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے لی ساک کی آواز سنائی دی۔

"لی ساک۔۔۔ میں مالکم بولی رہا ہوں۔ میں نے تمہارے کام کے لئے بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن مجھے اخوس ہے کہ تمہارا کام نہیں ہو سکا۔ اٹھا مجھ پر خاصے بڑے اخراجات بھی پڑ گئے ہیں۔ اور پھر میں ایک کام آنے والے دوست سے بھی

ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں اور۔۔۔ مالکم نے اخوس

بھرے لہجے میں کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ کیا ہوا اور۔۔۔ لی ساک نے پوچھا۔

اور جواب میں مالکم نے گرانٹ اور ٹیلن کی رپورٹوں سے لے کر تین نیول ایئر کرافٹس کی تباہی اور پھر ہیلی کا پٹر پر ڈی ایس لانچ کی تلاش سے لے کر ٹرکوں کے جنگل اور رانچن جزیرے میں اپنی

موجودگی اور پھر اس کال تک پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے۔ ٹیلن نے انہیں ٹرکوں کے جنگل

والا راستہ بتا دیا ہے۔ اوہ یہ تو بہت خطرناک بات ہے۔ میں نے

تو اس طرف توجہ ہی نہ دی تھی اور۔۔۔ لی ساک کی چونکی ہوئی

آواز سنائی دی۔

"توجہ دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ ہم نے اچھی طرح چیک کر

لیا ہے۔ وہ سبھانے کدھر نکل گئے ہیں اور۔۔۔ مالکم نے

کہا۔

"نہیں۔ وہ انتہائی شاطر لوگ ہیں۔ اگر ٹیلن نے لاٹک آئی لینڈ

والا راستہ بتایا ہے تو وہ لاٹکا ادھر کا ہی رخ کریں گے۔ بہر حال

ٹھیک ہے۔ اب وہ ادھر سے آئے بھی تو میں ان سے منٹ

یوں گا۔ تمہاری یہ اطلاع میرے لئے بے حد اہم رہی ہے۔

اس لئے تمہارے اخراجات تمہیں پہنچ جائیں گے ٹھیک یا اور۔۔۔

لی ساک نے جواب دیا۔ اخراجات کا سن کر مالکم کا چہرہ مسرت سے

کھل اٹھا۔

بل نیچے گرے ہوئے تھے اور ان سب کی پشت گولیوں سے
چھلنی ہو چکی تھی۔

”جیلو مالکم — میرا نام ایرک ہے۔“ — درخت سے
کودنے والے آدمی نے قدم ۲ گے بڑھاتے ہوئے مسکرا
کر کہا۔

اور مالکم نے بجلی کی سی تیزی سے حبیب سے ریو اور نکال لیا۔
لیکن اسی لمحے ایک فائر ہوا اور مالکم بڑی طرح چیخ پڑا۔ ریو اور اس
کے ہاتھ سے نکلی کہ دور جا کر تھا۔ اور اب دائیں ہاتھ پر ایک
بڑی سی جھاڑی کے پیچھے سے بھی ایک آدمی برآمد ہو گیا تھا اس
کے ہاتھ میں ریو اور تھا جس کی نال سے ابھی تک دھواں نکلی رہا
تھا۔

”اور بھی کچھ ہو جیوں میں تو وہ بھی نکال لومسٹر مالکم۔“ — آنے
والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب اس سے دو قدم کے
فاصلے پر پہنچ چکا تھا۔ اور پھر جیسے تینوں اطراف سے جھاڑیوں نے
آدمی اگلے شروع کر دیئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی سائیڈوں
میں دو آدمی اور سامنے والے آدمی کے ساتھ ایک خوبصورت
لڑکی آکر کھڑی ہو گئی۔

”تت — تت — تم کہاں چھپے ہوئے تھے۔ ہم نے تو
سارا جزیرہ دیکھ ڈالا تھا۔“ — مالکم نے بڑبڑانے کے سے
انذار میں کہا۔

”تمہارے آدمی کسی کو تلاش کرنے کے کام میں بالکل اناڑی

”اوہ — بہت بہت شکریہ لی ساک۔ تم نے اخراجات
کی ادائیگی کی بات کر کے میرا سارا غم دور کر دیا ہے۔ بہر حال اس
بات کا مجھے افسوس رہے گا کہ میں تم سے لمبی رقم نہ کما سکا اور
مالکم نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے جو اطلاع مجھے دی ہے۔ وہی فی الحال کافی ہے۔
اور اینڈ آ! — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

مالکم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن
کیا اور پھر اُسے پوپ کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے سب سامنے
دیں موجود تھے۔

”چلو اب واپس چلیں۔ یہ کام تو ختم ہوا۔“ — مالکم نے
کہا۔ اور پوپ نے سر ہلادیا۔ اس کے بعد وہ سب ہیلی کاپٹر
کی طرف مڑے ہی تھے کہ اچانک مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی تیزی
آوازوں کے ساتھ انسانی چیخوں سے جزیرے کی فضا گونج اٹھی۔
اور ہیلی کاپٹر کی طرف مڑتا ہوا مالکم بجلی کی سی تیزی سے مڑا
اور پھر اس کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیلنے لگیں۔ کیونکہ
قریب موجود ایک درخت سے کود کر ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن
لئے کھڑا اُسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ مالکم کے ہاتھ خالی تھے۔

جب کہ اس نے اپنے سارے ساتھیوں کے حلق سے بلند ہونے
پہنچیں سوچنی سن لی تھیں۔ اور پھر لاشعوری طور پر اس نے ایک بار
پھر دائیں بائیں دیکھا تو پوپ سمیت اس کے چاروں آدمی منہ کے

تھے مسٹر مالکم۔ انہوں نے بھاریوں اور درختوں کو تو شاید کسی کے پھینے کے لائق جگہ ہی نہ سمجھا تھا۔ اور اطمینان سے ادھر ادھر ٹپل کر واپس آ گئے۔ دیے اس طرح انہوں نے اپنی زندگیوں میں کچھ لمحات کا اضافہ ہی کر لیا تھا۔ نقصان میں بہر حال وہ نہیں رہے۔ اس آدمی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
”تم ایک رک ہو۔“ مالکم نے کہا۔ وہ اب خاصی حد تک سنبھل گیا تھا۔

”ہاں۔ وہی ایک رک ہوں جسے تلاش نہ کر سکنے کی وجہ سے تہہ باری لمبی رقم ڈوب گئی۔“ آنے والے نے جو یقیناً عمران تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تہہ باری لالچ کہاں ہے۔“ مالکم نے جبری طرح دانت پیٹتے ہوئے کہا۔ اب اُسے اپنے آپ پر شاید غصہ آ رہا تھا کہ یہ لوگ اس قدر نزدیک پچھے ہوئے تھے اور وہ ان سے بے خبر رہا۔

”وہ زید آج آرام فرما رہی ہے۔ جب ہم نے تہہ باری سے جلی کا پٹر کو آتے دیکھا تو ہم نے اس میں بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے اور وہ آرام کرنے کی غرض سے تہہ میں اتر گئی۔ آخر بے چارہ ہی مسلسل چلتے چلتے تھک گئی تھی۔ اُسے بھی آرام کی ضرورت تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاش۔“ تم مجھے پہلے مل جاتے۔“ مالکم نے کہا۔
”ہاں۔ ظاہر ہے۔ تہہ باری لمبی رقم تو نہ ڈوبتی۔ لیکن مسٹر مالکم

میں نے سوچا کہ جو شخص صرف اخراجات ملنے کا سن کر اس قدر خوش ہو رہا ہے۔ اس کی رقم بھی اُسے ملنی چاہیے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔“ مالکم عمران کی بات سن کر جبری طرح چونک پڑا۔

”مطلب یہ کہ ہم تہہ باری سے جلی کا پٹر میں زندہ لاشوں کی صورت میں موجود رہیں گے اور تم ہمیں جو یہ ہمارے پینچا کر اطمینان سے لی ساک سے رقم وصول کر کے جلی کا پٹر اڑاتے واپس آ جاؤ گے کیا خیال ہے۔ سودا منافع کا ہے یا نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہوں۔ تو تم اب اس جلی کا پٹر کے ذریعے جزیہ ہمارے پینچا کر چاہتے ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ لی ساک بہت تیز آدمی ہے۔“ مالکم نے کہا۔

”تم بس مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اگر تمہیں یہاں سے جزیہ ہمارے جانا پڑے میرا مطلب ہے جلی کا پٹر یہ تو تم کس راستے سے جاؤ گے۔ میرا مطلب ہے کس سمت سے کیونکہ اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ نرکوں کے جنگل کو اسس کرنے کے بعد جزیہ ہمارے مغربی کونے میں لالچ جا پینچ گئی۔ لیکن ظاہر ہے ہوائی راستہ اس نرکوں والے جنگل کے راستے سے مختلف ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے۔ بس سیدھے

ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مالکم کچھ کہتا عمران کے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی مشین گن سے شعلے نکلے اور تڑ تڑا سبٹ کی آوازوں
میں مالکم کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی شامل ہو گئی۔ وہ اچھل
کر نیچے گرا۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

اڑے چلے جاؤ جزیرہ آجائے گا۔ مالکم نے کہا۔
میرا خیال ہے۔ تمہارے ذہن میں لمبی رقم ملنے کی خوشی
میں کوئی امید افزا لہر پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے تمہارا ذہن
ابھی تک اجماعانہ انداز میں چل رہا ہے۔ مسٹر مالکم ہوائی راستے
مخصوص ہوتے ہیں۔ اور اس ہوائی راستے سے ذرا سا ہٹنا بھی
دوسروں کو چونکا سکتا ہے۔ عمران نے اس بار انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ادہ۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی ہے۔ تو مجھے معلوم نہیں پوپ
ہی جانتا ہوگا۔ وہ ان کاموں میں ماہر ہے۔ لیکن تم نے اسے
مار ڈالا ہے۔ مالکم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور اسے پھر تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوا۔ میں نے
سوچا تھا کہ شاید تمہارے لی ساک سے اس قدر عجبرے تعلقات
ہیں تو تم ہیملی کا پٹر پر اس کے جزیرے میں آتے جاتے رہتے ہو
تھے۔ اور تمہیں ادھر سے مخصوص راستے کا علم ہوگا۔ عمران
نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

میں وہاں جاتا تو رہا ہوں۔ لیکن اس راستے سے کبھی نہیں
گیا۔ اور پھر میں لاپتہ ہو جاتا رہا ہوں۔ مالکم نے جواب
دیا۔

چلو پھر تمہیں رقم وصول کرنے کے لئے لالچ پر ہی بھیج دیا
جائے۔ لیکن لاپتہ زیر آب ہے۔ اس لئے فی الحال تمہیں
بھی زیر آب ہی جانا ہوگا۔ عمران نے مسکراتے

کلمہ ہے ہی وہ سب سمندر میں کود کر غائب ہو گئے۔

"باس۔ آج آپ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پریشان لگ رہے ہیں۔" — ساتھ کھڑے ہوئے دبے پتلے آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ مالکم کی رپورٹ اگر مجھے نہ ملتی تو یہ سائیڈ واقعہ خالی رہ جاتی تھی۔ اور یہ خطرناک لوگ اطمینان سے جزیرہ ٹارجن پہنچ جاتے۔ جب تک دائرہ لائن مکمل طور پر نہیں فٹ ہو جاتی تب مجھے پریشانی ہے گی۔" — لی ساک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس مالکم نے تو یہی رپورٹ دی ہے کہ انہیں ان کی لاپنج کہیں نظر نہیں آئی۔" — اس نے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ عمران اور اس کے ساتھی مالکم کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ میں نے تو صرف امکان کی طور پر مالکم کو ان کے پیچھے لگایا تھا۔ لیکن مجھے توقع نہ تھی کہ وہ لوگ مالکم کے قابو آ جائیں گے۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہو گیا کہ اپنی اس کمزوری کا ہمیں علم ہو گیا۔" — لی ساک نے جواب دیا۔

"وہ باس وہ سکاٹ بوٹن والا قصہ تو ختم ہو ہی گیا۔ ان کی لاشیں ہمارے واپس پہنچے تک جزیرہ پر پہنچ چکی ہوں گی۔" — اس دبے پتلے آدمی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے خود ٹیلی فونکس ریجن پر ان کی لاشیں دیکھ لی ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے تو مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ بہر حال یہ عمران والا گروپ ہی اصل میں خطرناک ترین گروپ ہے۔ اگر ہم نے

لی ساک کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ دو اس وقت ایک لاپنج میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے آگے تین چھ چار لاپنج اُسی رفتار سے دوڑ رہے تھے۔ جس رفتار سے لی ساک کی لاپنج دوڑ رہی تھی۔ لی ساک کے ساتھ ایک دبلا پتلا آدمی کھڑا تھا۔ لاپنجیں جزیرہ ٹارجن سے نکل کر تیزی سے نرگوں کے جنگل کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ نرگوں کا جنگل اب دھبوں میں اُسے نظر آنے لگ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد لاپنجیں جنگل کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو گئیں۔

"ٹھیک ہے۔ کام شروع کر دو۔ انتہائی تیز رفتار سے۔" — لی ساک نے لاپنج رکھتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور دوسری لاپنجوں میں موجود تمام افراد تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ ان کے جسموں پر غوطہ خوری کے لباس موجود تھے اور ہاتھوں میں انہوں نے بڑے بڑے پھیلے پکڑے ہوئے تھے۔ لی ساک کا

انہیں مارا گیا تو پھر تم قطعی طور پر محفوظ ہو جائیں گے۔" لی ساک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سمندر میں کودنے والے باہر آ گئے۔
"باس۔" دائرہ لائن کھسک ہو گئی ہے۔" ان میں سے ایک نے خود بانہ پہنچ میں کہا۔

"آپریشنل باکس لاؤ۔ میں اسے چیک کر لوں۔" لی ساک نے اس دبلے آدمی سے کہا۔

ادردہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے سائیڈ پر دھکے ہوئے ایک پتھلے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پتھلے کی زپ کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر جو ایک چھوٹے بریفٹ کیس جتنا تھا۔ واپس لی ساک کی طرف آ گیا۔

لی ساک نے اس کے ہاتھ سے باکس لے کر اُسے لاپخ کے فرش پر رکھا اور پھر اس پر گئے ہوئے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

باکس پر موجود تین ڈائمنڈ پر سوئیاں حرکت میں آ گئیں۔ اور چند لمحوں بعد باکس پر گئے ہوئے بلب تیزی سے جل اٹھے۔ اور باکس میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ لی ساک کے چہرے پر اطمینان کے

مناظر ابھرتے آئے۔ اس نے سر ہلاتے ہوئے باکس کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹھیک کام کر رہی ہے دائرہ لائن۔ اب اگر وہ جھگی کے راستے آئے تو ان کی لالچ کے پر پچھے اڑ جائیں گے۔ لیکن ڈیگر تمہیں اب

کنارے کے قریب رہ کر ایک جتنے تک مسلسل گونا گونی کرنی پڑے گی۔ اگر دائرہ لائن سے مہٹ کر کوئی لالچ آئے تو پھر تم نے اُسے

فوری طور پر میزائلوں سے تباہ کر دینا ہے۔ ایک لمحے کی بھی گسستی نہیں ہونی چاہیئے۔ لی ساک نے اس دبلے پتلے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے فکر رہیں با۔س۔ علم کی تعمیل ہوگی۔" اس دبلے پتلے آدمی نے کہا۔

اور لی ساک نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے واپسی کا اشارہ کر دیا۔ لالچیں تیزی سے واپس مڑیں اور جزیروں کی طرف بڑھنے لگیں۔

جزیرے پر پہنچتے ہی لی ساک تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھنے لگا جو اس کا زیر زمین مہیڈ کو انٹر کا راستہ تھا۔ یہ راستہ

ایک چٹان کے جتنے سے نمودار ہوتا تھا۔ لی ساک نے چٹان کے قریب پہنچ کر اس کی سائیڈ میں ایک مخصوص جگہ پر پیرا تو چٹان ایک سائیڈ پر مہیڈ گئی۔ اندر جاتا ہوا راستہ اب نظر آنے لگ گیا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا تو اس کے عقب میں چٹان نے خود بخود واپس اپنی جگہ آکر راستہ بند کر دیا۔ لیکن ابھی وہ ایک راہداری تک پہنچ ہی

تھا کہ ایک طرف کھڑا ہوا مسلح آدمی اس کی طرف بڑھا۔

"باس کا دل نے پیغام دیا ہے کہ آپ فوراً آپریشن روم میں آجائیں۔" اس آدمی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ادھر ہی جا رہا ہوں۔" لی ساک نے کہا۔ البتہ اس کے قدم اور زیادہ تیز ہو گئے۔ اور پھر ایک راہداری سے گھوم

کر وہ آپریشن روم میں داخل ہو گیا۔ شیشے کے کیبن میں بیٹھا ہوا

کارلس اُسے نظر آ رہا تھا۔

"کیا بات سے کارلس وہ لاشیں پہنچ گئیں۔" — لی ساک نے کہیں میں داخل ہوتے ہی کہا۔
"بس پہنچنے ہی والی ہوں گی۔" مالکم کی ٹرانسمیٹر کال آئی تھی لیکن آپ چونکہ جزیروں سے باہر تھے۔ اس لئے میں نے اُسے دوبارہ پندرہ منٹ بعد کال کرنے کے لئے کہا تھا۔" کارلس نے کہا۔

"مالکم کی کال — کیا مطلب۔" مالکم کی کال تو میں نے اٹھ کر لی تھی۔" — لی ساک نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
"آپ کے جانے کے بعد ہی آگئی تھی۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ بس آنے ہی والی ہو گی۔ وقت ہو رہا ہے۔"
کارلس نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ٹرانسمیٹر سے ٹریسیٹی کی آواز بلند ہوئی۔ اور کارلس اور لی ساک دونوں بُری طرح چوک پڑے۔ کارلس نے جلدی سے ماتھ بٹھا کہ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — مالکم کا لنک اور۔" — مالکم کی آواز ابھی۔
"یس — چیف باس آگئے ہیں۔ بات کر دو اور۔"
کارلس نے بٹن دبا کر کہا اور پھر مائیک ہک سے نکال کر لی ساک کی طرف بٹھا دیا۔

"ہیلو لی ساک — میں مالکم بول رہا ہوں رابنہ جزیروں سے میں نے پہلے کال کی تھی لیکن تم جزیروں سے باہر گئے ہوئے

تھے اور۔" — دوسری طرف سے مالکم کی آواز سنائی دی۔
"ہاں — لیکن اب کیا بات ہے۔ میری مہتمماری بات تو ہو چکی تھی اور۔" — لی ساک کے ہاتھ میں حیرت تھی۔
"وہ میری رقم کا بندہ دست کر لوی ساک۔ میں نے مہتمم سے مطلوبہ آدمیوں کا شکرا کر لیا ہے اور۔" — مالکم کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مہتمم راد مارغ تو نہیں الٹ گیا اور۔" — لی ساک مالکم کی بات سن کر بُری طرح اچھل پڑا۔
"ہاں — تم تو ظاہر ہے اب یہی کہو گے۔ سنو لی ساک۔ میرے دو آدمی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ہم نے انہیں بہر حال مار ہی لیا۔ وہ اس جزیرے رابنہ میں ہی چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے چالاکی یہ کی تھی کہ اپنی لاپرواہی میں پھر پھر اُسے جزیرے کے ساتھ تہہ میں بٹھا دیا تھا۔ لیکن اچانک ایک آدمی کو چھینک آگئی۔ اور پھر وہاں خوف ناک جھگ شروع ہو گئی۔ میرے دو آدمی مارے گئے۔ لیکن ہم نے بہر حال انہیں مار کر ایا البتہ ایک آدمی جو ان کا لیڈر ہے۔ شدید زخمی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے ابھی اُسے اس لئے گولی نہیں ماری کہ شاید تم کسی کی خاطر اس سے بات چیت کرنا چاہو۔ البتہ تم ٹکڑے کر دو۔ ایک تو وہ شدید زخمی ہے۔ اور دوسرے ہم نے اُسے باندھ بھی دیا ہے۔ بلور کر آؤں بات اور۔" — مالکم نے بڑے بڑبڑوش ہاتھ میں کہا۔
"کر دو بات اور۔" — لی ساک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے

کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے ابھی تک مالکم کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

”بات کر او جو ہے کے بچے۔ بول۔ لی ساک سے بات کر۔“
مالکم کی غصے سے جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے اس نے کسی کی پسلیوں میں زور دار ٹھوکر ماری ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی کراہنے کی آواز سنائی دی۔
”کیا بات کروں۔ مجھ سے تو بات بھی نہیں ہوتی۔“ ایک تکلیف میں ڈوبی ہوئی اور کراہتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تم نے سی لی اس کی آواز۔ اب بولو اسے گولی مار دوں۔“
ویسے اس کی حالت ایسی ہے کہ یہ زیادہ بات ہی نہیں کر سکتا اور مالکم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ گولی مار دو اور۔“ لی ساک نے کہا۔
”پوپ۔ اسے گولی مار دو۔“ دوسری طرف سے مالکم کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مٹین گن کی توڑ توڑ آہٹ اور ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔

”اب بولو لی ساک۔ ان کی لاشیں لے کر آ جاؤں۔ تاکہ تمہیں مکمل یقین آ سکے اور۔“ مالکم نے کہا۔

”یہ کتنے افراد ہیں اور۔“ لی ساک نے اُبھے ہوئے بلچے میں کہا۔

”ایک عورت اور تین مرد۔ اور۔“ مالکم نے جواب دیا۔

”ایسا کہو کہ میرے پاس آنے کی بجائے تم واپس چلے جاؤ۔ ان لاشوں کو یہیں چھوڑ جاؤ۔ مجھے تمہاری بات پر مکمل اعتماد ہے۔ تمہاری رقم تمہیں پہنچ جائے گی اور۔“ لی ساک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”او۔ کے۔ جیسے تم کہو۔ اگر کہو تو میں لاشیں لے کر آ جاؤں۔“
نزدیک تو ہوں اور۔“ مالکم نے مسرت بھرے بلچے میں کہا۔
”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ لاشیں یہیں چھوڑ جانا۔ کیونکہ لاشیں لے کر تم واپس ٹافو گئے تو تمہارے لئے الجھنیں پیدا ہو جائیں گی اور۔“ لی ساک نے کہا۔

”اوہ۔ میں سمجھ گیا تمہاری بات۔ تم شاید میرے جانے کے بعد چکنگ کے لئے آؤ گے۔ بہر حال تمہاری مرضی مجھے تو رقم ملنی چاہیے۔ ویسے بھی میں لاشیں اب ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا۔ کیونکہ نول ایر کر افٹن کی تباہی کے بعد دہلی نوبی نے لمبی چوڑی تفتیش کا چکر چلا رکھا ہو گا۔ او۔ کے اور۔“ مالکم نے کہا۔

اور لی ساک نے اور اینڈ آل کہہ کر مائیک کا فون بند کیا۔ اور اس طرح مائیک کا رلس کی طرف بڑھا دیا جیسے وہ لاشوں کی طور پر ایسا کر رہا ہو۔ اس کا ذہن کسی اور طرف رکھا ہوا ہو۔

”آپ کو شاید مالکم کی بات پر یقین نہیں آ رہا۔“ کارلس نے کہا۔

”ہاں۔“ لی ساک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں باس۔ جب کہ ہر بات واضح ہے۔" کارلس نے حیرت بھرے پہچے میں کہا۔

"اب تم اسے میری چٹھی جس کہہ لو۔ ماکم شاید درست کہہ رہا ہو۔ اس کی آواز بھی میں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اور رقم ملنے کی خوشی میں وہ جس طرح مسرت بھرے انداز میں بول رہا تھا۔ وہ بھی بالکل اس کے مزاج کے عین مطابق ہے۔ لیکن اس کے باوجود مجھے یقین نہیں آ رہا کہ اس نے پاکیشا سیکوٹ مردوس کے اس خوشخوار ترین گروپ کا خاتمہ نہ کیا ہے۔" لی ساک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شاید آپ کو اس لئے یقین نہیں آ رہا کہ آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بہت ہی خطرناک سمجھتے ہیں اور آپ کے خیال کے مطابق ایسے لوگ ماکم جیسے لوگوں کے ہاتھوں نہیں مر سکتے۔ لیکن باس بعض اوقات انتہائی بھی ہو جاتی ہے۔ دیے آپ کسی کو دماغ جزیرے پر بھیج کر یا خود جا کر چیک کر سکتے ہیں۔ اس طرح مکمل تسلی ہو جائے گی۔" کارلس نے کہا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن ابھی نہیں۔ جب تک کانڈر حارث والا مسئلہ پوری طرح ختم نہیں ہو جاتا۔ میں جو براہ چھوڑ کر بھی نہیں جاسکتا۔ اور میرے بغیر انہیں صحیح طور پر کوئی پہچان بھی نہیں سکتا۔ اس لئے فی الحال پڑے رہنے دو انہیں وہیں۔ بعد میں دیکھا جائے گا۔" لی ساک نے حتیٰ پہلے میں کہا وہ واقعی انتہائی محتاط طبیعت کا انسان تھا۔

اسی لمحے آپریشن روم کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان انتہائی پریشانی کے عالم میں اندر داخل ہوا۔

"باس باس غضب ہو گیا۔ اوپر دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے۔ اس نوجوان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے حملہ کیا ہے۔" لی ساک نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"باس۔ وہ لاشیں جیسے ہی جزیروں پر پہنچیں زندہ ہو گئیں۔ اور پھر باس مارٹی اور ان کے ساتھی مارے گئے۔ وہ تین ہیں۔

وہ انتہائی خوف ناک بم مار رہے ہیں۔ میں نے آؤٹ سکورین پر یہ منظر دیکھا ہے۔" نوجوان نے بُری طرح ہکھلاتے ہوئے کہا۔

"لاشیں زندہ ہو گئیں۔ ادہ ادہ۔ دھوکہ۔ ادہ۔ بھاگو۔ جیڈ کو اڑھ سیل کر دو۔ جلدی۔" لی ساک نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ کبلی کی سی تیزی سے آپریشن روم میں موجود ایک

مشین کی طرف بھاگ پڑا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور چہرے کے عضلات بُری طرح پھڑپھڑا رہے تھے۔

نے جیسے ہی لاپنج ساحل کے ساتھ لگائی ان میں سے تین افراد تیزی سے چٹانیں پھلانگتے ہوئے نیچے اترنے لگے۔ تنویر خاموش کھڑا تھا۔ ان تینوں نے تنویر سے کوئی بات کئے بغیر لاپنج میں آکر جلدی سے یار کی۔ مائیکل اور اس جیکی کو اس طرح اٹھالیا جیسے وہ لاشیں اٹھا رہے ہوں۔

”ارے — ان کے جسم تو گرم ہیں“ — یار کی اور مائیکل کو اٹھانے والے افراد نے جڑی طرح چونک کر تنویر سے کہا۔
”ان کا خون نہیں بہا۔ اس لئے“ — تنویر نے جیکی کے پیچھے میں جواب دیا۔

اور وہ تینوں بغیر کچھ کہے اور پر جڑھٹنے لگے۔ یار کی اور مائیکل کے ساتھ ہی مشین گنیں پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں اٹھانے والے گنیں وہیں تھوڑے گئے تھے۔ تنویر نے جلدی سے آگے بڑھ کر دونوں مشین گنیں اٹھائیں۔ اور پھر اپنی والی مشین گن بھی اٹھا کر وہ تیزی سے ان کے پیچھے چٹانیں پھلانگتے ہوئے اوپر جبریل سے تک پہنچ گیا۔

”باس مارٹی۔ اس عورت کا جسم اس طرح گرم ہے جیسے یہ زندہ ہو۔“ — یار کی کو اٹھائے ہوئے آدمی نے ایک نوجوان کے قریب پہنچتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا۔
”ہاں۔ یہ زندہ ہیں“ — تنویر نے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے دونوں مشین گنیں نیچے پھینک دیں۔
”کیا — کیا کہہ رہے ہو جیکی“ — مارٹی نے تیزی سے

لاپنج پر راستے میں کئی جگہ سمندر سے نکلی کر عجیب و غریب روشنیاں سی پڑیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اچانک سمندر میں سے سورج طلوع ہو گیا ہو۔ لیکن یہ روشنیاں صرف ایک لمحے کے لئے نمودار ہوئیں اور اس کے بعد اسی طرح غائب ہو جاتیں۔ تنویر لاپنج دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس نے حتی الامکان اپنے چہرے کو سپاٹ رکھنے کی کوشش کی تھی۔ مائیکل اور یار کی دونوں ہی اب بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ جبریل اب تنویر کو نظر آنے لگ گیا تھا۔ مائیکل نے اُسے نہ صرف پیش دے کی پوری تفصیلات بتا دی تھیں۔ بلکہ اُسے جبریل کے اندرونی تفصیلات بھی بتا دی تھیں کہ کہاں کہاں چوکیں موجود ہیں۔ اور تنویر لاپنج چلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر جبریل کے قریب پہنچنے پر اسے ساحل پر آٹھ آدمی کھڑے نظر آئے۔ جو پوری طرح مسلح تھے۔ تنویر

گھوم کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔ لیکن تنویر کے ہاتھ میں موجود مشین گھننے نے ایک لمخت شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ یار کی اور مائیکل کو اس دوران زمین پر لٹایا جا چکا تھا۔ اور تنویر نے دیکھ لیا تھا کہ وہاں وہی آٹھ افراد ہی تھے۔ اس لئے اس نے فائر کھول دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی مائیکل اور یار کی بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھے اور انہوں نے مشین گھنیں سنبھال لیں۔ لیکن تنویر نے تو پہلے ہی برسٹ میں مار ڈی سمیت اس کے باقی سات ساتھی مار گرائے تھے۔

”ادھر باس۔ ادھر آ جاؤ۔ اس چٹان کے پیچھے۔“ اچانک مائیکل نے چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے دوڑے ہوئے اس اونچی چٹان کی اوٹ میں پہنچے ہی تھے کہ ایک لمخت جیسے پورا جنگل فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ گولیاں بے تحاشا انداز میں چل رہی تھیں اور سادھی گولیوں کا رخ اس چٹان کی طرف تھا۔ صرف ان کی پشت جو سمندر کی طرف تھی وہ محفوظ تھی باقی ہر طرف سے مسلسل اور تیز فائرنگ ہو رہی تھی۔ وہ تینوں اس چٹان کے ساتھ جیسے چپے ہوئے تھے۔ تنویر کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس قدر بے تحاشا اور مسلسل فائرنگ آخر کس طرح کی جا رہی ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے ہر درخت سے گولیاں آ رہی ہوں۔ لیکن یہ فائرنگ صرف چند منٹ تک چلتی رہی۔ پھر ایک لمخت اس طرح خاموشی چھا گئی جیسے کسی نے تمام مشین گھنوں کا سوئچ بیک وقت آف کر

دیا ہو۔ اسی لمحے مائیکل اچھل کر باہر نکلا اور اس نے جیب سے ایک طاقتور بم نکال کر ایک قریبی درخت کی جڑ میں پھینکا ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور وہ درخت جڑ سے اکھڑ کر خوف ناک گھونکڑا ہٹ کے ساتھ نیچے آگرا۔

”آؤ باس۔ میں نے میکا کی فائرنگ کی لائن توڑ دی ہے۔ جلدی آؤ۔“ مائیکل نے چیخ کر کہا۔

اور تنویر میکا کی فائرنگ کا لفظ سن کر بے اختیار سر ہلانے لگا۔ وہ تینوں مائیکل کے پیچھے دوڑتے ہوئے تیزی سے جوہرے کے ایک حصے کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے۔ اور پھر جیسے اچانک مائیکل رک گیا۔ اس نے تیزی سے ایک چٹان کی سائیڈ میں بوٹ کی ٹوماری تو چٹان اس طرح اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی جیسے مائیکل کی بجائے کسی دوسرے سے لات مار رہی ہو۔ اب وہاں ایک گھبراہٹوں سا نظارہ آئے لگا۔ جس کی ایک سائیڈ میں سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔

”چلو باس۔ جلدی کر دینچے اترو۔“ مائیکل نے کہا۔ اور پھر خود بھی تیزی سے سیڑھیاں اترتا گیا۔ اس کے بعد یار کی اور آخر میں تنویر بھی نیچے اتر گیا۔ کہو محک صورت حال ہی ایسی بن گئی تھی کہ اسے مائیکل کی پیروی کرنی پڑ رہی تھی۔ آخری سیڑھی پر جیسے ہی تنویر پہنچا۔ وہاں کھڑے مائیکل نے سیڑھی کی سائیڈ میں پیر مارا اور اوپر سے نظر آنے والی روشنی ایک لمخت ختم ہو گئی۔

”بھگے یقین تھا باس کہ اس راستے کا علم لی ساک کو نہ ہو سکا ہو

پہلے یک لخت چنچ کہ ایک لفظ فائر کہا تھا۔ یہ اس میں کے لئے کوڈ درڈ تھا۔ چونکہ مارٹی گئی آواز تکلیف کی وجہ سے قدرے کمزور تھی اس لئے آواز کی لہروں نے میں تک پہنچنے میں چند لمحوں کا وقفہ لے لیا۔ میں میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سننے اور انہیں ٹانگہ گٹ ہلنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ چنانچہ جس وقت مارٹی نے لفظ فائر کہا اُسی لمحے میری نظر میں پر پڑی۔ اور میں نے آپ سمیت قریبی چٹان کی اوٹ لے لی۔ بس قسمت تھی کہ ہمیں اتنا وقفہ مل گیا۔

ہمارے دوڑنے کی آوازیں میں نے پہنچ کر لیں۔ اور پھر اس نے میکا کی انداز میں اپنے ساتھ منسلک تمام مشین گنوں کا رخ اس چٹان کی طرف کر دیا۔ اگرچہ نہ دوڑتے تو یہ مشین گنیں ایک دائرے کی صورت میں گھوم کر فائر کرتیں۔ لیکن یہ فائرنگ صرف دو منٹ تک ہوتی ہے۔ اس کے بعد فائرنگ بند ہو جاتی ہے۔ پھر ایک منٹ کے وقفے کے بعد دوبارہ شروع ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ مسلسل ہوتی رہتی ہے۔ جب تک مخصوص فریکوئنسی پر میں کو آف نہ کر دیا جائے یا مشین گنوں کا میگزین نہ ختم ہو جائے۔ لیکن فائرنگ بند ہوتے ہی میں نے ہم ماہر اس درخت کو ہی اڑا دیا۔ جس سے میں نصیب تھا۔ اس طرح یہ تمام آٹومیٹک انداز میں چلنے والی مشین گنیں بیگا ہو گئیں اور ہمیں زندہ حالت میں یہاں تک پہنچنے کا موقع مل گیا۔ "مائیکل نے تیز فیز ہلچے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور شاید زندہ گی میں پہلی بار تویر کے جسم میں بے اختیار سردی کی

گاہ۔ "مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم کہاں آگئے ہو؟" تویر نے غراتے ہوئے پوچھا۔
کیونکہ وہ اس طرح کسی کنویں میں پھپھ کہ بیٹھنے کے لئے تو نہیں آیا تھا۔

"ادہ باس۔ میں آپ کی فطرت سمجھ گیا ہوں۔ لیکن آپ بے فکر ہیں۔ ہم آسانی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔ اگر میری نظر اچانک میکا کی فائرنگ میں پر نہ پڑ جاتی جو درخت کی جڑیں تھا تو ہماری لاشوں کے ٹکڑے بھی نہ ملتے۔" مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اب گپ اندھیرے میں کچھ دیر رہنے کی وجہ سے ان کی آنکھیں کچھ کچھ دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں۔

"ادہ۔ یہ میکا کی فائرنگ سے ہتھار کیا مطلب تھا۔ اور پھر تمام گولیاں اس چٹان پر کیوں برس رہی تھیں؟" تویر نے چونک کر پوچھا۔

"ہم جب اس جزیرے پر قابض تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی حفاظتی انتظام کر رکھا تھا۔ اور یہ انتہائی کامیاب انتظام ہوتا ہے۔ اس میں ایک طویل دائرے میں مشین گنیں درختوں کے ساتھ اس طرح فٹ کر دی جاتی ہیں کہ وہ آسانی سے چاروں طرف گھوم سکیں۔ اور انہیں ایک آوازیں پہنچ کر آنے والے آئے کے ساتھ فٹ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا ایک کوڈ درڈ ہوتا ہے۔ عام طور پر یہ کوڈ درڈ فائر ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا تھا کہ مارٹی نے ساکت ہونے سے

بہر سی دوڑ گئی۔ اگر مائیکل کی نظر اس میں پر نہ پڑتی یا مائیکل اس نظام کو نہ جانتا ہوتا تو پھر ان کی موت ایک یقینی امر بن چکی تھی۔
”شکریہ مائیکل۔ تم نے واقعی ساتھ آنے کا حق ادا کر دیا ہے۔“
تنویر نے اس بار نرم ہلچے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں باس۔ یہ تو اتفاق تھا کہ میں اس نظام کو جانتا تھا۔ اب اوپر کی سائیک کے آدمی یقیناً ہمیں انتہائی سرگرمی سے تلاش کر رہے ہوں گے۔ لیکن اس کنویں کے متعلق انہیں یقیناً علم نہیں ہے ورنہ وہ اب تک یہاں پہنچ جاتے۔“ مائیکل نے جواب دیا۔

”اس طرح تو ہم اس کنویں میں بڑی طرح پھنس کر رہ جائیں گے۔“
تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں باس۔ اس کنویں سے ایک راستہ ایک چوٹی کیبن تک جاتا ہے۔ اگر وہ چوٹی کیبن وہیں موجود ہوا تو یہاں وہ پہنچ جاتا تھا لیکن یہ راستہ اس قدر تنگ ہے کہ شاید یار کی اس سے گزرنے کے کم از کم تین اور آپ اس سے گزر نہیں سکیں گے۔“ مائیکل نے کہا۔

”اوہ۔ مجھے بتاؤ۔ کہاں ہے راستہ۔ میں جاؤں گی۔“ یار نے جلدی سے کہا۔
”لیکن تم دباؤ جا کر کیا کرو گی۔“ تنویر نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

”اب مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ کیا کرنا ہے۔ تم مجھے بتاؤ دباؤ

جا کر کیا کرنا ہو گا مجھے۔“ یار کی نے جواب دیا۔
”مائیکل تم راستہ تو دکھاؤ۔ بعد میں سوچیں گے کہ ہم اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔“ تنویر نے کہا۔

”میں باس۔“ مائیکل نے کہا۔ اور اس کنویں کی ایک دیوار کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ سر سے ادا پٹے کٹے۔ اور پھر ذرا سا اچھل کر اس نے دیوار کی دو تین اینٹوں پر بیک وقت دونوں ہاتھ مارے۔ لیکن اس کا کوئی رد عمل نہ نکلا تو وہ ذرا سا آگے بڑھ گیا۔ اس طرح وہ مسلسل اینٹوں پر ہاتھ مارتا اور ایک قدم آگے بڑھ جاتا۔

”کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ کون سی اینٹیں تھیں۔“ تنویر نے تشویش بھرے ہلچے میں پوچھا۔

”باس کافی عرصہ گزر گیا ہے۔ بہر حال ان کی بلندی مجھے یاد ہے ابھی مسکمل ہو جائے گا۔“ مائیکل نے کہا اور اس بار واقعی اس نے جیسے ہی دو تین اینٹوں پر ہاتھ مارے ایک اینٹ اندر کو دی اور اس کے ساتھ ہی اس اینٹ سے ذرا اوپر ایک تنگ سا راستہ نمودار ہو گیا۔ یہ راستہ واقعی اس قدر تنگ تھا کہ یار کی بھی اس میں سے مشکل سے گزر سکتی تھی۔ اور راستہ طویل عرصے تک بند رہنے کی وجہ سے عجیب اور نامانوس سی بو پھوڑ رہا تھا۔ تنویر کا قد چونکہ مائیکل سے لمبا تھا اس لئے وہ اس راستے سے نکلنے والی بو کو آسانی سے سونگھ سکتا تھا۔

”میں گزر جاؤں گی اس میں سے۔“ یار کی نے کہا۔

"ٹیک ہے۔ اب سنو۔ تم اس راستے سے گزرو کہ جس جگہ بھی پہنچو دہان کی صورت حال فکسڈ ٹرانسمیٹر پر مجھے بتانا پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔" تنویر نے کہا۔ اور جیب سے ایک چھوٹا سا ڈیبا نما ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے یار کی اس کے متعلق سمجھایا اور یار کی نے سر ہلاتے ہوئے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"آؤ میں تمہیں اٹھا کر اس راستے میں داخل کر دوں۔ بے حد احتیاط کرنا۔" تنویر نے کہا۔

"یہ زیادہ لمبا راستہ نہیں ہے یار کی۔ اس لئے گھبرانامہ۔" مائیکل نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور یار کی مسکرا دی۔

"تم ایسا کہو اس فکسڈ ٹرانسمیٹر کو آن کر لو۔ تم جو بھی بات کر دو گی ہمیں سنائی دے گی۔ اس طرح ہم پوری طرح تمہاری طرف سے باخبر رہیں گے۔" تنویر نے کہا اور یار کی نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ریگوکولر پلے کا بٹن آن کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ تنویر نے اس کے کولہوں پر ہاتھ رکھے اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے یار کی کو اوپر اٹھا کر اس سوراخ تک پہنچا دیا۔ جس سے راستہ جاتا تھا۔ یار کی نے اپنے جسم کو کیڑا اور پھر اس راستے میں داخل ہو گئی۔ مینشین گن کو اس نے ہاتھوں میں کیڑا کر سیدھا رکھا ہوا تھا۔ اور وہ گھنٹوں اور کہنیوں کے بل کر الٹک کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

"یہاں بہت سخت اندھیرا ہے۔" یار کی کی آواز سنائی دی۔

"تمہاری آنکھیں جلد عادی ہو جائیں گی۔" تنویر نے اپنی آواز میں کہا۔

اور پھر کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد یار کی کی ہلکی سی آواز تنویر کے ہاتھ میں کیڑے ہوئے فکسڈ ٹرانسمیٹر کے دوسرے سیٹ سے ابھری۔

"ادھ۔ راستہ تو بند ہو گیا۔" یار کی کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔

"اوپر سیرھیاں جا رہی ہوں گی وہ سیرھیوں پر چڑھ کر اوپر چلے اور جہاں سیرھیوں کا اختتام ہو۔ دہان آخری سیرھیا کے دائیں کنارے پر زور سے ہاتھ مارے تو راستہ کھل جائے گا۔" مائیکل نے جلدی سے کہا تو تنویر نے اس کی بات ٹرانسمیٹر میں دوہرا دی۔

"راستہ کھل گیا ہے۔ ادھ خدایا شکوہ ہے۔ تازہ ہوا آئی۔" یار کی کی آواز چند لمحوں بعد سنائی دی۔ اور تنویر کے اعصاب تن گئے۔

لیکن دوسرے لمحے یار کی کی طویل چیخ اور پھر دھماکے سے نیچے گرنے کی آواز سنائی دی تو تنویر اور مائیکل دونوں اچھل پڑے۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

"ادھ۔ یار کی کو مارا گیا۔ اب چونکہ راستہ کھلا ہوا ہے۔" تنویر نے مزید رکنا خطرناک ہے۔ تنویر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اسے جیب

میں ڈال کر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد جب وہ چٹان جہاں کہ اوپر جریبے کی سطح پر آئے تو اچانک ایک طرف سے ان پر تیز سرخ روشنی پڑی۔ اور دوسرے لمحے وہ اس طرح بے حس و حرکت ہو کر نیچے گرے جیسے کسی نہریلی دوا کے پھر ٹکنے سے کیڑے کیڑے میڑھے ہو کر گرتے ہیں۔ ان کے ذہنوں پر سرخ روشنی پڑتے ہی ایک لمختہ اندھیرے نے یلغار کر دی تھی۔ اور شاید یہ موت کا ہی اندھیرا تھا۔ جس کے بعد روشنی کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔

”یہ لی ساک تو حد سے زیادہ ہوشیار آدمی ہے۔“ عمران نے ٹوٹا سمیٹ کر آتے ہوئے کہا۔
”تم نے اپنی طرف سے تو اسے چکر دینے کی کوشش کی ہے لیکن وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی محتاط شخص ہے۔ لیکن اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہمیں لالچ پر جانا ہو گا یا ہیلی کا پٹر پر۔“ قریب کھڑی ہو لیانے کہا۔

”دونوں صورتوں میں ہی شدید خطرہ موجود ہے۔ اس مالک کی کال نے اسے اس راستے سے ہوشیار کر دیا ہے اور اس جیسے محتاط شخص سے کچھ بعید نہیں کہ اس نے اس دوران اس راستے کو کوڑا کر لیا ہو۔ لیکن میرا خیال ہے اب ہیلی کا پٹر ہی استعمال کرنا چاہیے۔ اب زیادہ دیر ہمارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اگر میں اور صدیقی لانچ کے ذریعے جائیں اور آپ اور جلیسا
ریلی کا پٹر کے ذریعے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہوگا۔ اس طرح ان کی
توجہ دو طرف کو مبٹ جائے گی۔“ خاور نے کہا۔
”نہیں۔۔۔ تم اس نرگوں والے راستے کو کرنا اس نہ کر سکو
گے اور پھر ہمیں خواہ مخواہ مہتہاری طرف سے بھی پریشان ہونا پڑے
گا۔ ہیلی کا پٹر خاصا تیز رفتار ہے۔ ویسے یہاں اس جریز سے
پر غوطہ خوری کے لباس موجود ہیں۔ اس لئے ہمیں غوطہ خوری کے
لباس پہن کر بیٹھنا چاہیئے۔ خطرے کی صورت میں ہم سمندر میں بھی
کودھکتے ہیں۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران
کی اس تجویز کی سب نے تائید کر دی۔ انہوں نے یہاں پہنچنے کے
بعد یہاں موجود آدمی پر تشدد کر کے ساری صورت حال پہلے ہی معلوم
کر لی تھی۔ اس لئے انہیں اس خفیہ تہہ خانے کا بھی علم ہو گیا تھا۔
جس میں سامان موجود تھا۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھنا ہی چاہتے تھے
کہ انہوں نے ہیلی کا پٹر کو ادھر آتے چیک کر لیا اور پھر انہیں لانچ
کو وقتی طور پر ڈبو کر اپنے آپ کو چھپا پڑا تھا۔ چنانچہ صدیقی تہہ
خانے سے جا کر غوطہ خوری کے چار لباس اٹھا لیا۔ اور چند لمحوں
بعد وہ اس لباس میں ملبوس ہیلی کا پٹر پر سوار ہو گئے۔ اور ہیلی کا پٹر
فضا میں بلند ہونے لگا۔
”اگر ہم نے ہی سارا کام کرنا تھا تو باس نے تنویر کو علیحدہ کیوں
بھیجا۔“ اچانک پاس بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا۔
”کمال ہے۔۔۔ اتنی دیر بعد تنویر بچا رہے کی یاد آتی ہے

”۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب۔۔۔ وہ بچا رہ کیسے ہو گیا۔“ جولیا نے
سکڑ بوجھا۔
”جس کو چارہ نہ ملے وہ بے چارہ ہی ہوتا ہے۔ اور چارہ کون
ناہے یہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہوگا۔“ عمران نے بڑے
برہہ بے میں کہا۔
”نکواس منٹ کر دو۔ میرے سوال کا سیدھی طرح جواب دو۔“
”لے پھاڑ کھانے والے ہلچے میں کہا۔
یعنی واقعی تنویر مفت میں مارا گیا۔“ عمران نے سر
تے ہوئے کہا۔
”کیا مطلب۔۔۔ بات کی وضاحت کر دو۔“ جولیا نے
ت بھرے ہلچے میں کہا۔
”ہاں اب وضاحت کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مہتہارے
س کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ تم تنویر کی طرف ضرورت سے زیادہ
ہو جاتی جا رہی ہو۔ اس لئے اس نے تنویر کو چارہ بنا کر اس قدر
ناک تنظیم کے سامنے پیش کر دیا تاکہ یہ چارہ ہمیشہ کے
بے چارہ ہو جائے۔ گو میں نے مہتہارے پاس کو متخ کیا تھا کہ وہ
ت میں آکر اس قدر ہولناک قدم نہ اٹھائے۔ میں تنویر کو سمجھا دوں
لیکن تم نے دیکھا کہ اس نے میری بات مانی ہی نہیں۔ اور مہتہاری
ویلی عرصے تک تنویر کی بات نہ کرنے سے میں یہی سمجھا تھا کہ واقعی
باس درست کہتا تھا کہ جب تنویر ہمیشہ کے لئے غائب ہو جائے

ان نے بڑے سنجیدہ سے پہچان لیا۔

”مشرقت گھس چکی ہے۔ کیا مطلب۔“ جولیا واقعی
س کی بات کا مطلب سمجھ نہ سکی تھی۔

”مشرق والوں کا خاصہ ہے کہ وہ مرنے کے بعد تعریف کرتے ہیں۔

زندہ آدمی چاہے لاکھ لاکھوں نہ ہو۔ مشرق والوں کے لئے وہ کوڑی

کا بھی نہیں ہوتا۔ لیکن مرنے کے بعد وہ لاکھ لاکھ کی بجائے سو لاکھ تک

اب تو روپے کی قیمت خاصی کم ہو چکی ہے۔ اس لئے سو لاکھ ڈالر کا کہنا

چاہیے۔ جب کہ مغرب والوں کی غاصبت ہے کہ وہ زندہ کی قدر کرتے

ہیں اور مرنے والے کو بھول جاتے ہیں۔“ عمران نے منہ بندتے

ہوئے جواب دیا۔ اور جولیا اس بار کھلکھلا کر ہنس پڑی

”یاں عقلمیری حماقت پر نہیں سکتی ہو۔ میں نے سوچا تھا کہ مغرب

مغرب ہے اور مشرق مشرق۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ سورج نے

اپنی طلوع و غروب کی سمتیں تبدیل کر لی ہیں۔“ عمران نے منہ بندتے

ہوئے جواب دیا۔ اور اس بار پیچھے بیٹھتے ہوئے صدیقی اور خاور

بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہائیں۔“ اب مجھے بھی ہنسنے لگے ہیں۔ اور قرب قیامت کی

یہ آخری نشانی بھی پوری ہو گئی۔“ عمران نے کہا۔ اور اس بار

ہیلی کا پٹر پہلے سے بھی زیادہ بھر پور تہقہوں سے گونج اٹھا۔

”عمران صاحب۔ ہم دراصل آپ کی پُر لطف باتوں میں دخل نہیں دینا

چاہتے تھے۔“ صدیقی نے کہا۔

یعنی کہ تم مغربی ہو گئے ہو۔ کہ زندہ کی قدر کر رہے ہو۔ یا اس

کا تو جولیا اُسے بھول جائے گی۔ لیکن اب متہارا اس کے لئے جہد رہ
اچھ سن کہ مجھے یقین آ گیا ہے کہ متہارے پاس کا اندازہ غلط تھا۔ اور
تئویرمفت میں مارا گیا۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ پہچان لیا۔
جواب دیا۔

”ہو نہ۔“ تو متہارسی وضاحت کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے تنویر

کو مشن پر نہیں بھیجا بلکہ موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے۔“ جولیا

نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک لخت بے

سر دمہری سی نمودار ہو گئی تھی۔

”اور موت کا منہ اگر تم نے نہ دیکھا ہو۔ تو بے شک تنویر سے پورا

دینا حشر والے دن۔ بڑا ہی خوف ناک تجربہ ہوتا ہے اس کا۔“ عمران

نے بڑے سادہ سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا

”لیکن مجھے یقین ہے کہ تنویر تم سے پہلے نہیں مر سکتا۔“

اچانک جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہائیں۔“ کیا مطلب۔ کیا میں تنویر کا بندھا ہوا ہوں۔“

عمران نے بے اختیار چونک کر کہا۔

”ہائیں۔“ تنویر میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ لیکن تم نے جان بوجھ

اس کی صلاحیتوں کو کبھی سامنے نہیں آنے دیا۔ متہارا تو نیال ہے

تنویر مر چکا ہو گا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تنویر باس کے اعتماد پر پورا

اترے گا۔“ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کاش مجھے پتہ ہوتا کہ تم میں مشرقت اس قدر گھس چکی ہے

واقعی میں تنویر سے پہلے مر جاتا۔ اور تنویر مجھ سے بازی لے گیا۔“

جولیا کو بھی سمجھا دو کہ خواہ مخواہ مشرق کے جگر میں نہ پڑے۔ جب تک میں زندہ ہوں تب تک مغربی سی رہے۔ بعد میں بے شک مشرقی بن کر میرے ساتھ سستی ہو جائے۔" عمران نے کہا۔

"منہ دعو رکھو۔ مجھے کیا ضرورت ہے تم جیسے اہق کے ساتھ سستی ہونے کی۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی کہ عقل مند کے ساتھ سستی ہو جاؤ گی۔ یا خاردار اُنوکھی مادہ کو کیسے کہتے ہیں۔" عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنا جسم ایک سائینڈ پر جھکا لیا اور جولیا کا ہاتھ سیٹ کی پشت پر پڑا۔ اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اور خاردار دونوں کے حلق سے بیک وقت تہقے نکل گئے۔ اور جولیا بھی سخت بھرے انداز میں مسکرا دی۔

اور اُسی لمحے ہیلی کا پٹر کو اچانک ہلکا سا جھٹکا تو عمران یک لمخت چونک پڑا۔ ہیلی کا پٹر اس وقت نرگوں کے جنگلی پر ہی اڑ رہا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ تم کون ہو۔" واپس چلے جاؤ۔ ورنہ تمہارا ہیلی کا پٹر تباہ کر دیا جائے گا اور۔۔۔ اُسی لمحے ٹرانسپیئر سے ایک چیتنی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن یہ آواز نہر حالی کی ساک کی نہیں تھی۔

"میں مالکم ہوں۔ ریڈر روز کے چیف کی ساک کا پیرانا دوست۔ تم کون بول رہے ہو اور۔" عمران نے مالکم کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں ڈیجیٹر ہوں۔ چیف کا اسسٹنٹ۔ سنو تم جو کوئی بھی ہو واپس پلٹ جاؤ۔ میں یہیں ایک منٹ دے سکتا ہوں۔ ورنہ بغیر کسی مزید دازنگ کے تمہارا ہیلی کا پٹر تباہ کر دیا جائے گا اور۔" دوسری

طرف سے چیتنے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہلو اس مت کرو۔ لی ساک سے میری بات کرنا اہق آدمی۔ میں لی ساک کے دشمنوں کی لاشیں لے کر آ رہا ہوں اور۔" —

عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب لے ملا۔ عمران کی تیز نظر میں سارے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس "ایک منٹ گزر گیا اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ڈیجیٹر کی آواز۔" دی۔ اور اُسی لمحے دور سمندر سے کوئی سرخ سی چیز جھکی اسے ہونٹ کے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کا پٹر کو یک لمخت غوطہ دیا اور۔۔۔

نیز آواز کے ساتھ ہی وہ سرخ سی چیز ہیلی کا پٹر کے قریب لے کر گئی۔

اس طرح ایک "اوہ۔ نیچے کو جاؤ۔ یہ کوبرا امیزائل ہے۔" سمندر پر چلنے ایک لمخت پیچ کر کہا۔

اس کے پونچے اور دوسرے لمحے ان سب نے بیک وقت جہانے یہاں کھلی کھڑکیوں سے نیچے نرگوں کے جنگلی سر کے بل جھ دایں طرف بن۔ ہیلی کا پٹر ان کے نیچے گرتے ہی نوک کے بل آگے کے پیچھے گئے جن سمندر تک پہنچنے سے پہلے ہی انہیں اپنے سروں پر آئٹ ہو رہی تھیں کہ سنائی دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ نرگوں کے درمیان تھر رہے۔

لی گہرائی میں اتارے چلے گئے۔ چونکہ ان چاروں نے اس کے ساتھ ہی انہیں بلانگ لگا لی تھی۔ اور وہ بھی بغیر پیرا شوٹوں کے۔ اس لئے وہ تقریباً لگا۔

کٹھے ہی سمندر میں گرے تھے۔ پہلے تو ان کے جسم تیزی سے گہرائی میں اتارے لیکن پھر پانی نے انہیں اوپر کی طرف اچھال دیا۔ اور پھر

”کون سی واٹر لائن“۔ جو لیانے پوچھا۔

”وہ دیکھو سامنے پانی کے اندر موجود بے سینے رنگ کی لہر دیکھ
ہی ہو۔ یہ واٹر لائن ہے۔ اس سے جیسے ہی ہمارے جسم ٹکراتے۔
ہم اس طرح پھٹ جاتے جیسے بارود پھٹتا ہے۔“۔ عمران نے
کہا۔ ادا اس بار واقعی انہیں وہ مکی نیلی لائن نظر آگئی۔ جو پانی کے
تک کے ساتھ اس طرح ہم آہنگ تھی کہ غور سے دیکھتے بغیر وہ اس
کی تمیز نہ کر سکتے تھے۔

”تو اب ہم اسے کیسے کر اس کریں گے۔“۔ جو لیانے ہونٹ
کاٹتے ہوئے پوچھا۔

”ہمیں اس کا مرکز ڈھونڈنا ہوگا۔ یہ شعاعیں تہہ سے لے کر
سمندر کی سطح سے پانچ فٹ اوپر تک موجود رہتی ہیں۔ اس طرح ایک
نامعلوم سی دیوار بن جاتی ہے۔ اور کوئی انسان یا سطح سمندر پر چلنے
والی کوئی لالچ۔ کشتی یا جہاز جیسے ہی اس سے ٹکراتا ہے اس کے پرچے
اڑ جاتے ہیں۔ یقیناً یہ لائن لاکھ کی لاکھ کی بعد کی ساک نے یہاں
فٹ کی ہوگی۔“۔ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف
کو مڑ گیا۔ باقی ساتھی اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے پیچھے گئے
رہے۔ ننگوں کی وجہ سے انہیں تیرنے میں بے حد تکلیف ہو رہی
تھی۔ لیکن بہر حال وہ کسی نہ کسی طرح عمران کے پیچھے تیرتے رہے۔
اور تھوڑی دیر بعد عمران ایک جگہ رک گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہیں
ایک نرمل کے ساتھ تیرتے ہوئے ایک چھوٹا سا باکس نظر آنے لگا۔
یہ باکس کی تار کی مدد سے نرمل کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ عمران چند لمبے

جیسے ہی ان کے سر سطح سمندر سے باہر آئے۔ ان سب کے ہا
بیک وقت حرکت میں آئے اور انہوں نے سروں کے پیچھے ک
کہ ہوئے مخصوص کنٹوپ سروں پر چڑھ گئے۔ اب وہ وقتی طور پر تھو
ہمراہ چکے تھے۔ اور پھر وہ اطمینان سے تیرنے لگے۔

تیزی سے میرے پیچھے آؤ اور ہوشیار رہنا۔ یہاں سمندر
گھوڑے اور خوف ناک مگر گھچوں سے بھی پالا پڑ سکتا ہے۔“
عمران کی آواز ان تینوں کو سنائی دی۔ اور وہ سب سر ہلاتے ہو
آگے کو تیرنے لگے۔ سب سے آگے عمران تھا۔ اس کے پیچھے
جو لیانے پھر غار اور سب سے آخر میں صدیقی۔ سامان کے پیچھے ہم
کا پڑیں۔ رہ گئے تھے اور ان کے پاس اب صرف پانی کے ا
چلنے والی ہی مخصوص گئیں رہ گئی تھیں۔

”ہم نرملوں کے جنگل کے قریب آخری کنارے پر گھرے ہیں۔
لے ہم جلد اس سے نکل جائیں گے۔“۔ عمران کی آواز سنائی د
اور ان سب نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیئے۔ وہ
سے کم آگے بھی غرق کرنا چاہتے تھے۔

”رک جباؤ۔“۔ اچانک عمران کی جینچی ہوئی آواز سنائی د
اور ان سب نے اپنے جسموں کو ایک جھٹکے سے روک لیا۔ عمران
بھی پانی کے اندر ہی رک چکا تھا۔

ادہ ادہ۔ اچانک ہی میری نظر اس واٹر لائن پر پڑ گئی۔ وہ نہ تو ہم
سب کے پرچے اڑ جاتے۔“۔ عمران نے کہا۔ اور وہ سب
تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے ساتھ پہنچ گئے۔

وہاں حرکت کی۔ باکس ایک بار پھر تھر تھرایا۔ لیکن پھر ساکت ہو گیا۔
 ران کی انگی نے وہی عمل تیسری بار دہرایا۔ اور پھر اس نے تیزی
 سے نہ صرف انگی بلکہ دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچ لئے۔
 سی لمحے باکس میں سے ہٹے نیلے رنگ کا ایک شعلہ نکل کر تیزی
 سے اوپر کو اٹھا ہوا سطح پر غائب ہو گیا۔ اس طرح جس طرح لائٹر
 لانے سے اس میں سے شعلہ نکلتا ہے۔

"شکر ہے۔ کام بن گیا۔" — عمران کی آواز اس طرح سنائی
 دی جیسے اس نے ایک طویل سانس لیا ہو۔

"کیا ہوا ہے؟" — جولیانے بے اختیار پوچھا۔

"میں نے دائرہ لائن کو چند لمحوں کے لئے روک دیا ہے۔ جلدی
 راس کر دو۔ آگے بڑھو پورسی تیزی سے۔" — عمران نے تیز پہلے
 کر کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے تیرتے
 دئے آگے بڑھتے گئے۔ وہ واقعی بے پناہ تیران سے کام لے
 رہے تھے۔ اور پھر عمران کی آواز نے انہیں روک دیا۔

"بس اب ہم نکل آتے ہیں۔" — عمران نے کہا اور ان
 سب نے المینان کا طویل سانس لیا۔

"کیا یہ دائرہ لائن دوبارہ کام کرے گی؟" — جولیانے پوچھا۔
 "اس نے کام شروع بھی کر دیا ہے۔ صرف چند لمحوں کے لئے
 بے کار ہوئی تھی۔ اور ہم سب کی قسمت اچھی تھی کہ کام بن گیا۔ ورنہ
 راس داؤ زیادہ پڑ جاتا تو ایک لمحے کے لاکھوں حصے میں ہمارے

غور سے اس باکس کو دیکھتا ہمارے پھر اس نے بڑی احتیاط سے اپنے
 دونوں ہاتھ آگے بڑھائے اور اس نرکل کو پکڑ لیا۔ جس کے
 وہ باکس تیر رہا تھا۔ اس نے نرکل کو اوپر سے پکڑا تھا۔ باکس کسی
 نیچے بندھا ہوا تھا۔ عمران کے ہاتھ بڑی آہستگی سے نیچے باکس کے
 طرف کھسک رہے تھے۔ اس کے انداز میں اس قدر احتیاط تھا
 جویا۔ صدیقی اور خادیتوں نے بے اختیار اپنے سانس روک لئے
 عمران کی اس قدر احتیاط کا مطلب یہی تھا کہ وہ سب بے پناہ خطر
 میں گھرے ہوئے ہیں۔

باکس کے قریب پہنچ کر عمران کے ہاتھ رک گئے۔ باکس اسی
 تیر رہا تھا۔ عمران نے ایک ہاتھ تو وہیں رکھا اور دوسرے ہاتھ کو
 ذرا سانیچے کھسکایا۔ اب اس کا وہ ہاتھ باکس کے بالکل قریب پہنچ
 تھا۔ اور پھر اس کا وہ ہاتھ بھی وہیں ساکت ہو گیا۔ اور جولیا کو اپنے
 محسوس ہونے لگا جیسے وقت کی رفتار یک لخت تھم گئی ہو۔ پھر عمار
 کے ہاتھ کی ایک انگی ————— آہستہ آہستہ باکس پر پھٹنے لگا
 انگی اس قدر آہستگی سے حرکت کر رہی تھی کہ جیسے کسی فالج زدہ آدمی
 کی انگی ہو۔ چونکہ ہاتھوں پر دستاں تھے۔ اس لئے نیگیوں یا پی
 میں وہ سیاہ انگی کسی سانپ کی طرح لگ رہی تھی۔ اور پھر انگی کا
 آخری سرا باکس پر جم گیا۔ ایک لمحے کے لئے انگی ساکت رہی اور
 اس کے بعد انگی نے معمولی سی دائیں طرف حرکت کی اور پھر بائیں
 طرف باکس نے اچانک اس طرح حرکت کی جیسے وہ تیزی سے تھر تھر
 ہو۔ لیکن پھر وہ ساکت ہو گیا۔ انگی نے ایک بار پھر پہلے دائیں اور

جسوں کے پرچے اڑ جاتے۔" عمران نے کہا۔ اور جولیا کے جسم نے تیز بھر پھری لی۔

ادہ۔ اسی لئے تم اس قدر محتاط تھے۔" جولیا نے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے پوچھا۔ وہ سب کنٹوپ میں موجود ڈرائیوٹر پر ہی باتیں کر رہے تھے۔

"محتاط تو بڑا حقیر سا لفظ ہے مس جولیا تا نذر و اثر۔ یوں سمجھو کہ میں دنیا میں ہی بل صراط عبور کر لی ہے۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا نے سر ہلادیا۔ وہ جانتی تھی کہ عمران نے دل کا کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اور یہی کارنامہ تھے جس نے اُسے عمران کا گرویدہ کر رکھا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ عمران کے دل میں لگا ہوئے پیار کو گوشت پوست کے ٹکڑے میں تبدیل نہ کر سکتی تھی اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران جو کچھ بھی کہتا ہے محض تفریح اور وقت گزاری کے لئے۔ لیکن یہ سب کچھ جان لینے کے باوجود بھی وہ اپنے دل کا کیا کرتی۔ وہ تو بس عمران کی بات سن کر بے اختیار دھڑکنے لگتا تھا۔

وہ سب اب تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ کیونکہ اب وہ گھلے سمندر میں تھے۔ اور نرنگوں کا جنگل پیچھے رہ گیا تھا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل تیرنے کے بعد انہیں دور سے سطح سمندر پر تیرتے ہوئے کئی دبے دکھائی دیے گئے۔

"یہ لائیچیں ہیں۔ انتہائی احتیاط سے آگے بڑھنا۔" عمران

کہا۔ اور ان سب نے اب محتاط انداز میں آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ تقویدی دیر بعد وہ دبے ان کے سروں پر نظر آنے لگے۔ یہ چار لائیچیں تھیں۔ جو ایک دوسرے سے تقویدی فاصلے پر سمندر کی سطح پر مری ہوئی تھیں۔ ایک لائیچ باقی تین لائیچوں سے قدرے بڑی تھی۔

"تم لوگ یہیں رکو گے۔" عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اوپر کو اٹھ گیا۔ وہ لائیچ کے عقبی حصے کی طرف سے اوپر کو چڑھ رہا تھا۔ سطح سمندر سے سر باہر نکلنے ہی اس نے کنٹوپ کا جھنڈا دیا تو وہ اس کے سر کے پیچھے الٹ گیا۔ اب وہ تازہ ہوا میں سانس لے رہا تھا۔ لائیچ کے اس حصے کی طرف کوئی نہ تھا۔ سب آگے کی طرف موجود تھے۔ عمران نے دیں رکے رکے احتیاط سے غوط خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ ایک لمبی زپ کھینچنے کے بعد وہ چند ہی لمحوں میں اس لباس سے آزاد ہو چکا تھا۔ لیکن اس نے لباس کو اتار کر چھوٹے کی بجائے اُسے دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر اکٹھا کیا اور پھر اس نے اُسے آئینہ سلنڈر کے گرد لپیٹ دیا۔ اور پھر دونوں ہاتھوں سے اُسے تھا کہ اس نے انتہائی آہستگی سے اُسے لائیچ کے کنارے پر رکھ کر کھائیوں کے زور سے جسم کو اونچا کیا اور پھر نیچے احتیاط سے رکھ دیا۔ اس کے بعد اُسے لائیچ پر چڑھنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ وہ چند لمحے تو لائیچ کے فرش پر ساکت پڑا رہا۔ سامنے ایک کیمپن تھا۔ اور کیمپن سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔ عمران آہستگی سے کواٹک کرتا ہوا کیمپن کی

دھڑ بڑھٹا گیا۔ لاپنج کے اس حصے میں کوئی آدمی نہ تھا لیکن اُسے
خوف دوسری لاپنجوں سے تھا جس پر چلتے پھرتے آدمی نظر آرہے
تھے۔ لیکن عمران فرخش کے ساتھ ساتھ چپکا ہوا آگے بڑھتا گیا اور
چند لمحوں بعد وہ کیبن کی اس کھڑکی تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو
گیا جس میں سے روشنی کی ایک کیر نکل رہی تھی۔ یہ دیکھ کر کھڑکی کی
ایک درز سے نکل رہی تھی۔ اور اس درز سے اُسے دو آدمیوں کی
باتیں سنائی دے رہی تھیں۔
"باس نے کال اسٹنڈ کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی ڈیگر۔"

ایک آواز نے پوچھا۔
"ہو سکتا ہے وہ کھردھ ہو۔" دوسری آواز سنائی دی۔
اور یہ دہی آواز بھی بواہوں نے جیسی کا پڑتبناہ ہونے سے پہلے
ٹرانسمیٹر پر سنی تھی۔
"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلے پڑتبناہ ہونے کے
باوجود اس نے ہمیں اس کی تلاش میں جانے سے کیوں روکا ہے۔"
پہلی آواز نے کہا۔

تم احمق تو نہیں ہو تمکے جنگری۔ دائر لائن کی موجودگی میں ہم ادھر
کیسے جا سکتے تھے۔ اور بائیس کسی صورت دائر لائن کو بند نہیں کرانا
چاہتا۔" ڈیگر نے غصے سے کہا۔

"اوہ ہاں۔ لیکن ڈیگر دائر لائن نے چند لمحوں کے لئے بند
ہونے کا سپارک تو دیا تھا۔ کیا ہوا تھا اُسے۔" ہنری
نے کہا۔

"بہت نہیں کیا ہوا تھا۔ شاید کوئی ٹیکنیکی غرابی ہو گئی تھی۔ لیکن صرف
چند لمحوں بعد یہ وہ درست ہو گئی۔" ورنہ ہمیں لازماً جا کر چپک کر مرنے
پڑتا۔" ڈیگر نے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ تماشہ نہ کھیلنا جائے۔ ابھی رات ہونے
میں تو بہت دیر ہے۔" ہنری نے پوچھا۔

"نہیں۔" ہمیں ہر لمحہ محتاط رہنا چاہیے۔ تم باہر کاراؤنڈ
لگا آؤ۔" ڈیگر نے تیز ہلچے میں کہا۔ اس کے ہلچے میں
سنجی تھی۔

"اچھا۔ اگر تم کہتے ہو تو لگا آتا ہوں۔" ہنری کی آواز
سنائی دی۔

اور عمران تیزی سے اس طرف کو رینگنے لگا جدھر کوئی لاپنج نہ
تھی۔ کیبن کی دوسری سائیڈ پر پہنچ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔
کیبن کا دروازہ درمیان میں تھا۔ اب عمران کیبن کی دیوار سے لگا
کھڑا تھا اور اُسی لمحے اُسے ایک آدمی کیبن سے نکل کر لاپنج کے
کنارے کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اس کے کانہ سے ہنشین

گن گلی ہوئی تھی۔ عمران نے جلدی سے جبب میں ہاتھ ڈالا۔
اُسے یاد آگیا تھا کہ اندر فی جبب میں ایک مشین پشٹل موجود ہے۔

چند لمحوں میں مشین پشٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ آدمی لاپنج کے
کنارے سے مڑ کر اب دوسری طرف جا رہا تھا اور عمران تیزی

سے دیوار کے ساتھ لگا آگے کو کھسکا گیا۔ اس آدمی کی پشت
اسے دوسری لاپنجوں میں موجود آدمیوں کی نظروں سے بچا سکتی تھی۔

اور چند لمحوں میں وہ دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔
 عمران ہاتھ میں مشین پشٹل کیٹے بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل
 ہوا۔ اس نے ایک دبلے پتلے آدمی کو ایک دیوار کے پاس
 موجود مشین پر بھکا ہوا دیکھا۔ اس کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی۔
 عمران نے پشٹل کو حبیب میں ڈالا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی
 سی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

گگ — گگ — مشین پر بھکے ہوئے آدمی نے
 ایک لمحت سیدھا ہو کر کچھ کہنا چاہا تھا کہ عمران کا ایک ہاتھ اس
 کے منہ پر جم گیا۔ دوسرا اس کی گردن کے گرد اور پیر یک جھپکنے
 میں اس کا اٹھوٹھا اس آدمی کی گردن میں گھس گیا۔ اور تیسری طرح
 تڑپتے ہوئے اس آدمی کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو
 چکی تھیں۔ عمران نے جلدی سے اس کے ڈھیلے جسم کو کسی سے
 اٹھا کر ایک طرف کیسین کی دیوار سے لگا کر لٹا دیا۔ اور پھر وہ واپس
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسی لمحے اُسے قدموں کی آواز سنائی
 دی۔ وہ اب دروازے کے ساتھ دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ پھر وہی
 آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ عمران اس پر کسی عقاب کی
 طرح جھپٹا اور چند لمحوں بعد اس کا بھی پہلے جیسا حشر ہوا۔ عمران نے
 اُسے بھی آہستگی سے فرش پر لٹا دیا۔ البتہ اس کی مشین گن اس
 نے اتار لی تھی۔ اور پھر مشین گن ہاتھ میں پکڑے وہ دروازے سے
 باہر نکلا۔ اس نے باقی تین لائیوں پر موجود افراد کو چیک کر لیا تھا۔
 اس کے اندازے کے مطابق ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ تھی۔

عمران نے باہر نکلتے ہی مشین گن کا رخ ان لائیو کی طرف کیا۔ اور
 دوسرے لمحے فضا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ پہلے ہی بوسٹ
 میں اس نے چھ آدمی مار گرائے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران
 تیزی سے بھاگتا ہوا لائیو کے کنارے پر جا کر فرش پر لیٹ گیا۔
 اس طرف انجن تھا۔ اور اس کا سر انجن کی اوٹ میں تھا۔ اُسی
 لمحے اُسے دو اور آدمی تیزی سے ابھرتے نظر آئے تو اس نے
 خاک کھول دیا اور وہ دونوں بھی ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے یک لمحت
 اٹھ کر چھلانگ لگائی اور اٹا ہوا دوسری لائیو پر پہنچ گیا۔ لیکن پھر باقی
 تینوں لائیوں چیک کر لینے کے باوجود اُسے وہاں کوئی زندہ آدمی نہ
 ملا۔ ان کی تعداد اٹھ تھی۔ اور وہ سب ختم ہو چکے تھے۔ دو لائیوں میں
 واقعی راکٹ میزائل لانچر نصب تھے۔ اور ہر قسم کا جدید اور تباہ
 کن اسلحہ وہاں موجود تھا۔ عمران تیزی سے واپس پہلے والی لائیو
 میں آگیا۔

”آجاء اوپر“ — عمران نے لائیو کے کنارے سے نیچے
 ہاتھ ڈال کر اُسے پانی میں مخصوص انداز میں لہراتے ہوئے تیز پہلے
 میں کہا۔

اور دوسرے لمحے جو لیا۔ صدیقی اور خاور کے سر اُسی سائیڈ
 پر سطح سمندر سے باہر ابھر آئے۔

”اوپر آجاء“ — عمران نے ہاتھ کو لہراتے ہوئے کہا اور
 تیزی سے واپس کیسین کی طرف بڑھ گیا۔ ہنری اور ڈیگر دونوں ابھی
 تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہ دہلا پٹلا آدمی ڈیگر تھا۔ کیونکہ

اس نے باہر جانے والے کو ہنری کہا تھا۔ اور ان کی گفتگو سے ہی معلوم ہوا تھا کہ اصل لباس ڈیکر ہی ہے۔ ویسے بھی اس نے اُنہیں کال کیا تھا۔ اس نے پہلے تو کیبن کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن واٹر لائن چیکنگ مشین اور ایک لانگ ریج ٹرانسمیٹر کے علاوہ اور دیاں کچھ نہ تھا۔ اُسی لمحے جولیہ صدیقی اور خاور بھی کیبن میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنے غوط خوری کے لباس اتار دیئے تھے۔

”سب ختم ہو گئے ہیں۔“ جولیہ نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ دو بے ہوش ہیں۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے ایک طرف بڑھی ہوئی دسی کا بیڈل اٹھایا اور آگے بڑھ کر اس نے ہنری اور ڈیکر دونوں کے ہاتھ پشت پر کر کے انہیں باندھ دیا۔ اس کے بعد باری باری دونوں کے منہ اور ناک بند کر کے انہیں ہوش میں لے آیا۔ دونوں کی آنکھیں تقریباً کھلی تھیں۔ عمران نے ان دونوں کو کیبن کی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا تھا۔

”گگ۔ گگ۔ کون ہو تم۔“ ان دونوں نے اٹھتے ہی پوچھا۔

”وہی۔ جن کا ہیلی کاپٹر تم نے تباہ کیا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ادا۔ تم کیسے زندہ بچ گئے۔ اور پھر واٹر لائن۔ ہیلی کاپٹر تو نرکوں کے جنگل پر تباہ ہوا تھا۔“ اس بار ڈیکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہاری واٹر لائن ابھی تک قائم ہے مسٹر ڈیکر۔ ہم نے اُسے

نہیں چھڑا۔ اور تم بھی اس لئے زندہ ہو کہ تم لی ساک کے اسسٹنٹ ہو۔ اور میں لی ساک کا پرانا دوست ہوں۔“ عمران نے جواب دیا۔ وہ ابھی تک مالک کے لہجے میں ہی بات کر رہا تھا۔

”یہ ناممکن ہے۔ اگر تم ہیلی کاپٹر کے پھٹنے کے باوجود بچ گئے ہو تب بھی تم کسی طرح واٹر لائن کو اس نہیں کر سکتے تھے۔“ ڈیکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم یہ بتاؤ کہ جب تم نے لی ساک کو ٹرانسمیٹر پر پورٹ دی کہ تم نے مالک کا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا ہے۔ تو اس نے کیا جواب دیا تھا۔“ عمران نے ایک محنت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ صرف اتنا کہا تھا کہ پوری طرح غصاٹ رہو۔ اور واٹر لائن کو چیک کرتے رہو۔ اس نے نہایت مختصر سی بات کی تھی۔“ ڈیکر نے جواب دیا۔

”کس فریکوئنسی پر بات کی تھی۔“ عمران نے پوچھا۔

”لیکن ڈیکر نے اس طرح ہونٹ پھینچ لئے جیسے اس نے جواب نہ دیتے کا فیصلہ کر لیا ہو۔“

”تمہیں معلوم ہے ہنری کہ تمہارے پاس کی فریکوئنسی کیل ہے۔“ عمران نے ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو مسلسل بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

”تم جو کوئی بھی ہو۔ زندہ بچ کر نہیں جا سکتے۔“ ہنری نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”میری بات کا جواب دو۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔" ہنری نے تیز لہجے میں کہا۔
 "اور کے۔" پھر پھٹی کر دے۔" عمران نے جیب سے مشین پستل نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے تیز فائرنگ کے ساتھ نہ صرف کیبن کی دیوار میں سوراخ ہو گئے بلکہ ہنری کی کھوپڑی کے بھی پچھڑے اڑ گئے۔

"تت۔ تت۔ تت۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔" ڈیگور نے جڑی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے سب ساتھیوں کا یہی انجام ہو چکا ہے۔ اور سنو اگر تم مجھے ایک منٹ دے سکتے تھے تو میں بھی تمہیں ایک منٹ ہی دے سکتا ہوں۔" فرکونی بتا دو درنہ۔" عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔ اور ڈیگور نے جلدی سے فرکونی بتانی شروع کر دی۔
 "گٹ۔ کافی سمجھ دار ہو۔ اب یہ بتا دو کہ اگر تم لی ساک کو کال کر دو تو کیا لی ساک یہاں آجائے گا۔" عمران نے سکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ چیف باس کی مرضی پر منحصر ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" ڈیگور نے جواب دیا۔

"سنو۔ تم نے لی ساک کو یہاں بلانا ہے۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر۔" بولو کیا کہو گے اُسے۔" عمران کا لہجہ دوبارہ بدل گیا۔

"تم۔ تم۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔" ڈیگور نے شدید الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے عمران کے مشین پستل نے ایک بار پھر شعلے اگلنے شروع کر دیئے۔ اور ڈیگور کو چخنے کی بھی مہلت نہ ملی۔

"صدیقی اور خادر۔ تم دونوں دوسری لائینوں پر جاؤ اور وہاں موجود ایسا اسلحہ اکٹھا کر کے لے آؤ۔ جو جزیروں پر ہمارے کام آ سکتا ہو۔" عمران نے مڑ کر صدیقی اور خادر سے کہا۔ اور وہ دونوں سہرہلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد باقی لائینیں تو وہیں رہ گئیں جب کہ ڈیگور والی لائین تیزی سے ٹارجن جزیروں کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

"تم نے لی ساک کو کال کر کے یہاں بلانے کا ارادہ کیوں ڈرا پ کر دیا۔ اگر وہ یہاں آجاتا تو زیادہ آسانی ہو جاتی۔" جولیہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ صدیقی لائین چلا رہا تھا جب کہ باقی اس کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

"مجھے خیال آ گیا کہ لی ساک انتہائی محتاط آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس لائین کو ہی نہ اڑا دے۔ اور پھر ہمیں جزیروں تک پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ اب کم از کم ہم جزیروں تک تو پہنچ جائیں گے۔

آگے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور جولیہ نے اثبات میں سر ہلادیا۔

وہرے پر بے پناہ سختی تھی۔ اور تنویر نے تکلیف کی وجہ سے گردن دائیں
بائیں موڑی تو اسے ساتھ ہی کرسیوں پر یار کی اور مائیکل بھی بیٹھے ہوئے
نظر آ گئے۔ ان کے پہرے سب سے ہوتے تھے اور کئی جگہوں پر لمبے لمبے
زخم موجود تھے جن سے خون رس رہا تھا۔ ان کی آنکھوں سے شدید
خون ہو رہا تھا۔ کمرے میں اس منظر پر دار کے ساتھ صرف وہ آدمی
تھاجس نے اس سے بات کی تھی۔

”تم کون ہو“ — تنویر نے ہونٹ پیچھے ہوتے پوچھا۔ اس نے
ایک ہی نظر میں سارا جائزہ لے لیا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔

”میرا نام لی ساک ہے اور میں ریڈ رز کا چیف ہوں“ — سامنے
کھڑے ہوئے آدمی نے اُسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھیوں کے چہرے بتا رہے ہیں کہ تم نے ان سے
میرے متعلق معلومات حاصل کر لی ہوں گی“ — تنویر نے بڑے
مطمئن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ بے چارے تمہاری اہمیت سے لاعلم ہیں۔ دیکھو ان سے
میں نے راستے کے پارے میں پوچھ گچھ کی ہے۔ کہ تم آخر اس قدر
مناک رکازوں کو بھوکے کی یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ اور انہوں نے
مجھے جو کچھ بتایا ہے۔ مجھے ابھی تک اس پر یقین نہیں آ رہا۔“ لی ساک
نے مرد لہجے میں کہا۔

”کیوں یقین کیوں نہیں آیا۔ کیا تمہارے لئے یہی کافی نہیں ہے کہ
تمہاری بے پناہ کوششوں کے باوجود ہم زندہ سلامت یہاں تمہارا
دربارے پر موجود ہیں“ — تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دونوں کی ایک تیز لہر نے تنویر کے ذہن پر چھاتے ہوئے اندیشہ
کو دور کر دیا۔ اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس کا پورا جسم اس قدر
تکلیف میں مبتلا تھا جیسے کسی نے زخم پر سرخ مرچیں ڈال دی ہوں۔
اور پھر ہوش میں آئے ہی اُسے اس بے پناہ تکلیف کا ماخذ بھی نظر آ
گیا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بازو کمرے سے

اور پر — لوہے کے کنڈوں میں جکڑے ہوئے تھے اور ایک
شخص ایک تیز دھار منجر اٹھائے اس کے قریب کھڑا تھا۔ منجر سے خون
ٹپک رہا تھا۔ اور تنویر کی گردن میں شدید تکلیف موجود تھی۔ اس کا مطلب
تھا کہ گردن میں منجر مارا گیا تھا۔

”خوش قسمت ہو کہ گردن کٹنے سے پہلے تمہیں ہوش آ گیا۔“
سامنے کھڑے ہوئے ایک بھرے ہوئے جسم کے آدمی نے کہا۔
اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی جیسے کوئی بھوکا بھیریا غرا رہا ہو اس

اب مہتار سی لاش کو پھیلایا ہی کھائیں گی۔" لی ساک نے گھبر لیے
 میں کہا۔
 "اس کا فیصلہ تو وقت کرے گا مسٹر لی ساک۔ لیکن کیا تم اتنا جانتا سکتے
 ہو کہ کانڈر حادث کس حالت میں ہے۔" تنویر نے منہ رہے میں
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اُسے بھول جاؤ۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے۔" لی ساک نے کہا۔
 "میرا نام ڈم ڈم جاو گر ہے۔" تنویر نے مضحکہ اڑانے
 والے لہجے میں کہا۔ اور لی ساک کا چہرہ اتنی تیزی سے متغیر ہوا کہ جیسے
 ابھی اس کا چہرہ بارود کی طرح پھٹ پڑے گا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ
 اتنی تیزی سے ہی نارمل ہو گیا۔

"تمہیں شاید اپنے متعلق کچھ ضرورت سے زیادہ ہی غلط فہمی ہو گئی ہے۔"
 لی ساک نے کہا۔ اور پھر وہ مڑ کر خنجر بردار سے مخاطب ہوا۔
 "جاگو پاڈا کو بچھ دو۔ اُسے کہنا کہ کیمبرہ ساتھ لے آئے۔ تاکہ اس ڈم
 ڈم جاو گر کی مملکت کی فلم میں فلسطینیوں کو سٹھفے کے طور پر بھجوا سکوں۔"
 لی ساک نے خنجر بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خنجر بردار تیزی سے
 مڑ پڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"خاصے خوش ذوق واقع ہوئے ہو مسٹر لی ساک۔" تنویر نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے۔ میں نے اب تک تمہارے جیسا نڈر اور
 بے خوف آدمی نہیں دیکھا۔ پہلے میں سمجھتا تھا کہ ایسا آدمی صرف عمران
 ہی ہے۔ لیکن آج میں نے دوسرا آدمی دیکھا ہے۔ شاید ایشیا تیوں کی

"ہاں۔ اسی لئے تم زندہ ہو کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس تنظیم
 ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ سکاٹ بلوٹن والا نام نہیں پڑے گا۔ کیونکہ تمہارا
 چہرے پر موجود خاص قسم کا میک اپ صاف ہو چکا ہے۔ کیا تم پاکیزہ
 سیکرٹ سروس سے متعلق ہو۔" لی ساک نے کہا۔

"پاکیزہ سیکرٹ سروس۔" سو ری مسٹر لی ساک۔ میرا کسی
 سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں۔ میں بذات خود اکیلا ہی پوری
 سروس کی حیثیت رکھتا ہوں۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے
 جواب دیا۔

"لیکن رنگ روپ اور شکل و صورت سے تو تم ایشیائی ہی لگتے ہو
 دیکھو اگر تم عمران کے ساتھی ہو تو مجھے بتا دو۔ تاکہ میں تمہیں زندہ رکھوں
 کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے میرے دل میں نرم گوشہ
 موجود ہے۔ کیونکہ عمران کے کئی احسانات مجھ پر ہیں۔" لی ساک
 نے کہا۔ اور تنویر لی ساک کے منہ سے عمران کا نام سن کر حیران رہ گیا۔
 "سو ری۔ میں کسی عمران کو نہیں جانتا۔ البتہ تمہارا سی یہ بات درست
 ہے کہ میں ایشیائی ہوں لیکن میرا تعلق پاکیزہ سے نہیں ہے۔"
 تنویر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم کمانڈر حادث کو برآمد کرنے کے لئے کس کے کہنے پر
 یہاں آئے ہو۔" لی ساک نے ہونٹ کھٹکتے ہوئے پوچھا۔
 "مجھے اس کا معاوضہ دیا گیا ہے۔ ایک فلسطینی تنظیم کی طرف سے
 تنویر نے جواب دیا۔

"مطلب ہے۔ تم پیشہ ور قسم کے ایجنٹ ہو۔ بہر حال کچھ بھی ہو

خاصیت ہے کہ وہ لوگ اس طرح ہنستے کھیلنے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔" لی ساک نے اس طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ تنویر کا بہترین دوست ہو اور اس کی صلاحیتوں کی بڑے کھلے دل سے تعریف کر رہا ہو۔ اس کے ہلچے سے غراہٹ بھی ختم ہو گئی تھی۔

"کمانڈر حارث کے متعلق تم نے نہیں بتایا۔" تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نکمر نہ کرو۔ وہ محفوظ ہے۔ اور کل جب اس سے معلومات حاصل ہو جائیں گی تو پھر وہ بھی تمہاری طرح لاش میں تبدیل ہو جائے گا۔" لی ساک نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے واقعی خوش خبری سنا ہے۔" تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ لی ساک اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ اور لی ساک جلدی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

"یس۔" لی ساک نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں ہنری بول رہا ہوں۔ ڈیگر کی لاپٹاپ جو برے کی طرف آ رہی ہے۔" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو۔" لی ساک برسی طرح چونک پڑا۔

"یس۔" وہ اکیلی ہی آ رہی ہے۔ باقی لاپٹاپ اس کے ساتھ نہیں ہیں۔ اور باس اس میں ایک عورت اور تین مرد سوار ہیں۔ میں نے کاسک دہریہ سے انہیں چیک کیا ہے۔" ہنری نے کہا۔

"ایک عورت اور تین مرد۔" ادا ادا۔ اسے فوری تباہ کرنا ہے۔ لی ساک نے تیز ہلچے میں کہا اور رسیور کو پٹیل پر پھینک کر وہ دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پلٹ کر بھی کسی کی طرف نہ دیکھا تھا۔

"یار کی اپنی آنکھوں کو اکٹھا کر کے ہاتھ کڑے سے باہر نکال لو۔ یہ کڑے متہارے ہاتھوں سے کافی کھلے ہیں۔ جلدی کرو۔" تنویر نے لی ساک کے جاتے ہی یار کی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ادا اچھا۔" یار کی نے کہا۔ اور واقعی چند لمحوں کی کوششوں کے بعد اس نے دونوں ہاتھ ان کڑوں سے آزاد کرالئے۔

"جھک کر کسی کے پچھلے پائے کے عقب میں ہاتھ مارو۔ جلدی کرو۔" تنویر نے کہا۔

اور یار کی تیزی سے آگے کی طرف جھک گئی۔ اس نے اپنے جسم کو پوری طرح موڑا۔ اور پھر اس کا بازو کسی کے عقبی پائے تک پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہ آزاد ہو چکی تھی۔

"جلدی کرو۔ مجھے آزاد کرو۔" تنویر نے کہا۔

اور یار کی جو پاؤں یک لحظ آزاد ہو جانے کی وجہ سے نیچے فرش پر گر پڑی تھی۔ سبکی کی سی تیزی سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی تنویر کے عقب میں پہنچ گئی۔ اور ایک بار پھر کھٹاک کی آواز ابھری۔ اور تنویر کے ہاتھوں اور پاؤں کے گرد موجود کڑے غائب ہو گئے اور تنویر اٹھ کر سبکی کی سی تیزی سے اس طرف دوڑا جہاں میز پر ٹیلی فون کے ساتھ ایک مشین گن رکھی ہوئی تھی۔ اس دورانی میں ایک بھی آزاد ہو گیا۔

"جلدی کرو۔ ہمیں فوراً کمانڈر حادثہ تک پہنچنا ہے۔" تنویر نے کھلے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے قدموں کی آواز دور سے آتی سنائی دی۔ اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا۔ یار کی اور مائیکل بھی جلدی سے دوسری طرف کو ہٹ گئے۔ قدموں کی آواز تیار ہی تھی کہ آنے والی کوئی عورت ہے۔ اور پھر دوسرے لمحے واقعی ایک خوب صورت لڑکی جس کے ہاتھ میں ایک وڈیو کیمیرہ تھا تیزی سے اندر داخل ہوئی لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ پڑی۔ کیونکہ تنویر اس پر کسی عقاب کی طرح بھٹکا تھا۔ تنویر نے اس عورت کو یک لحظہ اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔ اور پھر اس کی انگلیاں اس کی دہشت زدہ آنکھوں پر اس طرح چھا گئیں جیسے انگلیوں کی بجائے دو نیزے ہوں۔

"جلدی بناؤ کمانڈر حادثہ کہاں ہے۔ ورنہ ابھی آنکھیں نکال دوں گا۔" تنویر نے غرلے ہوئے کہا۔

"زیر و پوائنٹ پر۔" لڑکی نے بڑی طرح دہشت زدہ ہلچل میں کہا۔

"کہاں ہے زیر و پوائنٹ۔ بولو جلدی۔ یہاں سے اس کمرے سے کہاں ہے۔" تنویر نے غرلے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔" لڑکی شاید دہشت کے پہلے حملے سے اب سنبھل گئی تھی۔ کہ یک لحظہ تنویر کی ایک انگلی نے حرکت کی۔ اور لڑکی کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ تنویر نے انگلی کو جھٹکا دے کہ انتہائی بے دردی سے اس کی ایک آنکھ نکال پھینکی

تھی۔ اس کی انگلی خون سے تھر گئی تھی۔ لڑکی بے ہوش ہو چکی تھی۔ لیکن یکن دوسرے لمحے اس پر گھٹنہ رکھنے بیٹھے تنویر نے پوری قوت سے اس کے منہ پر پھپھر پڑ دیا۔ اور لڑکی دوبارہ ہوش میں آگئی۔

"جلدی بولو۔ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔" تنویر کی غراہٹ اس قدر تیز تھی کہ پاس کھڑی ہوئی یار کی جُری طرح بکپکانے لگی۔ اور اس بار واقعی لڑکی نے اُسے راستہ بتا دیا۔ تنویر کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور کٹاک کی آواز سے لڑکی کی گردن ٹوٹ گئی۔

"آؤ۔" تنویر نے اچھل کر کھڑا ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر مشین گن کپڑا کر وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔ یار کی اور مائیکل اس کے پیچھے تھے۔ یہ ایک لمبی سی راہداری تھی۔ راہداری آگے جا کر ٹوٹ گئی تھی۔ اور تنویر موڑ سے دائیں طرف جانے والی راہداری میں مڑ گیا۔ آگے ایک دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ اس کے اوپر سرخ رنگ کا کلب چل رہا تھا۔ تنویر نے مشین گن سیدھی کی۔ اور دوسرے لمحے مشین گن کی فائرنگ سے راہداری گونج اٹھی۔ تنویر نے دروازے کے درمیانی حصے پر فائرنگ کی تھی اور پھر تنویر نے آگے بڑھ کر پولی قوت سے لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ اور تنویر اچھل کر اندر داخل ہوا۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ۔" تنویر کی چیخنی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اندر مال نما کمرے میں موجود چار افراد میں سے تین کے ہاتھ تیزی سے ان کی جیبوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ تنویر نے

اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھ کر اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ تنویر مائیکل اور یار کی بھی اس کے عقب میں دباں پہنچ گئے۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا لیکن سامان سے بالکل خالی تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ان کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

"کہاں ہے کانڈر حارث" — تنویر نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میری جیب میں — نکال لو" — اس آدمی نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن مڑ گئی اور وہ دھڑام سے نیچے گرا۔ اس کا جسم تیزی سے پھٹکنے لگا۔

"نم — نم — میں نے یہودی کا زہر جان دی ہے۔" اس آدمی نے یک لخت آنکھیں کھولتے ہوئے چیخنے کے سے انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ اس کے ہونٹوں کے کناروں سے نیلے رنگ کے پبلے ایک لمحے کے لئے نمودار ہوئے اور پھر غائب ہو گئے۔

"اوہ — دھوکہ ہوا ہے" — تنویر نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اس طرف کو لپکا جہاں ایک لمحہ پہلے دروازہ تھا۔ لیکن اب نہ صرف دروازہ غائب ہو چکا تھا بلکہ دروازے پر ٹھوس دیوار بھی نمودار ہو چکی تھی اور وہ بُری طرح بے بس ہو چکے تھے۔

مشین گن کا فائر کھول دیا۔ اور وہ میزوں ہی چنچے ہوئے لٹوؤں کی طرح گھومے اور فرش پر جا گئے۔ جب کہ چوتھے کے ماتھے پہلے ہی اکٹھے تھے۔ البتہ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"کمانڈر حارث کہاں ہے" — تنویر نے اس کے سینے پر مشین گن کی نال رکھتے ہوئے غرا کر کہا۔

"نن — نیچے تہہ خانے میں" — اس آدمی نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جلدی کود۔ کھولو تہہ خانہ" — تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا اڑا اور اس نے دیوار پر لگے ہوئے بیٹنوں کے ایک پینل پر موجود سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ تنویر اس کی پشت سے مشین گن کی نال لگائے اس کے سر پر چڑھا ہوا تھا۔ جبکہ مائیکل اور یار کی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ بٹن دبتے ہی دیوار کی ایک سائڈ دروازے کی طرح کھلتی گئی۔ اب اس خلا سے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"چلو آگے" — تنویر نے غرا کر کہا۔ اور وہ آدمی آگے چل کر سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا اس آدمی نے اس کی سائڈ پر لگے ہوا ایک بٹن دبایا تو دروازہ میکانی انداز میں خود بخود کھلتا گیا۔

"چلو — رکومت" — تنویر نے مشین گن کی نال سے

ان میں ایک عورت اور تین مرد تھے۔
 "یہ جزیرے سے کتنی دور ہیں ہماری"۔ لی ساک نے ہونٹ
 چباتے ہوئے کہا۔
 "پانچ سو میٹر دور ہیں۔ لیکن لپنج کی رفتار بے حد تیز ہے۔"
 ہماری نے جواب دیا۔
 اور لی ساک نے پھپٹ کر ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کا
 ریسیور اٹھایا۔ اور تیزی سے مختلف نمبر پر پریس کرنے لگا۔
 "ہیلو والٹن"۔ لی ساک بول رہا ہوں۔ "لی ساک نے
 تیز بھجے میں کہا۔

"یس باکس"۔ والٹن اٹھ نکم۔ "دوسری طرف
 سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 "سنو۔ نیکل جھگی کی طرف سے ایک لپنج جزیرے کی طرف
 آرہی ہے۔ ڈیک کی لپنج۔ اس پر میزائلوں کی بارشیں کر دو۔ فائر کر
 دو۔ جتنے بھی تہہ ہارنے پاس میزائل ہوں۔ جلدی فوراً۔"
 لی ساک نے حلقے کے بل پیچھے ہوئے کہا۔

"یس باکس"۔ دوسری طرف سے والٹن نے جواب دیا۔
 لیکن اس کے بعد میں حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ لی ساک نے
 ریسیور کرڈیل پر پینچا اور تیزی سے دوبارہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔
 لپنج مسلسل حرکت میں تھی۔

"انہیں اب جزیرہ نظر آنے لگ گیا ہے باکس۔ یہ ایک دوسرے
 کو اشارے سے بتا رہے تھے۔" ہماری نے کہا۔

لی ساک ہانگوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا مختلف
 راہداریوں سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے
 لات مار کر دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا
 کمرہ تھا جس کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک کافی بڑی مشین
 نصب تھی۔ مشین کے سامنے ایک نوجوان سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔
 مشین پر چھوٹی بڑی کئی سکریں موجود تھیں جو سب کے سب روشنی
 تھیں۔ اور بے شمار رنگیں بن رہی تھیں۔ ہتے تھے۔

"یہ دیکھو باکس۔ میں نے اسے فوکس کر دیا ہے۔" نوجوان
 نے تیزی سے ایک بڑی سی سکریں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
 کہا۔

اور لی ساک کی تیز نظریں سکریں پر جم گئیں۔ جس پر ایک بڑی سی
 لپنج نظر آرہی تھی۔ جس کے آئینے کے پاس چار افراد موجود تھے۔

ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار پانی کا فوارہ واپس مچھ گیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ سمندر کے پانی میں پیدا شدہ شدید ہلچل بھی ساکت ہوتی گئی۔ اب دلوں کچھ بھی نہ تھا نہ لپانچ کے ٹکڑے نہ وہ تین مرد اور نورت۔ کچھ بھی نہ تھا۔ سمندر ساکت تھا۔

لی ساک چند لمحے غور سے سکین پر نظر آنے والے سمندر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

”ختم ہو گئے۔ یقیناً ختم ہو گئے۔ دس خوف ناک میزائلوں کے ہار کے بعد ان کے بچ جانے کا ایک فی صد چانس بھی نہیں رہتا۔ وہ بنی اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد بھی یقین نہیں آتا کہ یہ لوگ اتنی ختم ہو چکے ہیں۔“ لی ساک نے ایک طویل سانس لیتے دئے کہا۔

”باس۔۔۔ یہ کون لوگ تھے۔“ ہنری نے حیرت

مرے انداز میں لی ساک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”دینا کے سب سے خطرناک لوگ۔“ لی ساک نے سر ہلاتے دئے کہا اور ایسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ یک لحظ دروازہ کھلا۔

دراک ایک نوجوان بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔

”باس۔ وہ قیدی ریڈ روم سے بھاگ نکلے ہیں۔“ آنے

لے نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کون۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ لی ساک برمی طرح چوک

تا۔

”باس۔ میں مس پاڈلا کو بھیج کر ایگرڈ رچنگ میں مصروف ہو گیا۔“

”ابھی ایک لمحے بعد انہیں سب کچھ نظر آکا بند ہو جائے گا۔“ لی ساک نے ہونٹ بیچھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تین میکانڈر میزائلوں کو فضا میں سے لپانچ پر گرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی پانی اس طرح ادرپر کو اچھلا جیسے اچانک پانی کا فوارہ سمندر میں پھوٹ پڑا ہو۔ اور اس فوارے کے ساتھ لپانچ کے ٹکڑے بھی اڑتے صاف نظر آ رہے تھے۔ ادلی لی ساک کے چہرے پر پہلی بار ملکی سی طانیت کے آثار ابھرے۔

ابھی ادرپر کو اچھلتا ہوا پانی نیچے بیٹھا نہ تھا کہ آسمان پر پھر چار میزائل نظر آئے۔ اور وہ عین اُسی جگہ گرے جہاں پہلے تین گرے تھے اور اس بار پانی کا فوارہ پہلے سے کہیں زیادہ بلندی تک پہنچ گیا۔ ”یہ احمق واقعی سارے میزائل فائر کر دے گا۔“ لی ساک نے کہا اور تیزی سے دوبارہ فون کی طرف ٹیک گیا۔

”ہیلو والٹن۔ فائرنگ روک دو احمق آدمی۔ جب لپانچ تیار ہو گئی ہے تو میزائل کیوں ضائع کر رہے ہو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی لی ساک نے چیخ کر کہا۔

”آپ نے خود ہی تو کہا تھا باس کہ سارے میزائل فائر کرنے ہیں۔“ والٹن کی سہی ہوئی آواز سنائی دی۔

”روک دو۔ احمق۔“ لی ساک نے ایک بار پھر چیخ کر کہا۔

اور رسیور واپس بیچ کر وہ مشین کی طرف آیا تو اس لمحے تین میزائل

پھر گر رہے تھے۔ اور نیچے بیٹھتا ہوا پانی دوبارہ ادرپر کو اچھلا۔

”اپنی نفل تو ہے ہی نہیں اس احمق میں۔“ لی ساک نے

دہاں سے اب آیا ہوں تو مس یا ڈلا کی لاشیں کمرے میں موجود ہیں اور قیدی خراب ہو چکے ہیں۔ ان کی کرسیوں کے کٹے کھلے ہوئے ہیں میں جناب خود آٹومیٹک روم کی طرف بھاگا تو پتہ چلا کہ قیدی وہاں زیر پوائنٹ کے فرسٹ روم میں پہنچے تھے وہاں موجود افراد گولیوں سے پھلنی ہوئے پڑے تھے البتہ جارج غائب تھا۔ اور پھر باس مجھے وہ لوگ آسٹرو مشین پر نظر آ گئے۔ وہ زیر پوائنٹ کے بلاک روم میں قید ہیں۔ اور باس جارج بلاک ہو چکا ہے۔ آئے والے نے رک رک کر اور انتہائی پریشان ہاجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔۔۔ تو جارج نے قربانی دی ہے۔ گڈ شو۔ میں نے انہیں آسان موت مارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اب ان کی موت انتہائی بھیمانک ہوگی۔ انتہائی بھیمانک۔۔۔“ لی ساک نے غراتے ہوئے کہا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مختلف راہبایاں اس نے بھاگتے ہوئے کہہ سکیں۔ اور پھر ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کمرے میں دس بارہ مشینیں موجود تھیں۔ جو ساری کی ساری خود بخود چل رہی تھیں۔ دہاں کو کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ یہ اس کا آٹومیٹک روم تھا۔ جس میں موجود مشینیں پورے تہہ خانوں میں موجود آٹومیٹک مشینز کی کونٹرول کرتی تھیں۔ لی ساک تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔ اس کی سکریں روشن تھیں۔ اور سکریں پر ایک کمرے کا منظر موجود تھا جس میں یار کی۔ مائیکل اور اس کا ساتھی سکاٹ بلوٹن کھڑے نظر آ

رہے تھے۔ فرش پر جارج بڑا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ تینوں ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔

”ہونہہ۔۔۔ تم نے پاڈلا کو مار ڈالا ہے۔ اب موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عمر تنک موت کے لئے۔“ لی ساک نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔ اور پھر مشین کے نیچے لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا ہینڈل زور سے کھینچ کر نیچے کر دیا۔ مشین سے تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ اور سکریں پر موجود کمرے میں سرخ رنگ کا غبار ساچھا گیا۔ اب دہاں کو کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ صرف سرخ غبار تھا۔ اور بس۔ چند لمحوں بعد غبار غائب ہو گیا تو کمرہ ایک بار پھر سکریں پر نظر آنے لگا۔ اور کمرے کے فرش پر یار کی اور اس کے ساتھی ساکٹ اور انتہائی غیر فطری انداز میں پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے اس سکاٹ بلوٹن کا چہرہ سکریں کی طرف تھا۔ اس کی آنکھیں بھیٹی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے بڑی طرح منحن نظر آ رہا تھا۔

”تم نے کیا سمجھا تھا کہ لی ساک تم تو اہم ثابت ہو گا۔ احمق کہیں کے۔“ لی ساک نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا۔ بٹن دبے ہی فرش ایک تخت درمیان سے پھٹ کر سائیدوں پر ہو گیا۔ صرف ایک لمحے کے لئے۔ اور دوسرے لمحے وہ برابر ہو چکا تھا۔ لیکن اب فرش خالی تھا۔ سکاٹ بلوٹن۔ یار کی۔ مائیکل اور جارج سب کی لاشیں غائب ہو چکی تھیں۔

جو چکا ہے۔ اور نیم وپوائنٹ کے پہلے حصے میں اس کے ساتھیوں کی لاشیں موجود ہیں۔ اسی طرح ریڈ روم میں مس پاڈلا کی لاش بھی پڑی ہوئی ہے۔ ان سب لاشوں کو بھی ہٹا دو۔ اور اب کمانڈر حادث کا اچھا جارج جارج کی بجائے اس کا اسسٹنٹ ڈنگس ہو گا۔" لی ساک نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس — حکم کی تعمیل ہوگی" — گرافر نے جواب دیا۔ اور لی ساک نے او — کے کہہ کر سیور رکھا اور اس طرح انہیں بند کر لیں جیسے بڑی لمبی مدت کی بے خوابی کے بعد اُسے اند آ رہی ہو۔ چہرے پر بے پناہ اطمینان کے آثار موجود تھے۔

لی ساک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک نظر باقی مشینوں پر ڈالی اور پھر کمرے سے نکل کر وہ مختلف راہداریوں میں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ کسی خواب گاہ کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ لی ساک اس طرح بیٹھ پر گم گیا جیسے انتہا طویل ترین مسافت طے کرنے کے بعد اُسے آرام کرنے کا موقع ملا ہو۔ چند لمحے وہ بیٹھ پر آنکھیں بند کر کے پڑا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر قریب ہی تپائی پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریور اٹھالیا۔

"یس — گرافر سپیکنگ —" دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"لی ساک سپیکنگ۔ گرافر۔ پورے جزیرے پر گرین سگنل دے دو۔ تمام لاشیں سمندر میں پھینکو اور دو" — لی ساک نے ڈھیلے سے ہلے میں کہا۔

"لاشیں تو پہلے ہی سمندر کے اس حصے میں پھینکوائی جا چکی ہیں باس جس طرف شارک پھیلیاں ہیں۔ لیکن گرین سگنل کا مطلب ہے کہ خطرہ ختم ہو چکا ہے" — گرافر نے ہیرت بھرے ہلے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم نے دو نوں دشمن پارٹیوں کا صفایا کر دیا ہے۔ دو نوں پارٹیوں کی لاشیں سمندر میں پہنچ چکی ہیں" — لی ساک نے جواب دیا۔ اس کے ہلے میں اطمینان اور مسرت کی ملی جلی لہر موجود تھی۔

"اوہ۔ دیکھتی باس" — گرافر کی چمکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ آخر کار ریڈ رڈز کو دیکھتی ملتی ہی تھی۔ اور سنو۔ جارج ٹانگ

ذرت دوڑ پڑا جد عمران کے غوطہ خوری کے لباس موجود تھے۔

”کیا انہیں ابھی پہننا ہے۔“ صدیقی نے کہا
”نہیں۔ ابھی انہیں قریب رکھ لو۔ ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ انہیں نظر آ
ہے ہوں۔ ایسی صورت میں وہ غوطہ خوری کے لباس دیکھ کر چونک پڑیں
گے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا، اور وہ سب بھی سر ہلا کر
ہوش ہو گئے۔

لاپنج اُسی رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھی، اب جزیرہ پہلے کی نسبت
یادہ واضح طور پر نظر آنے لگ گیا تھا کہ اچانک درختوں کے درمیان
سے تین سرخ رنگ کے میزائل برآمد ہوئے۔ ان کا رخ عمودی تھا یعنی
بدا تھا آسمان کی طرف۔ عمران کی نظریں ان میزائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ میزائل
ٹکی کی سی تیزی سے آسمان کی طرف بڑھے جا رہے تھے کہ ایک نخت
ان کا رخ بدلا اور اب وہ اُسی طرف کو آنے لگے جدھر سے ان کی لاپنج
ہوتی تھی۔

”ہوشیار۔ صدیقی جیسے ہی یہ میزائل لاپنج کے اوپر پہنچیں گے تم
بے یک نخت لاپنج کی سپیڈ تیز کر دینی ہے۔ اور پھر جیسے ہی یہ نیچے کو
نے لگیں ہم نے سمندر میں بھلا جگہ لگا دینی ہے۔ اور جس قدر تیزی
سے تیر سکیں آگے بڑھتے جائیں گے۔“ عمران نے سر ہراتے
نئے لہجے میں کہا۔ اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی میزائل ان کے سر دلوں پر
حکم کی نیچے کی طرف مڑے اور اس کے ساتھ ہی لاپنج کو ایک تیز جھٹکا
اور وہ اچھل کر آگے بڑھی۔ لیکن پھر انہیں اتنی فرصت نہ مل سکی کہ وہ
مند میں کود جائیں۔ میزائل یک نخت عین اس جگہ گرے جہاں ایک

لاپنج تیزی سے کھلے سمندر میں تیرتی جا رہی تھی کہ عمران اور
اس کے ساتھیوں کو دور سے جزیرے کے آثار نظر آنے لگ گئے
جزیرہ اونچے درختوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ کہ اچانک جزیرے کی
چوٹی پر سے تیز روشنی انہیں نظر آنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے
کوئی آئینے کا عکس ان پر ڈال رہا ہو۔ اور پھر تیز روشنی مستقل اپنی
کی طرف عکس ہو گئی۔ یہ روشنی کسی درخت کی چوٹی پر سے نظر آ رہی
تھی۔

”یہ کیسی روشنی ہے عمران۔“ جولیانے ہاتھ اٹھا کر اس
روشنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
”میرے خیال میں ہمیں چیک کر لیا گیا ہے۔ خاور۔ جلدی سے
قوطہ خوری کے لباس اکٹھے کر کے لے آؤ۔ جلدی کرو۔“ عمران
نے تیز لہجے میں کہا۔ اور خاور تیزی سے لاپنج کے اس حصے کی

لمحہ پہلے لاپنج تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی لاپنج پٹ گئی۔ اور وہ سارے سمندر کے پانی میں گرے۔ اور اس کے بعد جولیا کیوں محسوس ہوا۔ وہ پانی کے ساتھ ہی فصائیں بلند ہوتی جا رہی ہو۔ لیکن یہ احساس اُسے صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریک ہو چکا تھا۔ لیکن پھر شاید کوئی خوف ناک جھلکا تھا جس نے اُسے تھمبھہ کر رکھا دیا تھا اور اس کے ذہن میں ایک سخت روشنی سی ہوتی اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم ڈنڈا ہوتا جا رہا ہو۔ یہ احساس بھی صرف چند لمحوں کے لئے ہی محسوس ہوا۔ ایک بار پھر تاریکی چھا گئی۔

”کافی آرام کر لیا ہے۔ اب اٹھ بیٹھو۔“ اچانک عمران کا تیز آواز جولیا کے کانوں میں پڑی۔ اور جولیا کو ایسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھی گہرائی سے نکلی کر تیزی سے اوپر کی طرف کھینچ جا رہی ہو اور ایک لمحے بعد اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر پھیلا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ لیکن اس کے تمام احساسات جیسے جامد ہو کر رہ گئے تھے۔ ایک سخت اس کا شعور بیدار ہو گیا۔ اور اُسے اپنے نیچے سمندر کا پانی لہریں لیتا ہوا نظر آنے لگا۔ اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکلی گئی۔ اور وہ الٹ کر پتھر ڈنڈا پر گر گئی۔ اور پھر ایک جھٹکے سے بیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اور پھر اس کی نظریں صدیقی اور خادیر پر پڑیں جو اپنے پتھروں پر پیٹ کے بل اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ ان کے سر اور ٹانگیں اس پتھر سے نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھیں۔ دوسرے لمحے

صدیقی تڑپا اور پھر وہ بھی پیٹ کے نیچے پتھر ڈنڈا پر گر گیا۔ اور پھر بالکل اس طرح ٹوکر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے ایک لمحے پہلے جولیا دیکھ رہی تھی۔ عمران ہلن موجود تھا۔ اس سے پہلے کہ جولیا کوئی بات کرتی خادیر بھی اسی طرح بٹ کر نیچے گر گیا اور اٹھ کر بے اختیار آنکھیں ملنے لگا۔ اب جولیا کو سمجھ گئی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ بھی اسی طرح ایک اونچے پتھر پیٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی اس لئے اُسے اپنے نیچے سمندر کا پانی نظر رہا تھا۔

”ارے۔ تم تینوں ایک دوسرے سے روٹھے کیوں بیٹھے ہو۔ کمال سے آگے گواہ بھی روٹھ گئے تو.....“ ایک سخت عمران کی لہجہ ہوتی آواز سنائی دی اور ان تینوں کی گردنیں بیک وقت اس فن کو مڑیں جدھر سے عمران کی آواز سنائی دی تھی۔ عمران دونوں کو ہلکا ہاتھ رکھنے لگے بڑے اطمینان سے کھڑا ہوا تھا۔

”یہ..... یہ کیا ہو گیا ہے۔“ صدیقی کے منہ سے سرسری لہجہ کی آواز نکلی۔

”ابھی ہوا کیا ہے۔ گواہی دو گے تو ہو گا۔“ عمران نے لڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اطمینان سے جولیا کے ساتھ ایک سے پتھر پر بیٹھ گیا۔

”کیا ہم جزیرے پر ہیں۔“ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ سمندر میں یہ چٹانیں کسی جزیرے کی ہی ہو سکتی ہیں“

انے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہم پنج کیسے گئے۔ ہمارے جسم بھی سلامت ہیں۔" — اس بار غادر نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ تم نے شہادت دینی ہے۔ ہم — میرا مطلب ہے گواہی۔ اور جس طرح لوے لنگرے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہو اسی طرح ٹوٹے پھوٹے آدمیوں کی شہادت بھی قابل قبول نہیں ہوتی اس لئے مجبوراً مجھے تمہیں صحیح سلامت کہنے کی ہواں لے آنا پڑا۔ اور جولیا کی حفاظت تو بہر حال سب سے ضروری تھی۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے بتاؤ عمران کہ ہم ان خوف ناک میزائلوں سے کیسے بچ سکے مجھے واقعی یقین نہیں آ رہا۔" — جولیا نے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران کے کسی فقرے پر کوئی احتجاج نہ کیا تھا۔ شاید اس کے ذہن پر حیرت کا اس قدر غلبہ تھا کہ اس نے عمران کے الفاظ فہم پر تو جی ہی نہ دی تھی۔

"یقین کیوں نہیں آ رہا۔ بڑی سیدھی سی بات تھی۔ ہمیں اس روش سے چپک کیا جا رہا تھا۔ اور اگر ہم میزائلوں کے نیچے آنے سے بچ کر دو جاتے تو یقیناً انہیں پتہ چل جاتا۔ اور پھر وہ ہمیں سمندر میں تلاش کے مار ڈالتے۔ اس لئے میں نے صدیقی کو کہا تھا کہ جیسے ہی میزائل کا رخ مڑے لاپنج کی رفتار تیز کر دینا۔ وہی ہوا۔ میزائل عین اس گمراہ جہاں ایک لمحہ پہلے لاپنج تھی اور لاپنج اٹنے کی وجہ سے سمندر میں گمرے۔ ایک لمحے کے لئے پانی کے زور سے ہمالیہ جسم اوپر کو اچھلے۔ لیکن پھر زور دار جھٹکے نے ہمیں آگے بڑھا دیا۔

ہم میزائلوں کی رینج سے کچھ آگے تھے۔ البتہ وہ لاپنج پلٹ کر دوسری طرف گئی تھی۔ اس طرح وہ پانی کے ساتھ فضائیں اچھلی اور تباہ ہو گئی۔ اُسی لمحے اور خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور میزائل دباؤں گمرے۔ اور دوسرے زبردست جھٹکے نے ہمیں اور زیادہ دور دھکیل دیا۔ اس کے بعد ایک اور دھماکہ ہوا۔ اور ہم مزید آگے کی طرف آ گئے۔ جہاں پانی ساکت تھا۔ ہم لوگ صرف لاپنج پلٹنے سے ہی سبے ہوش ہو چکے تھے۔ اور پانی مہارے پیٹ کے اندر پہنچ گیا تھا۔ لیکن میں نے سانس بھی روک لیا تھا اور منہ بھی بند کر لیا تھا۔ ان سے حماقت ہی ہوتی تھی کہ تمام میزائل ایک ہی جگہ گرتے رہے۔ اگر وہ ذرا آگے پیچھے گرتے تو پھر ہمارا خاتمہ یقینی تھا۔ اس کے بعد میری مشقت کا دور شروع ہوا۔ میں نے ایک مہلت سے تو جولیا کے بال پکڑے اور دوسرے مہلت سے صدیقی کی ٹانگ اور غادر کو اپنے سر سے دھکے دیتا ہوا میں جزیرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب مجھے سانس لینا ہوتا میں تہیں چھوڑ کر تیزی سے اوپر کو آتا اور پھیپھڑوں میں سانس بھر کر واپس نوط لگاتا۔ اور ایک بار پھر شروع ہو جاتا۔ پھر ہم اس جزیرے تک پہنچ ہی گئے۔ تم تینوں اس وقت تک تقریباً مرنے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ لیکن ان تھروں پر تمہیں الٹا لٹانے کے بعد حب بادی زمی مجھے مہارشی پشت پر اچھلی کر دو کئی بڑی تو سمندر کی سطح بلند ہوتی گئی۔" — عمران نے آخری فقرہ مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر صدیقی اور غادر دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ دینگ لگی۔

دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے وہ جلد ہی ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں جا کر دراڑ ختم ہو جاتی تھی۔ اور آگے ایک کھلی غار بنی ہوئی تھی۔ غار کی چھت یوں تو کٹی پھٹی سی تھی لیکن ایک کونے میں ایسا سوراخ تھا جیسے ادھر کوئی راستہ سا ہو۔ اور ہلکی ہلکی روشنی اس سوراخ میں سے غار کے اندر آرہی تھی۔ سوراخ اتنا ضرور تھا کہ اس میں سے ایک آدمی گزر سکتا۔ لیکن یہ سوراخ ادھر سے تو بالکل عمودی تھا۔ البتہ اوپر جا کر وہ ذرا سا مڑ جاتا تھا۔

”یہ روشنی بتا رہی ہے کہ یہ سوراخ جزیرے کی اوپر والی سطح تک چلا جاتا ہے۔“ صدیقی نے سوراخ میں سے جھانکتے ہوئے کہا۔

”تمہارا آئیڈیا درست ہے۔ میں تمہاری وجہ سے اوپر نہیں گیا تھا۔ اب تم یہاں رکو۔ میں اوپر جا کر حالات چیک کر آتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ہم سب اکٹھے جائیں گے۔ اس طرح ایکلے ایکلے جانا زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔“ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بالکل عمران صاحب۔ ہم سب بنتے ہیں۔ ایک چاقو تک پاؤ نہیں ہے۔ اس لئے یہی بہتر ہے کہ ہم اکٹھے رہیں۔“ خادو نے کہا۔

”اور کے۔“ پھر ایسا کر دکھ جولیا پہلے اوپر چلنے لگی اور جولیا یہ سوراخ بالکل عمودی ہے۔ اس لئے تم نے جسم کو پھیلا کر

اوپر چڑھنا ہے۔ آؤ میرے کندھوں پر۔ جلدی کرو۔ عمران نے کہا۔ اور سوراخ کے بالکل نیچے جو کہ قدرے ٹھک گیا۔ جولیا اچھل کر اس کے کندھوں پر سوار ہوئی اور عمران اٹھ کر ٹھکرا گیا۔ جولیا اس کے کندھوں پر کھڑی ہوئی تو اس کا آدھا جسم سوراخ کے اندر پہنچ گیا۔ جولیا نے دونوں بازوؤں کو پھیلا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر اُسے ایک جھٹکے سے اوپر کواچھال دیا۔ جولیا کافی اوپر پہنچ گئی۔ اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں کو ذرا سا پھیلا کر انہیں سوراخ کی سائیڈوں کے ساتھ اچھی طرح پھنسا دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے جسم کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا۔

”دیر ہی گڑ۔ ٹھیک ہے۔“ نیچے سے عمران نے کہا۔ اور جولیا دو تین بار مینڈک کی طرح اچھل کر اس موڑ تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد اُسے کرانگ کرنے میں آسانی ہو گئی۔ اور وہ تیزی سے موڑ مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

”آؤ صدیقی۔“ عمران نے صدیقی سے کہا۔ اور چند لمحوں بعد صدیقی بھی جولیا کی طرح اچھٹا ہوا اوپر چلا گیا۔

”آپ کیسے جائیں گے۔“ خادو نے اچانک پوچھا۔ ”تم میری فکر نہ کرو۔ اگر جولیا آگے پہنچ چکی ہے تو میں پیچھے کیسے رہ سکتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔ اور غار خادو کے حق سے بھٹکنے والے بے اختیار چہرے سے گونج اٹھی۔ اور پھر خادو بھی عمران کے کندھوں پر سوار ہو کر سوراخ میں داخل ہوا اُسی طرح اچھل اچھل کر موڑ تک پہنچا اور پھر کرانگ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جیسے ہی خادر موڑ سے غائب ہوا۔ عمران جو سوراخ کے نیچے کھڑا تھا۔ ایک لحظہ اس طرح اچھلا جیسے لمبی جھب لگا رہا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کا آدھ سے زیادہ جسم سوراخ کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے بازو پھیلا لئے۔ اور پھر وہ بھی اچھلا اچھلا کر اس عمودی سوراخ سے اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ موڑ کے پاس پہنچ کر وہ کہنیوں اور گھٹنوں کے بل کر الٹک کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ موڑ کے بعد سوراخ بجھائے بالکل سیدھا ہونے کے ستر درجے کے زاویے سے اوپر تک چلا گیا تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے آگے بڑھ سکتا تھا۔ اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی۔ اور چند لمحوں بعد جب اس نے سوراخ میں سے سر باہر نکالا تو سوراخ کے گرد ایک خاصی بڑی اور گھنی جھاڑی موجود تھی۔ جو اوپر جا کر ایسے لمبی تھی کہ اس میں سے روشنی تو جھنک رہی تھی لیکن اوپر سے یہ سوراخ کسی طرح بھی نظر نہ آسکتا تھا۔ عمران سینڈ پر جھاڑی بٹاتا ہوا ریگستا ہوا آگے بڑھا۔ اور جھاڑی سے باہر آگیا۔ یہاں ہر طرف اس طرح کی بے شمار جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اور ان جھاڑیوں کے کافی فاصلے پر ایک پھڑکی سی مٹی ہوئی تھی۔ جس میں رکھی ہوئی ایک طاقتور سی دور بین اتنی دور سے بھی صاف نظر آ رہی تھی۔ دہاں چار مسلخ افراد بھی موجود تھے۔ دور بین کا رخ ان کی مخالف سمت میں تھا۔ اور وہاں موجود تمام مسلخ افراد بھی اُسی طرف دیکھ رہے تھے۔

ان کے پاس اسلحہ ہے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ اسلحہ حاصل کرنا ہے۔ جولیا کی آواز سنائی دی۔ وہ قریب ہی ایک جھاڑی کی ادٹ میں تھی۔

”اسی طرح رہینگے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔ لیکن خیال رکھنا کہ وہ شرمیلی اور سانپ والا کھیل نہ شروع ہو جائے۔ اور تم کسی اور سوراخ سے ہوتے ہوئے پھر نیچے پہنچ جاؤ۔“ عمران نے مسکرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھی اس نے خود بھی رنگ کر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے رہینگے ہی مختلف جھاڑیوں کی ادٹ میں موجود اس کے ساتھی بھی کر الٹک کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ وہ بہت محتاط انداز سے آگے بڑھ رہے تھے۔ عمران کی رفتار چونکہ ان سب سے تیز تھی اس لئے وہ ان سب سے آگے تھا۔ ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اچانک کہیں دور سے بھینگہ کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سننے ہی پھڑکی کے نیچے موجود چاروں افراد اس طرح حرکت میں آئے جیسے وہ انسان کی بجائے رد بوٹ ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس دور بین کو بھی گھا کر اس کا رخ انہی جھاڑیوں کی طرف کر دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ان لوگوں کے اچانک حرکت میں آنے کی وجہ سے لاشعوری طور پر اپنی اپنی جگہوں پر ساکت ہو گئے۔ دوسرے لمحے اس دور بین کے بڑے سے شیشے سے نیلگوں رنگ کی تیز روشنی نکلی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جموں پر کسی نے اچانک کھولتے ہوئے تیل کے ڈرم الٹ دیتے ہوں۔ وہ بے اختیار اچھلے۔ اچھلے ہی ان کے جموں نے نیچے جانے سے یکسر رکنا کر دیا۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے زمین کی کشش ثقل اچانک ختم ہو گئی ہو۔ اور وہ بے وزنی کی حالت میں خلا میں باقیہ پیر

چلا رہے ہوں۔

چاروں افراد ایک لمحے کے لئے تو انتہائی حیرت بھرے انداز میں کھڑے انہیں جھاڑیوں سے اوپر فضا میں ہاتھ پیر مار تے دیکھتے رہے اور پھر وہ چہیتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف دوڑ پڑے۔ جیسے ہی وہ ان کے قریب پہنچے۔ اچانک اس دور میں منا آلے کے پیشے سے نکلنے والی لہروں کا رنگ بدل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ دھڑام سے جھاڑیوں پر گرے لیکن جھاڑیوں میں گرنے کے باوجود ان کے جسم اس طرح ساکت ہو گئے تھے جیسے اچانک ان کے جسموں سے کسی نے روح نکال لی ہو۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر بالکل بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

”اوہ۔ یہ کون ہو سکتے ہیں۔ یہ تو اجنبی ہیں یہ اٹروں کی دونوں میں کیسے پہنچ گئے۔“ ایک چینی ہوئی آواز ان کے کانوں میں پڑی لیکن جسم تو جسم اس کی زبان تک بھی پتھر اچکی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے وہ کوئی جواب نہ دے سکتا تھا۔

”خاترہ کے ختم کر دو۔“ اچانک ایک اور آواز انہیں سنائی

دی۔ ”رک جاؤ۔ خاترہ مت کرو۔ میں چیف باس سے بات کرتا ہوں۔“ اچانک دور سے ایک چینی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور آواز کے فاصلے سے عمران نے اندازہ لگایا کہ یہ آواز اس چھتری کی طرف سے آئی ہے۔

پھر کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ عمران کا منہ چونکہ جھاڑی کی

طرف تھا۔ اس لئے وہ اس پاس موجود کسی آدمی کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

”چیف باس آرام کرو رہا ہے۔ میں نے باس کو آخر سے بات کی ہے۔ اس نے انہیں چیف باس کے جانگے تک سافٹ بال میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ انہیں اٹھا کر سافٹ روم میں بھیجا آؤ۔“ وہی چہیتی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی کسی نے عمران کو اٹھا کر اس طرح کندھے پر ڈال لیا جیسے عمران کا وزن ہی نہ ہو۔ لیکن عمران کو اس پر کوئی حیرت نہ تھی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جن ریز کی مدد سے ان کے جسم کو مفلوج کیا گیا ہے۔ وہ جب تک خون میں شامل رہیں گی ان کے جسموں پر کشش ثقل کا اثر بے حد کم رہے گا اور یہ وزن تو کشش ثقل کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس آدمی نے عمران کو اس طرح اٹھا لیا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔ اب عمران اس آدمی کے کا نہ ہے پر لدا ہوا درگد کے ماحول کا تقوڑا سا حصہ دیکھ سکتا تھا۔ کچھ دور سیدھا چلنے کے بعد وہ لوگ کسی گہرائی میں اس طرح اترنے لگے جیسے کوئی پہاڑی گہرائی سے اتر رہا ہو۔ اور پھر وہ گھوما اور اس کے بعد سیدھا چلنے لگا۔ اب وہ کسی سرنگ مندارتے سے گزر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ انہیں اس کمرے کے فرش پر لیٹ دیا گیا۔ اور انہیں لے آنے والے واپس چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود ریشمی یک لخت غائب ہو گئی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا جسم اُسی طرح بے حس و حرکت تھا۔ اس لئے وہ نہ ہی بول سکتا تھا اور نہ گردن گھما کر اپنے ساتھیوں

یا کمرے کا جائزہ لے سکتا تھا۔ بس دس فٹ اوپر سپاٹ سنگی چھت
اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ اور وہ بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔



۱۵۷

”اس اتو کے پٹھے نے اپنی جان تو دے دی لیکن ہمیں بھی بری طرح
پھنسا کر رکھ دیا ہے۔“ تنویر نے جھلا کر فرش پر بڑھی ہوئی لٹنے والے
کی لاش کو ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔
”باس۔ اس کے لباس کی تلاشی نہ لی جائے۔ ہو سکتا ہے کوئی
ایسی چیز مل جائے جو ہمارے کام کی ہو۔“ اچانک یار کی نے
کہا۔

”ادہ ہاں۔ اس کو تجھے خیال ہی نہیں آیا۔“ تنویر نے
چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر جلدی سے جھپک کر اس نے لاش کے
لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ منہ بنائے
اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی تمام جیبیں بالکل خالی تھیں۔ ان میں کاغذ کا
پرزہ تک موجود نہ تھا۔

”میرا خیال ہے باس ہمیں اس طرف سے چوکنار ہونا چاہیے۔
جو کوئی بھی آئے گا اس دروازے کی طرف سے ہی آئے گا۔“
ٹائیکل نے کہا۔ وہ اب آگے بڑھ کر اس لاش کے قریب آ
کر کھڑے ہو گئے تھے۔

”ہاں۔ بشرطیکہ کوئی آیا تو۔“ تنویر نے مونٹ پھینچتے ہوئے
کہا۔ اور ابھی اس کا ہرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ایک سخت وہ تیز سرخ
روشنی میں پوری طرح نہا گئے۔ ان تینوں نے بے اختیار اپنے
سر اوپر کو اٹھائے اور پھر انہوں نے چھت کے اس روشن سپاٹ
سے سرخ رنگ کا غبار نکلتے دیکھا۔ یہ غبار جیسے ہی ان کے جسموں
سے ٹکرایا بے اختیار ان کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ انہیں یوں

تنویر نے اس کمرے سے نکلنے کے لئے بے حد
کوشش کی۔ اس جگہ پر اس نے گولیاں بھی چلائیں جہاں پہلے
دروازہ تھا۔ لیکن کچھ نہ ہوا۔ اس نے اس کے میکینزم کو بھی تلاش کرنے
کی کوشش کی۔ لیکن یوں لگتا تھا جیسے ان دیواروں میں سرے سے
کوئی میکینزم ہی موجود نہ ہو۔ کمرہ بالکل بند تھا۔ صرف اوپر چھت میں
سے ہلکی سی روشنی اس طرح نکلی رہی تھی کہ جیسے چھت سے وہ تین چھین
کر نیچے آ رہی ہو۔ لیکن بظاہر دیکھنے میں چھت سپاٹ ہی لگتی تھی۔
تنویر نے آخری چارہ کار کے طور پر اس روشنی سپاٹ پر پی گولیوں کی بوچھاڑ
کر دی۔ لیکن گولیاں سپاٹ چھت سے ٹکرا کر نیچے آ گئیں۔ ٹائیکل اور
یار کی ایک سائیڈ پر خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں کے ایک ایک مسام میں کسی نے تیز دھار خنجر اتار دیا ہے۔ یہ تکلیف گو صرف ایک لمحے کے لئے انہیں محسوس ہوئی۔ لیکن اس ایک لمحے نے ان پر خوف ناک قیامت ڈھا دی۔ اس قدر خوف ناک اذیت انہیں محسوس ہوئی کہ شاید پوری زندگی کی اذیت بھی ملے کہ اس ایک لمحے جیسی مذہب کے اور ان کے جسم میں سے ہر حصے ہر حصے کو نیچے گم گئے۔ آنکھیں پھٹ گئیں۔ اور خوف ناک اذیت کی وجہ سے ان کے چہرے سرخ ہو کر رہ گئے۔ اور پھر موت کی تاریکی نے ہی انہیں اس خوف ناک اذیت سے نجات دلائی۔ اور یقیناً ایسی ہی اذیت کے بعد آنے والی موت شاید سب سے بڑی راحت معلوم ہوتی ہے۔ ذہنوں پر تاریکی چھا جانے کے باوجود خوف ناک اذیت کا ہلکا ہلکا احساس جیسے ان کی مدحوں کو مسلسل کچھ کے دے رہا تھا کہ ایک لمحت ان کے ذہنوں میں شدید سردی کا احساس جاگنے لگا۔ اور اس شدید سردی نے ان کے تاریک ذہنوں کو جیسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اور پھر تاریکی کا وہ پردہ شدید سردی کی وجہ سے سکڑ گیا اور ذہن سے مٹنے والے احساس دوبارہ جاگنا شروع ہو گئے اور پھر ان کے حلقوں سے کراہیں نکلیں اور اس کے ساتھ ہی انہیں پوری طرح اس بات کا احساس ہوا کہ کوئی کھارہی سی چیز ان کے جسموں کے اندر جا رہی ہے۔

تو یہ کاذہن تو پوری طرح جاگ گیا تھا۔ اور اُسے اپنے جسم میں دوڑتی ہوئی سردی کی لہر پوری طرح محسوس ہونے لگی تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے اُسی طرح گھپ اندھیرا تھا اور پھر

غبار اس کے ذہن میں صورت حال اجاگر ہو رہی تھی۔ کہ وہ شدید ٹھنڈے فی میں ڈبکیاں کھا رہا ہے۔ اور اپنی ڈبکیوں کی وجہ سے پانی اس کے حلق سے اندر پیٹ میں بھی جا رہا ہے۔ اور اب اُسے اس اندھیرے میں کچھ نظر بھی آنے لگا گیا تھا۔ اور اس کا احساس ہوتا ہی اس کی تیزی سے اپنے آپ کو سمیٹا لایا اور پھر ایک سیٹی پر ہو کر تیرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ دیوار کے ساتھ ٹک کر رک گیا۔

اب کم از کم وہ ڈبکی نہ کھا رہا تھا۔ لیکن اس کی طبیعت بڑی طرح خواب ہو رہی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کے اندر کوئی آدمی اس کی رگوں کو تیز آہستہ سے مسلسل کاٹ رہا ہو۔ اب اُسے سارا ماحول واضح طور پر نظر آنے لگا گیا تھا۔ وہ ایک چوکور کنویں کی تہ میں موجود انتہائی ٹھنڈے پانی میں تھا۔ اس کے ساتھ ہی اُسے یار کی اور مائیکل کا خیال آیا تو اس نے جگھے اندھیرے میں پانی کی سطح پر نظریں دوڑائیں۔ اور پھر اُسے یار کی اور مائیکل کو پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ وہ دونوں تیرنے کے ساتھ ساتھ حرکت بھی کر رہے تھے جب کہ ایک آدمی لاش کی مانند تیر رہا تھا اور تو یہ سمجھ گیا کہ یہ اس لاف والے لاش ہوگی۔ تو یہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے یار کی اور مائیکل دونوں کو پکڑا اور انہیں بھی گھسیٹا ہوا سپیڈ کی طرف بڑھا بھی تھا کہ ایک لمحت اس کی نظریں دوسری دیوار کے ساتھ نصب ہوئے کی سیڑھی پر پڑ گئیں جو نیچے سے اوپر جا رہی تھی۔ چونکہ یہ سیڑھی دیوار کے ساتھ نصب تھی اور دوسری سمت کی دیوار میں تھی۔ اس لئے پہلے وہ تو یہ کو نظر نہ آسکی تھی۔

تنویر۔ یار کی اور مائیکل کو پہنچ کر اس سیڑھی کی طرف بڑھا اور پھر اس نے یار کی کو ایک سیڑھی پر اس طرح الٹا کر ڈال دیا جیسے تار پر کپڑا سکھانے کے لئے ڈالتے ہیں۔ مائیکل کو اس نے اس سے نیچلی سیڑھی پر اسی طرح الٹا یا۔ اور خود اس نے اچھل کر ان سے ادھر دالی سیڑھی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ایک زوردار جھٹکے سے اس کا جسم اس سیڑھی پر پہنچ گیا۔ لیکن سیڑھی چونکہ سلین زدہ تھی اس لئے جھٹکے کی وجہ سے جیسے ہی اس کا جسم ادھر کو اٹھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پھسلے اور اس کے ساتھ ہی وہ پیٹ کے بل سیڑھی کے ڈنڈے پر گر کر۔ اور پھر اس کے منہ سے جیسے۔ بانی کا فوارہ سا ابل پڑا۔ اس وقت تنویر کو احساس ہوا کہ مائیکل اور یار کی کے حلق سے بھی اس طرح بانی کے فوارے نکل کر نیچے گر رہے ہیں۔ اس نے سیدھے ہونے کی کوشش ترک کر دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد جب بانی نکلنا بند ہو گیا۔ تو اُسے محسوس ہوا کہ جیسے اس کی بڑی طرح مالش کرتی ہوئی طبیعت اب ٹھہر گئی ہو۔ اس کا مطلب تھا کہ قدرتی طور پر سیڑھی کے ڈنڈے کا زور پیٹ پر پڑنے کی وجہ سے پیٹ میں موجود تمام بانی نکل گیا ہے۔ تنویر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے بھاری بھاری جسم میں نئی توانائی آگئی ہو۔ وہ تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر اوپر والے ڈنڈے سے کوپکڑا کہ وہ پچکلے ڈنڈے پر پیر جما کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا ادھر پھٹ تک پہنچ گیا۔ ادھر پھٹ سچاٹ تھی۔ لیکن آخری سیڑھی پر پہنچ کر اُسے سیڑھی کے قریب ایک مینڈل دیوار میں لگا ہوا نظر آیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے اس

مینڈل کو کھینچا تو سیڑھی کے ادھر پھٹ کا ایک کافی بڑا حصہ ایک ریت کو مٹ گیا۔ تنویر نے ادھر سر نکال کر دیکھا تو اس نے خود کو دوبارہ اُسی کمرے میں پایا جہاں سے اس سرخ غبار کی وجہ سے گرے تھے۔ لیکن اب وہ دروازے کے سامنے کی دیوار پر بیٹھتی تھی اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ تنویر تیزی سے واپس نیچے اترنے لگا۔ اور پھر اس نے یار کی کو بازو سے پکڑا اور اُسے ہوا میں اٹھائے لئے وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا ادھر گیا اور اس نے یار کی کو اچھال کر اس سو درخ سے باہر فرش پر پھینکا اور ایک بار پھر نیچے اتر۔ اس بار یہی کام اس نے مائیکل کے ساتھ کیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ یوں ہی کمرے کے فرش پر پہنچ چکے تھے۔ یار کی اور مائیکل ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ تنویر نے جھک کر ان کی بعض جیبیں چیک کیں۔ وہ دونوں بھی ابھی تک زندہ تھے۔ گو ان کی نہضت بتا رہی تھی کہ ان پر انتہائی گہری بے ہوشی طاری ہے۔ لیکن بہ حال بعض میں زندگی کی نوید موجود تھی۔ تنویر نے مائیکل کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے دبا کر بند کر دیئے۔ اور نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق ہی برآمد ہوا۔ چند لمحوں بعد ہی مائیکل کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی مگر شروع ہو گئی تو تنویر نے ہاتھ ہٹائے۔ اور دوسرے لمحے مائیکل کے حلق سے گراہ سی نکل گئی۔

”مائیکل۔ ہوش میں آؤ۔ ہم خطرے میں ہیں۔“ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر یار کی کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے ہوش میں لانے کے لئے بھی اس نے وہی عمل دہرایا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب

تویر نے ہاتھ بٹھائے تو یاد کی کے حلق سے بیک وقت دو تین کراہیں نکلی گئیں۔

"ادہ ادہ — میں زندہ ہوں۔ ادہ۔ خدا کی پناہ۔ وہ کیسی اذیت تھی۔" مائیکل کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر نہ صرف بیٹھ گیا تھا بلکہ گردن گھما گھا کہ ادھر ادھر دیکھ بھی رہا تھا۔ چھت سے نکلنے والی روشنی گوبے حد ہلکی ہو گئی تھی۔ لیکن بہر حال وہ موجود ضرور تھی۔ اس طرح وہ آسانی سے ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

"مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ کیا قبر میں۔" یاد کی آواز سنائی دی۔

"ہم اسی کمرے میں ہیں۔ جلد ہی ہوش میں آجاء۔" تنویر نے اس بار سخت الجھے میں کہا۔ اور اس کے الجھے کی سختی نے واقعی ان دونوں کے شعور کو تیزی سے جگا دیا۔

"ادہ باس۔ وہ سرخ روشنی۔ ادہ۔ کس قدر خوفناک اذیت تھی۔" یاد کی نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم فوری ٹھنڈے پانی میں نہ گرجاتے تو شاید ہمیں کبھی بھی ہوش نہ آتا۔ اس کا مطلب ہے ابھی ہماری زندگی خدا کو مطلوب ہے۔" تنویر نے کہا۔ وہ اس وقت خالی ہاتھ کھڑا تھا کیونکہ مشین گن تو پانی کی تہ میں پہنچ چکی تھی۔ جب مائیکل اور یاد کی دونوں نے اپنے آپ کو ذہنی اور جسمانی طور پر اچھی طرح سنبھال لیا تو تنویر

دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو ذرا سا دبایا تو دروازہ کھلتا گیا۔ اور تنویر ایک لمحے تک رک کر دوسری طرف کی آہٹ لیتا رہا۔ اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ لیکن سیڑھیوں کے اختتام پر موجود دروازہ بند تھا۔ تنویر اور اس کے ساتھی آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر دروازے تک پہنچ گئے۔ تنویر نے ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن کوئی ایسا بش نظر نہ آ رہا تھا جس کی مدد سے دروازہ کھول سکتا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کو ذرا سا دبایا تو دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ یہ دروازہ بھی بند نہ تھا۔ اور تنویر کے دبانے کی وجہ سے اس میں خدا سی بھری پیدا ہو گئی تھی لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ دوسری طرف موجود سپاٹ دیوار نظر آ رہی تھی۔ تنویر کو یاد تھا کہ جا رہے آتے وقت پینل پر سرخ رنگ کا بشن دیا تھا تو یہ دیوار ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھول کر دیوار کو دائیں بائیں دیکھنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس کی نظرس دیوار کی دائیں طرف ایک چھوٹے سے سرخ بشن پر پڑ گئیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک اٹھی۔

"دوسری طرف یقیناً آدمی ہوں گے۔ ہم نے ان سے اسلحہ چھیننا ہے اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا۔" تنویر نے محرکہ مائیکل اور یاد کی سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے بشن کو انکھی سے دبا دیا۔ بشن دبے ہی دیوار تیزی سے

ایک طرف کو بٹھی اور تنویر اچھل کر دوسری طرف پہنچا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ایک مشین پر جھکا ہوا آدمی اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اُسی لمحے مائیکل اور یاد کی بھی بکلی کی سی تیزی سے دو افراد پر بھپٹ پڑے۔ وہاں چار آدمی تھے۔ اور تنویر نے ایک تخت اپنے والے آدمی کو اٹھا کر چوتھے پر پھینکا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر چوتھے آدمی کی جیب سے نکل کر فرسش پر گرنے والا سائیکلسر لگا ریو اور جھپٹ لیا اور پھر کمرہ ٹھک ٹھک کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ ایک لمحے میں تنویر نے چاروں کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔ مائیکل اور یاد کی اپنے اپنے آدمی کو نیچے خراچکے تھے۔ لیکن ان آدمیوں نے انہیں واپس رد عمل کے طور پر ایک طرف اچھل دیا تھا۔ اور اسی لمحے تنویر کو موقع مل گیا۔ اس نے سائیکلسر لگے ریو اور سے چاروں کا پک بھینکنے میں خاتمہ کر دیا تھا۔ کمرے میں اب وہ تینوں کھڑے تھے۔ تنویر نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر اس کی نظریں سامنے ایک دیوار کے کونے پر جم گئیں جس پر اُسے ایسا ہی سرخ بٹن نظر آیا تھا۔ جیسا اس نے تہہ خانے سے اوپر آتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف پیکا اور اس نے بٹن دبایا۔ بٹن دبے ہی ساتھ والی دیوار کا ایک حصہ کھلتا گیا اور بھی سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئیں دکھائی دے رہی تھیں۔

”ان کی تلاشی لو۔ ان کے پاس بھی اسلحہ ہوگا۔ اور تم یہیں رکو گے۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر سیڑھیاں اترتا ہوا تیزی سے نیچے پہنچ گیا۔ نیچے ایک کمرے کا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ تنویر جیسے

ہی دروازے میں داخل ہوا۔ اچانک اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اور وہ اچھل کر منہ کے بل آگے فرسش پر گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہی جیسے گند اچھلتی ہے اس طرح تنویر کا جسم نہ صرف اچھلا بلکہ وہ ساتھ ہی تیزی سے گھوم بھی گیا۔ اور اس کی گھومتی ہوئی لاتیں دوسری ضرب لگانے کے لئے جھکنے والے آدمی کے جسم سے ٹکرائیں اور وہ چیخا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اس کے ہاتھ میں موجود کمرہ کی کاٹھوس ڈنڈا بھی جھنک کی آواز کے ساتھ ایک طرف جا کر اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے سائیکلسر لگا ریو اور تنویر کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا کر اٹھا۔ اس لئے تنویر نے جھپٹ کر وہی ڈنڈا اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک کمرہ پہنچنے سے گونج اٹھا۔ دیوار سے ٹکرا کر واپس آتے ہوئے آدمی کے سر پر پوری قوت سے ڈنڈا پڑا تھا۔ اور وہ بیچ کے ساتھ نیچے گرا ہی تھا کہ تنویر کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار اس آدمی کی گھوڑی اس طرح پھٹ گئی جیسے تربوز پختہ جگہ پر گرنے سے پھٹ جاتا ہے۔ تنویر نے ایک طویل سانس لے کر ڈنڈا ایک طرف پھینکا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ لیکن کمرہ خالی تھا۔ ایک طرف پڑا ہوا ریو اور تنویر کو نظر آیا اور اس نے اُسے اٹھا لیا۔ اور پھر اس کی نظریں دیوار میں موجود ڈھکوس فولادی دروازے پر جم گئیں۔ جس کے اوپر سرخ رنگ کا چکر بنا ہوا تھا۔ اس دروازے اور اس چکر کی ساخت ایسی تھی جیسے ایمک لیسار ٹریلوں کے دروازے ہوتے ہیں۔ تنویر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے چکر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر تیزی سے راڈنڈ دی کھاک کھادیا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور بھاری دروازہ خود بخود اندر کی طرف

کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی تنویر کو ہلکی سی ٹھنڈک کا احساس ہوا اور ہلکی نیلے رنگ کی روشنی نظر آئی۔ تنویر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر اس کے چہرے پر یک لحظ کا میاں کی تیز چمک ابھر آئی۔ سامنے ایک بیڈ پر اسے کمانڈر حادث لٹا ہوا نظر آیا۔ کمانڈر حادث کے سر پر شفاف شیشے کا کنوپ چڑھا ہوا تھا۔ جس سے نکلنے والی بے شمار تاریں ایک بڑی مشین کے ساتھ منسلک تھیں۔ کمانڈر حادث کی آنکھیں بند تھیں، مشین چل رہی تھی۔ تنویر جلدی سے اس مشین کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ مشین کی ساخت اُسے کسی حد تک سمجھ آگئی تھی یہ ذہنی طور پر معلومات حاصل کرنے والی مشین تھی۔ لیکن ماڈل انتہائی جدید تھا۔ تنویر نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس کا آف والابٹن تلاش کیا۔ اور پھر اُسے آف کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین ہلکی سی سرسراہٹ سے بند ہو گئی۔ تنویر مشین آف کر کے کمانڈر حادث کی طرف لپکا اور اس نے کنوپ کی بیلیں کھولنی شروع کر دیں۔ اور پھر اس نے کنوپ کو کمانڈر حادث کے سر سے ہٹا دیا۔ کمانڈر حادث نے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک موجود نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا شعور سوچکا ہو۔ اس کے ماتھے اور پیٹھ کے ساتھ تسموں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ تنویر نے جلدی سے یہ تسمے کھول دیئے۔

"کون ہو تم۔" اُسی لمحے کمانڈر حادث کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور پیروں کا تسمہ کھولتے کھولتے تنویر تیزی سے پلٹا۔ کمانڈر حادث

اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت تھی۔ کیونکہ تنویر کا لباس ابھی تک بھیکو ہوا تھا۔ ایسے لباس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ہوتی تھی۔ "میں آپ کا دوست ہوں۔ آپ کو ان ہودیوں کی قید سے چھڑانے آیا ہوں۔" تنویر نے جلدی سے کہا۔

"دوست۔ اور چھڑانے۔ لیکن....." کمانڈر حادث کا چہرہ تنویر کے الفاظ سن کر بڑی طرح پھڑکنے لگا۔ تنویر نے جلدی سے اس کا آخری تسمہ کھول دیا۔

"جلدی کیجیے۔ ابھی یہاں سے نکلنا بھی ہے۔" تنویر نے تیز بلجے میں کہا۔

"نہیں۔ پہلے بتاؤ۔ تم کون ہو۔ پوری طرح شناخت کراؤ۔" کمانڈر حادث نے انتہائی سخت بلجے میں کہا۔

"کمانڈر حادث۔ میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ میرا نام تنویر ہے۔" تنویر نے ہونٹ چلبتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اوہ۔ اس کا لیڈر کون ہے۔" کمانڈر حادث باقاعدہ انٹرویو پر آمرا آیا تھا۔

"ایکسٹو۔" تنویر نے ہونٹ چلباتے ہوئے جواب دیا۔ اُسے ایک ایک لمحہ گراں لگ رہا تھا اور کمانڈر حادث اس طرح انٹرویو میں مصروف ہو گیا تھا جیسے وہ کسی محفوظ جگہ پر موجود ہو۔

"نہیں۔" اس آدمی کا نام بتاؤ جو سیکرٹ سروس کو عملی طور پر لیڈر کرتا ہے۔" کمانڈر حادث نے کہا۔

"کمانڈر حادث۔ ہم انتہائی خطرناک حالات میں گھرے ہوئے

"باس۔ میں نے اس اڈے سے نکلنے کا ایک خاص راستہ ڈھونڈا ہے۔ ایک ڈاکری ملی ہے۔ کسی آدمی کے ہاتھ کی لمبی ہوئی۔ وہ سترہ اسی کمرے سے جاتا ہے۔" مائیکل نے تیز لہجے میں کہا۔
 "اچھا۔ کون سا راستہ ہے۔ جلدی کرو۔ ایک ایک لمحہ انتہائی متی ہے۔" تنویر نے کہا۔

اور مائیکل دوڑتا ہوا کونے میں نصب ایک چھوٹی سی مشین کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے۔ تو مشین کے نیچے کا ریش ایک طرف ہٹ گیا۔ اب ایک تنگ سا راستہ سلائیڈنگ انڈر بن دوڑ تک جانا دکھائی دے رہا تھا۔ اور پھر مائیکل کے اشارے پر تنویر اور یار کی تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ اتراؤں پر خاصی رفتار سے آگے بڑھے۔ چلے جا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد مائیکل بھی ان کے پیچھے آگیا۔ راستہ آگے جا کر ایک موڑ کاٹ کر ختم ہو گیا۔ وہ ایک ایسے غار نما کمرے میں پہنچ گئے جو ہر طرف سے بند تھا۔

"اب کیا کرنا ہے۔" تنویر نے پوچھا۔

"ایک منٹ۔" مائیکل نے کہا۔ اور تیزی سے غار میں ابھری ہوئی ایک چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس چٹان کو زور سے بائیں طرف دھکیلا۔ تو ایک ہلکی سی گونگڑا ہٹ کے ساتھ چٹان ایک طرف کو کھسک گئی۔ اور اب چٹان کے عقب میں ایک اور راستہ نظر آ رہا تھا۔

"باس۔ یہ راستہ ہمیں اس زمین دوز اڈے سے نکال کر جزیرے

پس۔ آپ خواہ مخواہ ہند کر رہے ہیں۔ آپ کا مطلب شاید علی عمران ہے۔" تنویر نے اس بار انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"اس علی عمران کی عادات بتاؤ۔" کانڈرہاٹ نے اس بات نظر انداز کر کے ایک اور سوال جڑ دیا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک چیخ ماکر بیڈ پر الٹ گیا۔ تنویر نے پوری قوت سے اس کی گتلی مکہ جڑ دیا تھا۔ کانڈرہاٹ ایک مکہ لکھا کہ گرنے کے بعد تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ تنویر نے دوسرا مکہ جڑ دیا۔ اور اس بار کانڈرہاٹ بے حس حرکت ہو کر گر گیا۔

"اٹو کا بیٹھا۔ ہماری جان پر مبنی ہوئی ہے۔ اور یہ عمران کی خصوصیت ہے۔" تنویر نے غزلے کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے کانڈرہاٹ کو کپڑا اور ایک بھٹکے سے اٹھا کر اُسے کانڈرہاٹ پر لاد لیا۔ اور پھر وہ دیر بعد وہ اوپر والے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ وہ میانی دروازے پر کھنکھوڑا خود بخود بند ہو چکے تھے اس لئے نیچے کی آذانیں اوپر نہ پہنچ سکی تھیں۔ اور اُسے اوپر پہنچنے کے لئے دروازے کو دوبارہ کھینچ دیا کہ کھولنا پڑا تھا۔

"یہ کون ہے باس۔" یار کی نے کانڈرہاٹ کو دیکھتے ہی چونک کر پوچھا۔ اور مائیکل جو ایک کھلی الماری کے ساتھ کھڑا تھا چونک کر مڑا۔

"اس آدمی کو یہاں سے نکلنے کے لئے میں آیا تھا۔ یہ کانڈرہاٹ ہے فلسطینی سربراہ۔" تنویر نے کہا۔

کی بیرونی سطح تک لے جائے گا۔ مائیکل نے کہا۔

اور تو میرا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کمانڈر حادث ابھی تک اس کے کانہ سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ یہ راستہ بھی سلائڈنگ انداز میں تھا۔ لیکن اب یہ نیچے اترنے کی بجائے اوپر کو جا رہا تھا۔ اور وہ چڑھائی کے ساتھ انداز میں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ راستے کا اختتام ایک بار پھر سنگین چٹان پر ہوا۔ مائیکل نے اس چٹان کی جڑ میں سیر مارا تو چٹان ایک ہلکی سی گونگناہٹ کے ساتھ ایک طرف کو ہٹ گئی۔ اور پھر وہ باہر آ گئے۔ وہ واقعی جزیرے کی بیرونی سطح پر پہنچ چکے تھے۔ یہاں ہر طرف درخت ہی درخت پھیلے ہوئے تھے۔ اور بڑی بڑی جھاڑیوں کی کثرت تھی۔

"باس۔ آدمی۔" اچانک یار کی کی سرسراہٹ ہوئی آواز سنائی دی۔ اور تو میری تیزی سے گھوما۔ اور پھر اُسے کچھ دور ایک بڑی سی کڑھائی کی چھتری نظر آ گئی۔ جس کے نیچے ایک دوہری نما بڑی سی مشین نصب تھی۔ اور اس کا رخ ان کی مخالف سمت تھا۔ اور وہاں پانچ مسلح افراد موجود تھے۔ جن میں سے چار تو سیدھے کھڑے تھے جب کہ ایک اس دور میں نما مشین پر بھٹکا ہوا تھا۔

"تم یہیں رکو۔ میں آگے جاتا ہوں۔" تو میر نے جلدی سے کمانڈر حادث کو نیچے ایک جھاڑی کی اوٹ میں لٹاتے ہوئے کہا۔ اور پھر جب میں موجود سائیکسنگار دیا اور نکال کہ وہ زمین پر بیٹ نہ کسی سانپ کی سی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔ ابھی وہ ذرا سا آگے بڑھا تھا کہ ایک لمخت ایک طرف سے ایسی آواز سنائی دی

یہ جھینگہ بول اٹھتا ہے۔ تو میر ایک لمحے کے لئے رکا۔ دوسرے نے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کہ جھینگہ کی آواز سننے ہی چھتری کے موجود افراد نہ صرف بجلی کی سی تیزی سے گھومے بلکہ ساتھ ہی وہ بین بھی اس کی طرف گھوم گئی۔ لیکن اُسی لمحے تو میر کے ہاتھ میں ذرا دیر اور سے کھٹک کی آواز کے ساتھ گولی نکلی اور مشین کی بڑی اسکرین ایک زوردار دھمکے سے پھٹ گئی۔ اس کے ساتھ ہی مسلح افراد نے تیزی سے کانہ ہوں سے ہٹ کر ہوئی مشین گنیں اتارنی ہی ہی تھیں کہ تو میر مسلسل ٹھکر دیتا جا رہا تھا۔ اور ٹھٹھک ٹھٹھک کی آواز کے ساتھ ہی وہ چاروں افراد چنچے ہوئے الرٹ کو نیچے گرے۔ اور یہ اٹھ کر کھلی کی سی تیزی سے ان کی طرف دوڑ پڑا۔ اُسے پانچویں آدمی ہٹ کر تھی۔ جو مشین کے پیچھے موجود تھا۔ وہ ابھی تک نہ نظر آیا تھا اور اس کی طرف سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ جیسے ہی وہ مشین کے نیچے اس نے اس پانچویں آدمی کو کسی جنگی جھوکش کی طرح تیزی سے نشان کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا اور تو میر نے ٹھیکہ دیا دیا۔ وہ ی ایک ریلوے کی ریلنگ میں تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر وہیں گر۔ برہم کی طرح تڑپنے لگا۔ تو میر نے ایک مشین گن جھپٹی اور پھر دوڑا ہوا ان کی طرف بڑھ گیا۔ گولی اس آدمی کی پشت میں لگی تھی اور وہ ابھی تک ان پر پڑا اس طرح پھڑک رہا تھا جیسے پانی سے نکلی ہوئی پھلی ٹوپی ہے۔ یہ بے اس کے سینے سے جھکے گا راستہ بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ لائیں کس طرف اس جزیرے سے پھٹنے کا راستہ بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ لائیں کس طرف۔" تو میر نے غراتے ہوئے کہا۔

سے جینیں بلند ہوئیں۔ اور وہ سب مٹ ہو گئے۔ لیکن اُسی لمحہ کوئی چیز اڑتی ہوئی ان کے قریب آگئی۔ اور پھر پورا ماحول سیاہ دھواں میں اٹ سا گیا۔ اس گرنے والی چیز سے ہی وہ سیاہ دھواں رہا تھا۔

”سائنس روک لو۔“ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ لیکن اُسی اس کا اپنا ذہن بوجی طرح چکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی بھیت پڑی۔

عمران نے کوکمرے کے فرش پر پڑے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی کہ اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا۔ اور کوئی اندر داخل ہوا۔

”ادہ ادہ۔“ یہ تو عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ان کی لپٹ تو میں نے خود میزائلوں سے تباہ کرائی تھی۔ پھر یہ زندہ سلامت یہاں کیسے پہنچ گئے۔“ ایک حلق کے بل خنجر ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران اُس چیخنے والے کو نہ دیکھنے کے باوجود سمجھ گیا کہ بولنے والا میٹر روز کا چیٹ لی ساک ہے۔

”باس۔“ یہ اچانک الٹراسون زون میں نمودار ہوئے اور پھر انہیں الٹراسون ریز کی مدد سے بے بس کر لیا گیا۔ آپ چونکہ آرام کر رہے تھے۔ اس لئے انہیں یہاں پہنچا دیا گیا تھا۔“ ایک اور نمودار ہوا۔

نا تھا بلکہ وہ اپنا سر بھی اُدھر اُدھر گھما سکتا تھا۔ البتہ اس کا جسم اُسی
 تہے جس دحرکت تھا۔ اب عمران کمرے کو دیکھ سکتا تھا۔ یہ ایک خاصا
 ٹمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر آہنی لماریوں کی طویل قطار موجود تھی۔
 لماریاں بند تھیں۔ سامنے ہی لی ساک کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ دو
 بچہ افراد تھے۔

”تم لایح تباہ ہونے کے باوجود یہاں کیسے پہنچ گئے؟“ لی ساک
 غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”اُمّیامیاں نے پیرکس لے دیتے ہیں لی ساک“ — عمران
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے وہ راستہ بتاؤ جس کے ذریعے تم اٹراسون زون تک پہنچ
 ے۔“ لی ساک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا اٹراسون زون خود چار دے پاس
 گیا ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ہم خود تلاش کر لیں گے۔ تمہیں زیادہ دیر زندہ رکھ کر
 س نہیں لیا جاسکتا۔“ لی ساک نے انتہائی کوخست لہجے
 کہا۔ اور پھر تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے مسلح
 د کو آگے آنے کا اشارہ کیا ہی تھا کہ اسی لمحے دروازہ ایک
 لاکے سے کھلا۔ اور ایک نوجوان انتہائی بوکھلائے ہوئے
 زمین بند داخل ہوا۔

’باس باس۔ کمانڈر حادث غائب ہے۔ دھکس کی لاش
 بانے کمرے میں اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں اوپر والے

آواز سنائی دی۔

”اٹراسون زون میں۔ وہاں یہ کیسے پہنچ گئے۔ مجھے معلوم کرنا پڑے
 گا۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ کیا کوئی ایسا راستہ ہے کہ یہ لوگ
 بڑے کسی کو نظر آئے اٹراسون زون تک پہنچ جائیں۔“ لی ساک
 نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس عمران کی صرف زبان کو حرکت میں لے آؤ۔ تھوٹی تھری ملی
 کا ایک ڈونڈ دینا۔ خیال رہے زیادہ ڈونڈ چلی جائے۔ یہ انتہائی
 خطرناک آدمی ہے۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لی ساک کی
 آواز سنائی دی۔

”بس باس۔“ دوسری آواز نے کہا۔ اور اس کے ساتھ
 ہی کسی کے قدموں کی آواز ابھری۔ چلتے والا شاید واپس دروازے
 کی طرف بڑھ گیا تھا۔
 ”حیرت ہے۔ یہ لوگ تو بالکل صحیح سلامت ہیں۔“ لی ساک
 کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

اور پھر چند لمحوں بعد قدموں کی آواز دوبارہ ابھری۔ اور عمران کے
 قریب آتی گئی۔ پھر ایک آدمی اس پر جھکا اس کے ساتھ ہی عمران کو
 جبرے پر ملکی سی چھین کا احساس ہوا۔ اور پھر وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا۔
 ”اس کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دو۔“ لی ساک نے
 کہا۔

اور پھر عمران کو کسی نے اٹھایا اور گھسیٹ کر ایک دیوار کے سا
 بٹھا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی عمران نے غصے سے کہا کہ اب نہ صرف وہ بول

کی طرف بڑھ گیا اور اس نے ایک جھٹکے سے الماری کھولی۔ الماری کے پٹ کھلتے ہی سیٹی کی آواز نکلتی بند ہو گئی۔

”ہیلو ہیلو باس۔“ اگر فریولی رہا ہوں۔ کمانڈر حادث کو ایک آدمی نے کندھے پر اٹھایا ہوا ہے۔ اور ایک مرد اور ایک عورت اس کے ساتھ ہے۔ یہ لوگ الٹرا سون زون کے علاقے میں نظر آئے ہیں۔ انہوں نے سیشل الٹرا سون مشین کو تباہ کر دیا ہے اور باوجود افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے اور ”یک پیجی ہوئی“ آواز سنائی دی۔

”الٹرا سون زون۔ اڈہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ لوگ کون ہیں۔ یہو کمانڈر حادث کو ہلاک نہیں ہونا چاہیے۔ باقی افراد کو گولیوں سے ہون ڈالو اور۔“ لی ساک نے چیخ کر کہا۔

”لیکن باس۔ کمانڈر حادث ان کے کاندھے پر لدا ہوا ہے۔ ایسا ہو کہ۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اچھا۔ ٹھہرو۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اور الماری بند کر کے وہ تیزی سے مڑا۔

”ان کا خیال رکھنا۔ میں ابھی آ رہا ہوں۔“ لی ساک نے ایک رک کہ عمران کو دیکھتے ہوئے ان مسلح افراد سے کہا۔ اور پھر تقریباً ٹٹا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران خاموش بیٹھا تھا۔ کمانڈر حادث نے اعوانے اس کے ذہن کو بھی گھما دیا تھا۔ کیونکہ اعوانے نے دالا ایک خاکہ اس کے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت بھی تھی۔ اب وہ برج رہا تھا کہ اگر یہ تو یہ ہے تو پھر اس کے ساتھ کون ہیں اور اگر یہ

کمرے میں پڑی ہوئی ہیں۔“ آنے والے نے انتہائی بوکھلا ہوئے انداز میں کہا۔

”کیسا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ لی ساک کی آنکھیں حیرت سے کافوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

”یس باس۔ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔“ آنے والے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اڈہ اڈہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ سکاٹ بلوٹن اور اس ساتھی تو ہلاک ہو کر سمندر میں پہنچ گئے تھے۔ چھر.....“ لی ساک نے اس طرح بولا جیسے اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

”باس۔ وہاں کمرے میں ابھی تک ایسے نشانات موجود ہیں جیسے وہاں کثیر مقدار میں پانی گرا ہو۔ ایسے لگتا ہے جیسے پانی سے آنسو آ رہے ہوں۔“ لی ساک نے دھڑک دھڑک کر کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ اڈہ چیک کیا تم نے۔ اگر کسی نے کمانڈر کو اغوا بھی کیا ہوگا تو وہ اڈے سے تو نہیں نکل سکتا۔“ لی ساک نے کہا۔

”یس باس۔ اڈے میں وہ لوگ موجود نہیں ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔“ آنے والے نے جواب دیا ہی تھا کہ ایک تیز سیٹی کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ یہ آواز دیوار میں نصب الماری سے آ رہی تھی۔

اور لی ساک یہ آواز سنتے ہی کبلی کی سی تیزی سے اس الماری

ہوئے بوتل کھولی جیسے اُسے پانی پلاتے ہوئے بڑی کوفت پوری ہو سکیں اس نے پانی کی بوتل کا سر عمران کے منہ میں رکھ دیا۔ اور عمران لمبے لمبے گھونٹے کر پانی پیتا گیا گو ڈشلفڈ واٹر پینے کے مٹھے میں کچھ زیادہ خوشگوار محسوس نہیں ہوتا لیکن ڈشلفڈ واٹر کی بوتل دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک اس لئے ابھرا آئی تھی کہ ڈشلفڈ واٹر عام پانی کی نسبت کہیں زیادہ تیزی سے اثر کرتا ہے اور عمران نے سن لیا تھا کہ اُسے اٹراسون ریز کی مدد سے بے حس و حرکت کیا گیا ہے اور اٹراسون ریز کا ایک توڑ سا دہ یا فی بھی ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے پانی نے آہستہ آہستہ اثر کرنا تھا جبکہ ڈشلفڈ واٹر کا اثر زیادہ سرعت سے ہوتا تھا اور وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ اس لئے ڈشلفڈ واٹر کی بوتل دیکھ کر اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔ ڈشلفڈ واٹر کی پوری بوتل جب اس کے حلق سے اتر گئی تو اس آدمی نے بوتل علیحدہ کی اور پھر واپس الماری کی طرف ٹھکے گا وہ شاید خالی بوتل الماری میں رکھنے کے لئے لگیا تھا ابھی وہ الماری تک پہنچا ہی تھا کہ عمران کو اپنے جسم میں دوڑتی ہوئی حرکت کا احساس ہونے لگا لیکن وہ اُسی طرح خاموش بیٹھا رہا وہ جانتا تھا کہ چند لمحے مزید انتظار کرے تاکہ اس کا جسم پوری طرح حرکت میں آ سکے وہ آدمی الماری میں بوتل رکھ کر اب واپس مڑ رہا تھا۔

"پیارے بھائی۔ ایک بات سنو" — عمران نے چپکتے ہوئے کہا۔
 "اب کیا ہے؟" — اس آدمی نے پھاڑ کھانے والے بلجے میں جواب دیا۔
 "دیکھنا میرے ماتھے پر پسینہ تو نہیں آ رہا۔ سنا نے تم نے کیا پلا دیا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا سر ٹھنڈا دھوئی ہو جاتا ہے۔"

تو یہ نہیں ہے تو پھر یہ کون لوگ ہیں۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر سر کو جھٹکا۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ یہاں سے بچ نکلنے کا اچھا موقع مل گیا ہے۔ ورنہ اس بے بسی کی حالت میں تو واقعی اُسے آسانی سے گولیوں سے چھلنی کیا جا سکتا ہے۔

"پانی پلا کتے ہو مجھے" — عمران نے یک لخت ایک مسلح آدمی سے کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔ ورنہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" — اس آدمی نے انتہائی تلخ بلجے میں کہا۔

یار۔ پانی سی مانگا ہے۔ تمہارے سر پر کپکپا ڈھی تو نہیں مار دی ویسے بھی میرا جسم بے حس و حرکت ہے۔ لیکن یاد رکھو۔ اگر تم نے پانی نہ دیا تو چند لمحوں بعد ہی میں مر جاؤں گا اور پھر تمہارا بائیں مجھ سے کچھ نہ پوچھ سکے گا۔" — عمران نے شک سے بلجے میں کہا۔

"پانی پلا دو اسے۔ ایسا نہ ہو کہ واقعی مر جائے۔" — دوسرا آدمی نے کہا۔ اور پھر سر جھٹکتا ہوا کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ دلی آخری الماری تھی۔ مسلح آدمی نے الماری کھولی۔ اور پھر اس میں سے ڈشلفڈ واٹر کی ایک بوتل نکالی اور واپس پلٹ آیا۔ اور ڈشلفڈ واٹر کی بوتل دیکھتے ہی عمران کی آنکھیں یک لخت چمک اٹھیں۔ یہاں عام پانی نہیں ہے۔ یہ ڈشلفڈ واٹر ہی ہے۔ اس آدمی نے سخت بلجے میں کہا۔

"میرے حلق میں انٹیل دو۔ میرا جسم تو حرکت نہیں کر سکتا۔" — عمران نے کہا۔ اور منہ کھول دیا۔ اس آدمی نے اس طرح منہ بتاتے

” عمران صاحب کیا واقعی یہ ڈسٹنڈ انٹو ہے، اسی لمحے صدیقی کی

برت بھری آواز سنائی دی۔

”جلدی کرو۔ تیسری بوتل کھول کر جو لیا کے حلق میں انڈیلو۔ جلدی

کرو۔“ عمران نے تیز پہلے میں کہا۔ اور پھر اس نے خالی بوتل

یک طرف پھینکی اور اچھل کر آگے بڑھا۔ اور ایک مشین گن اٹھالی۔

صدیقی اب جو لیا کے حلق میں پانی انڈیل رہا تھا۔ عمران مشین گن اٹھا کر

دروازے کی طرف پکا۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ ایک

راہداری سی تھی۔ جو خالی پڑی ہوئی تھی۔

”تم یہیں رو۔ میں ذرا چیک کر آؤں۔“ عمران نے مڑ کر کہا۔

اور پھر مشین گن اٹھا کر تیزی سے باہر راہداری میں پک گیا۔

رہا جو۔ اگر میرے ماتھے پر پسینہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ میں

رہا ہوں۔“ عمران کے ہلچے میں ہلکی سی دہشت کا اثر نمایاں

تھا۔ اور وہ آدمی عمران کی بات سن کر بوکھلائے ہوئے انداز میں

آگے بڑھا۔ اور پھر عمران کے قریب پہنچ کر وہ اس کی پیشانی دیکھنے کے

لئے جھکا ہی تھا کہ ایک نلخت جیسے اڑتا ہوا اپنے ساتھی پر جا گرا۔ عمران

نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں سے دھیں

ٹپٹے ٹپٹے اچھال دیا تھا۔ کمرے میں دونوں کی چیخوں کی آوازیں ابھر

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے عمران اٹھ کر ان کے سرورں پر پہنچ

چکا تھا۔ اس کی دونوں لاتیں مشین کی سی تیزی سے چلنے لگیں۔ اور

ان دونوں کو ہی اٹھنا نصیب نہ ہو سکا۔ اور چند لمحوں بعد وہ بے حس و

حرکت ہو کر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ عمران تیزی سے پلٹا اور اس

المادی کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے المادی کھولی دوسرے لمحے

اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ المادی ڈسٹنڈ انٹو کی بوتلوں سے

پوری طرح بھری ہوئی تھی۔

عمران نے جلدی سے تین بوتلیں اٹھائیں اور واپس اپنے ساتھیوں

کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے سب سے پہلے صدیقی کا جڑ ایک ہاتھ

میں لے کر دبا یا۔ اور صدیقی کا منہ جیسے ہی کھلا اس نے بوتل کا منہ

اس کے حلق میں گھسیٹ دیا۔ وہ اسے پہلے ہی کھولی چکا تھا۔ بوتل سے

نکلنے والا پانی صدیقی کے حلق میں اتنا جا رہا تھا کہ چند لمحوں میں بوتل

خالی ہو گئی۔ اور عمران نے بوتل ایک طرف پھینکی اور دوسری بوتل

گھونٹنے لگا۔ اس بار اس نے یہ بوتل خاور کے حلق میں انڈیل دی۔

بادیود کو کشش کے وہ حرکت نہ کر سکا تھا۔ کمانڈر حادث پر ہلکا ہوا آدمی اب سیدھا ہو گیا تھا۔ اس نے کمانڈر حادث کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ اور دوسرے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ان کی طرف کی۔ ”بیکر۔ اس لوگ کو بھی لے چلیں۔ خاصی جاندار ہے۔“ کمانڈر حادث کو اٹھائے ہوئے آدمی نے یار کی کے جسم کو پیر سے ٹھوک مارتے ہوئے کہا۔

”ہٹ جاؤ جیکی۔ انہیں مرنا ہی چاہیے۔ یہ خطرناک لوگ ہیں۔“ بیکر نے کہا۔ اور کمانڈر حادث کو اٹھائے ہوئے جیکی نے پیچھے ہٹنے کے لئے قدم اٹھایا ہی تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح یار کی اپنی جگہ سے اٹھ کر اور وہ مشین گن بردار بیکر جیٹا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ یار کی اس کے اوپر گر ہی تھی۔ لیکن بیکر نے نیچے گرتے ہی یار کی کو واپس اچھال دیا۔ اور یار کی جیتی ہوئی کمانڈر حادث والے آدمی جیکی سے ٹکرائی۔ اور اُسے کمانڈر حادث سمیت نیچے لیتی گئی۔ الٹ کر گرنے والا بیکر اچھل کر اس کے اوپر آیا۔ اور اس نے یار کی کو گردن سے پکڑ کر ایک طرف اچھالا۔ اور یار کی اس طرح اچھل کر بھاڑی پر گر گئی کہ اس کے حلق سے پچ سی نکل گئی۔ جیکی بھی اس دوران کمانڈر حادث کو چھوڑ کر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ لیکن اسی لمحے بھاڑی پر گر ہی ہوئی۔ یار کی ایک تخت اچھلی اور جیکی کے سینے سے توپ کے گولے کی طرح اٹھ کر نکلی۔ لیکن اُسے گر کر وہ ابھی خود نہ اٹھ سکی تھی کہ بیکر نے اس پر پٹا ٹانگ لگا دی۔ یار کی نے تیزی سے کر ڈٹ بلی اور بیکر جیتا ہوا منہ کے بل اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ پہلے یار کی تھی۔ اس دوران جیکی

تنبوہ کے ذہن پر تاریکی نے چھٹا ہوا فرد۔ لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب بے ہوش ہو جانے کا صریح مطلب موت کے سوا اور کچھ نہ نکل سکتا تھا۔ اُسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ یہ لوگ کمانڈر حادث کی وجہ سے ان پر گولیاں نہیں برسائے۔ اس لئے جیسے ہی انہوں نے کمانڈر حادث کو علیحدہ کر لیا پھر انہیں کوئی موت سے نہ بچا سکے گا۔ سیاہ دھواں اب غائب ہو چکا تھا۔ اور چند لمحوں بعد قدموں کی آواز ابھری۔ اور دو افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے ہوئے محتاط انداز میں ان کی طرف آتے دکھائی دیئے۔

”کمانڈر حادث کو اٹھاؤ۔“ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا۔ اور دوسرا ان کے تقریباً درمیان میں پڑے ہوئے کمانڈر حادث پر ہلکا گیا۔ تنبوہ نے ایک تخت اچھل کر اس پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا ذہن بھک سے اٹ گیا۔ کیونکہ اس کا جسم بے حس و حرکت تھا۔

تیزی سے ایک طرف پڑی مشین گن کی طرف جھپٹا۔ لیکن کوٹ بہل کر
 — یار کی یک لخت اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ جبکی اس دور ان مشین گن
 اٹھا چکا تھا۔ کہ یک لخت پادری نے اس پر جھلانگ لگا دی۔ جبکی نے
 تیزی سے ایک طرف ہٹنا چاہا تھا لیکن یار کی کا جسم فضا میں ہی گھوم
 اور پھر جبکی کے حلق سے نکلنے والی کہ یہہ پیچ سے ماحول کو گچ اٹھا
 اس کے سینے پر لگنے والی یار کی کی بھر پور خلا تک گک نے اُسے کسی
 فٹ دور اچھال دیا تھا۔ یار کی نیچے گرتے ہی ایک بار پھر اچھلی اور
 وہ واقعی اس وقت بجلی بنی ہوئی تھی اور بیکر جو اب تک اٹھ کر سر جھک
 رہا تھا تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور یار کی یک لخت کو لہوں سے
 بل زمین پر ایک دھماکے سے گری۔ بیکر نے اس پر جھلانگ لگائی۔
 لیکن وہ نیچے گرتے ہی اتنی تیزی سے کہ دیش بدلتی تھی کہ بیکر باد جو
 کوشش کے اس پر چھان سکا۔ اور دوسرے لمحے مشین گن کی
 خوف ناک تیز تڑا ہٹ اور بیکر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے ماحول
 گونج اٹھا۔ کہ دیش بدلتے ہوئے یار کی کے ہاتھ میں مشین گن آگئی
 تھی۔ اور پھر اس نے فائر کھولنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی تھی
 اور لٹے ہی لیٹے اس نے بیکر کو ڈھیر کر دیا تھا۔ جبکی فڈانگ لگ کھلا
 نیچے گرا تھا تو پھر نہ اٹھ سکا تھا۔ لیکن یار کی بیکر کے خاتمے کے ساتھ ہم
 اچھل کر کھڑی ہوئی اور اس نے گمے ہوئے جبکی پر بھی فائر کھول دیا
 اُسی لمحے اس طرف سے کہ اوہ کی آواز سنائی دی جدھر کمانڈر حارث
 گرا تھا۔ اور تنویر نے ہونٹ پیچھ لئے۔ کیونکہ کہ اوہ کا مطلب تھا
 کمانڈر حارث کو ہوش آ رہا ہے۔ لیکن وہ بے بس پڑا تھا۔ او

اسی طرح مائیکل نے بھی اب تک کوئی حرکت نہ کی تھی۔ اس سے صاف
 ظاہر تھا کہ مائیکل بھی اس کی طرح بے بس ہو چکا ہے۔ لیکن نجاب نے یار کی
 کیوں بے حس نہ ہوئی تھی۔ ویسے یار کی نے واقعی ان کی زندہ گی بچالی
 تھی۔ ورنہ کمانڈر حارث کو اٹھالینے کے بعد انہیں لازماً گولیوں سے
 ہون ڈالا جاتا۔ یار کی دونوں کا خاتمہ کر کے تیزی سے تنویر کی طرف
 بکی۔

”باس باس۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔“ یار کی نے بڑے
 بے چین سے انداز میں تنویر کو جھجھوڑ ڈالا اور تنویر یک لخت اچھل کر کھڑا
 ہو گیا۔ یار کی نے جیسے ہی اُسے جھجھوڑا تھا اس کہے جس جسم یک لخت
 حرکت میں آگیا تھا۔

”اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔“ تنویر نے حیرت سے اپنے آپ کو
 دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وجہ اس کی سمجھ میں آگئی۔ سیاہ دھوئیں
 نے ان پر کچھ اثر کیا تھا۔ لیکن سانس روک لینے کی وجہ سے وہ زیادہ
 اثر انداز نہ ہو سکا تھا۔ اور پھر اس جبکی نے کمانڈر حارث کو اٹھا کر بیکر سے
 بات کرتے ہوئے جبکی کے جسم کو ٹھوکر لگائی تھی۔ جس سے یار کی کا
 جسم حرکت میں آگیا تھا۔ اور اب یار کی کے بے اختیار جھجھوڑنے کی وجہ
 سے اس کا جسم بھی حرکت میں آگیا تھا۔

”میں کمانڈر حارث کو دیکھتا ہوں۔ تم مائیکل کو جھجھوڑو۔“ تنویر
 رہلاتا ہوا اس طرف کو دوڑا جہاں کمانڈر حارث ابھی تک پڑا صرف
 کمانڈر تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی
 کوشش نہ کی تھی۔

ہم کوئی لاپنج حاصل کر سکتے ہیں۔" ایک لخت مائیکل نے کہا۔
اور تنویر سر ملاتا ہوا اس طرف کو چل پڑا۔

"کیا واقعی تمہارا تعلق پائیکشا سیرٹ مروس سے ہے۔"
اچانک حادثہ نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ابھی کوئی بحث مت کرو۔ جلدی یہاں سے نکلو۔" تنویر نے
غصیلے لہجے میں کہا۔ اور کانڈر حادثہ نے سر ہلادیا۔ اور پھر وہ دوڑتے
ہوئے شمال کی طرف بڑھنے لگے۔ مائیکل ان سے ایک قدم آگے تھا۔
کانڈر حادثہ بھی ان کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ دوڑتے دوڑتے

ایک لخت ٹھٹھک کر وہ رک گئے کیونکہ اچانک ان کے کانوں میں
ایسی آواز پڑی جیسے قریب ہی کہیں کوئی مشین چل رہی ہو۔ ہلکی ہلکی زدن
زوں کی آوازیں رکنے کے بعد انہیں واضح طور پر سنائی دینے لگی تھیں۔
ادھر۔۔۔ تنویر نے دائیں طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔ آواز دائیں طرف سے ہی آرہی تھی۔ اور پھر وہ احتیاط سے اور قدرے
بکھر کر آگے بڑھنے لگے۔ ذرا آگے چلنے کے بعد انہیں کچھ گہرائی میں
ایک بڑا سا چوبی کیبن نظر آیا۔ جس کا دروازہ بند تھا۔ اور مشین چلنے کی
آواز اس کیبن میں سے آرہی تھی۔

تنویر نے انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر مشین کی جنبھلے
وہ تیزی سے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن کیبن کے دروازے کے
قریب پہنچ کر وہ حیرت سے دروازے کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ دروازے
کی باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اندر کوئی موجود
نہ تھا۔ تنویر نے کنڈی مٹائی اور پھر دروازہ کھول کر وہ اچھل کر اندر

"ادھ باس۔ یہ کیسے ہو گیا۔ میرا جسم تو بالکل بے حس ہو چکا تھا۔"
مائیکل کی آواز اُسے پشت سے سنائی دی۔

"اگر ہمیں حرکت نہ دی جاتی تو ہم اسی طرح پڑے رہتے۔ اس جگہ
نے یاد کی تھی کہ جسم کو ٹھوکر مار کر اُسے حرکت دے دی تھی۔ اور یاد کی
نے واقعی ہماری زندگیاں بچائی ہیں۔" تنویر نے کانڈر حادثہ پر
جھپٹے ہوئے کہا۔

"ادھ ادھ۔۔۔ تم۔۔۔ تم وہی تنویر ہو۔" اچانک کانڈر حادثہ
ایک جھپٹے سے اٹھ بیٹھا۔

"ہاں۔ میں وہی ہوں۔ اور سنو۔ اب کوئی سوال جواب نہ چلے گا۔ چاہے
اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔" تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور واپس
مر گیا۔

کانڈر حادثہ اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔

"خدا کی پناہ۔ یہ لاشیں۔ ادھر تو ساری لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔"
کانڈر حادثہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے۔" تنویر نے
ایک مشین گن اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔

یاد کی کے ہاتھ میں تو پہلے سے مشین گن موجود تھی۔ جب کہ مائیکل
نے وہ ڈر کر کچھ دور پڑی ہوئی ایک لاش کے پاس سے مشین گن چھین
لی تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہیں انہوں نے مشین گن کی فائرنگ سے
نعمت کیا تھا۔

"باس۔ ہمیں شمال کی طرف چلنا چاہیے۔ میرا خیال ہے ادھر

بلدینے والا دھماکہ ہوا۔ اور وہ سب بُری طرح اچھل پڑے۔ یہ دھماکہ کیبن میں نہ ہوا تھا۔ بلکہ کہیں دور ہوا تھا۔ لیکن اس کی آواز اس قدر تیز تھی کہ انہیں ایسے ہی محسوس ہوا جیسے دھماکہ کیبن میں ہی ہوا ہو۔ مشین پوری طرح ٹوٹ پھوٹ کر رک چکی تھی۔ لیکن بہر حال وہ ایسی جگہ پر اسی حالت میں بھی موجود تھی۔

”یکسا دھماکہ ہے“ سب کے منہ سبے اختیار نکلا۔ اُسی لمحے انہیں دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب تیزی سے دروازے کی طرف پکے

داخل ہوا۔ لیکن کیبن واقعی خالی پڑا ہوا تھا۔ کیبن کی ایک دیوار کے ساتھ ایک کافی بڑی مشین موجود تھی۔ جو واقعی چل رہی تھی۔ اس پر لگے ہوئے چھوٹے بڑے کئی بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔ اس مشین کے اوپر ایک سکریں بھی لگی ہوئی تھی۔ جو تار ایک تھی۔ تو یہ تیزی سے مشین کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک لحظہ تار ایک سکریں ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور تنویر اچھل کر مشین کی سائٹ میں ہو گیا۔

”ہیلو ہیلو بیکر۔۔۔ گرافر کالنگ۔۔۔ ایک تیز آواز مشین سے نکلی۔ لیکن ظاہر ہے تنویر نے کوئی جواب نہ دیا۔ اگر یہ سکریں روشن نہ ہوتی تو شاید وہ بیکر کے پہلے میں جواب دے دیتا۔ لیکن اُسے حدشہ تھا کہ سکریں کی وجہ سے وہ یقیناً دیکھ لیا جائے گا۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا رہا۔ آواز نے دو تین بار پکارا۔ اس کے ساتھ ہی سکریں تار یکہ ہو گئی۔

تنویر آگے بڑھا اور غور سے اس مشین کو دیکھنے لگا۔ لیکن اُسے قطعاً اس مشین کی ماہیت سمجھ میں نہ آئی کہ آخر اس کے چلنے کا مقصد کیا ہے۔ اتنا تو اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ بیکر اور جبکی کا تعلق اس کیبن سے ہے۔ لیکن مشین کا مقصد اُسے سمجھ نہ آیا۔

”یکسی مشین ہے“ دروازے سے یار کی آواز سنائی دی۔ اور تنویر نے مڑ کر دیکھا تو وہ سب کیبن کے اندر آچکے تھے۔

”جو کچھ بھی ہے۔ اب اسے تباہ ہو جانا چاہیے“ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں بادش کی طرح مشین سے نکل آئیں۔ اور دوسرے لمحے ایک خوف ناک اور دل

آدمی نے کہوٹ لے کر اپنی ٹانگیں عمران کو مار فی جاہیں لیکن عمران نے لات کو گھمایا۔ اور اس آدمی کا جسم ایک سخت ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا گیا۔ عمران نے لات کو ایک بار پھر گھمایا۔ اور پھر لات جیٹا کر وہ جھکا اور اس نے اس آدمی کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور اُسے سامنے والی دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے اس کی ناف کے نیچے اپنا ایک گھٹنا لگا کر اُسے دیوار کے ساتھ دبا دیا۔ اس آدمی کے جسم نے ذرا سی حرکت کی کہ عمران کے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے۔ اور وہ آدمی ساکت ہو گیا۔ عمران نے انگوٹھا اس کی گردن کی ایک مخصوص جگہ پر رکھا ہوا تھا۔

”متہاد انا م کیا ہے۔“ عمران نے غرا کر کہا۔
”گھٹ۔ گھٹ۔ گارٹ۔“ اس آدمی کے حلق سے
بھینچی بھینچی سی آواز نکلی۔

”لی ساک کہاں ہے۔“ عمران نے انگوٹھے کو دباتے ہوئے کہا۔ اور گارٹ کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔
”آ۔ آ۔ آپریشن روم میں۔“ گارٹ کے حلق سے
سے بمشکل آواز نکلی۔ اور عمران نے گھٹنا جٹایا اور گارٹ کو اچھال کر سامنے والی دیوار سے دے مارا۔ گارٹ نیچے گرا۔ اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس دوران عمران مشین گن اتار کر ہاتھوں میں لے چکا تھا۔ اس آدمی کے چہرے کی بناوٹ دیکھ کر ہی اُسے اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ یہ شخص بزدل ہے۔
”کھڑے ہو جاؤ۔ اور سنو۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو بتاؤ

عمران راہ را ہی میں آگے بڑھا ہی تھا۔ کہ ایک سخت دور سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ راہ را ہی آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ اور عمران تیزی سے موڑ کے قریب جا کر دیوار سے ٹک گیا۔ قدموں کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ اور عمران کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ قدموں کی آواز سے ہی اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ آنے والا اکیلا ہے۔ اس لئے اس نے مشین گن کا منہ سے لٹکالی تھی۔ وہ اس آدمی کو قاتلوں پر کرنا چاہتا تھا اور چند لمحوں بعد وہ آدمی موڑ سے نمودار ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو دیکھ کر سنبھلتا عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس آدمی کے حلق سے چیخ سی نکلی۔ اور اس نے تڑپ کر عمران کی گردن سے نکل جانا چاہا۔ لیکن عمران نے ایک سخت اُسے اٹھا کر فرش پر پھینچ دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات اس کی گردن پر جم گئی۔ اس

گھسا۔ اور پھر تیزی سے ایک دروازے کے سامنے جا کر دک
 با۔ اس نے ایک لخت دروازے پر ہلات مادی اور اچھل کر
 داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن نے شعلے اٹھنے
 دے کر دیئے۔ اور کمرے میں موجود چار افراد ڈھیر ہو گئے۔ اس
 کے سامنے کی دیوار سے ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔
 اس کے سامنے دو آدمی موجود تھے۔ جب کہ تین افراد ان کے
 نب میں ہتھیار اٹھائے کھڑے تھے۔ عمران نے اندر داخل ہوتے
 دیکھ لیا تھا۔ کہ مشین کے سامنے بیٹھ ہوئے دو افراد میں
 سے ایک لی ساک تھا۔ اس لئے اس نے سوائے لی ساک کے
 چار افراد کو ڈھیر کر دیا تھا۔ لی ساک سبکی کی سی تیزی سے مڑا اور
 اپنے سامنے عمران اور اس کے پیچھے موجود اس کے ساتھیوں
 کو دیکھ کر بے اختیار اس کے ہاتھ اٹھتے گئے۔
 "تت — تت —" تم کس طرح ٹھیک ہو گئے۔" لی ساک
 نہیں اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی مافوق
 فطرت طاقتیں ہوں۔
 "کانڈر حادث کہاں ہے۔ لی ساک — عمران نے
 اتے ہوئے کہا۔
 "اُسے وہ سکاٹ بلوٹن لے اڑا تھا لیکن اب وہ سب ختم
 چکے ہیں۔" لی ساک نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔
 "کون ہے یہ سکاٹ بلوٹن۔" عمران نے اُسی طرح غرا کر
 پوچھا۔

پیریشن دم کہاں ہے۔" عمران کی غراہٹ اس قدر درندگی
 سے بھر پور تھی کہ اپنی گردن کو ملتے ہوئے گارٹ کا جسم بھی طرح
 کانپ رہا تھا۔
 "بتاؤ۔ ورنہ۔" عمران نے اُسی طرح کہا۔ اور گارٹ اس
 طرح بولنے لگا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن کر دیا گیا ہو۔
 "تم ادھر کیوں آ رہے تھے۔" عمران نے پوچھا۔
 "باس نے کہا تھا کہ میں تمہیں گولیوں سے اپنے سامنے
 چھلنی کر آؤں۔" گارٹ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے
 کہا۔
 اور عمران نے ایک لخت ہاتھ گھمایا اور گارٹ چیخا ہوا ایک بار
 پھر فرخس پر گر پڑا۔ عمران نے اس کے سینے پر مشین گن کا دستہ
 پوری قوت سے مارا تھا۔ گارٹ سے بات کرتے ہوئے وہ مشین
 گن کو نال سے پکڑ چکا تھا۔ گارٹ کے نیچے گرتے ہی عمران نے
 اس کی کینٹی پر ہلات مادی اور پھر جیسے مشین چل پڑتی ہے اس طرح
 عمران کی ٹانگیں چلنے لگیں۔ اور چند لمحوں میں ہی گارٹ کی آنکھیں بے نور
 ہو گئیں۔ عمران دراصل یہاں فائبرہ کو نہا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے
 یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ وہ تیزی سے پلٹا۔ اور پھر اس نے اپنے
 ساتھیوں کو بلا لیا۔ وہ عمران کے کہنے کی وجہ سے ہی کمرے میں
 رکے ہوئے تھے۔
 اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے
 آگے بڑھ گئے۔ راہداری کا موڑ مڑ کر عمران ایک اور راہداری

نابلیب تیزی سے جلا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے اوپر دالے سے سرخ روشنی نکلی کر سیدی دروازے سے نکل کرانی اور لوہے کا ٹھوس دروازہ لخت پھل کر نیچے گرنے لگا۔ روشنی تیزی سے گھومنی اور اس کے ساتھ ہاتھ اٹے کھڑکی کی ساک بجلی کی سی تیزی سے نیچے گر اور اس کے اس طرح اچانک بڑے سے عمران گھومتی ہوئی روشنی کے بالکل مارگٹ میں آگیا تھا۔ روشنی تو گئی، لیکن اس کے ساتھ ہی دور کہیں اس قدر خوفناک اور دل ہلا دینے والا ٹھکانا ہوا کہ پورا کمرہ جیسی طرح ڈنگا یا اور پھر اس سے پہلے کہ روشنی اس پر پڑتی نہ نئے ٹرگر دبا دیا اور گولیل سیدی اس جگہ پر جس جہاں سے روشنی نکل رہی تھی یہ لوزش اس قدر اچانک اور تیز تھی کہ کمرے میں موجود افراد بھی جیسی طرح ڈنگا کر گر گئے۔ عمران نے بھی اپنا توازن سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن کمرے کی حرکت اس قدر تیز اور اچانک تھی کہ وہ بھی نہ سنبھل سکا۔ اور اسی لمحے فرش پر گر اہوا لی ساک کسی عتاب کی طرح اپنی جگہ سے اٹھلا اور پیک بھٹکنے میں تیز روشنی سے پھل کر گر گئے ہوئے دروازے کے خلا سے باہر جاگرا۔ کمرہ مسلسل ہل رہا تھا۔ اور اس کی لوزش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔

"باہر نکلو۔ جلدی کرو۔" عمران نے چیخ کر کہا۔ اور پھر وہ اچھل کر دروازے سے باہر نکلا۔

صدیقی۔ خاد اور جولیا بھی اس کے پیچھے تھے۔ باہر ربا رباں بھی اسی طرح لوزر ہی تھیں۔ وہ عمران کے پیچھے واپس اسی طرف کودوڑنے لگے جدھر سے آئے تھے۔ لیکن ابھی وہ موڑ تک ہی پہنچے تھے کہ ایک اور دل ہلا دینے والا انتہائی خوفناک دھماکہ

"یہ اس کا فرضی نام ہے۔ میں نے اس کا میک اپ صاف کیا۔ وہ ایشیائی لگتا ہے۔ میں نے اس سے تیرا پوچھا کہ وہ کہیں سے سکیورٹ سروس کا ایجنٹ تو نہیں۔ لیکن اس نے حامی نہ بھر سکی۔" لی ساک نے اسی طرح ہونٹ چبھتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس کے جواب سے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ تنویری ہو گا۔ "کیا تم نے ان کے ساتھ کانڈر حارث کو بھی ختم کر دیا تھا؟" عمران کے بچے میں دردنگی سی ابھر آئی۔ تنویر کی موت کا سن کر اس کے ذہن کو واقعی شدید جھٹکا لگا تھا۔

"نہیں۔ کانڈر حارث زندہ ہے۔ اُسے میرے آدمی راڈیش مشین کے ذریعے یہاں پہنچا دیں گے۔ میں انہیں ہی کال کر رہا تھا۔ تم آگئے۔ ویسے کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم ان خوفناک ریز سے ٹھیک کیسے ہو گئے؟" لی ساک نے حیرت بھرے بچے کو پوچھا۔

"یہ راڈیش مشین کیا چیز ہے؟" عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

"یہ ٹرانسمٹ مشین ہے۔ اوپر جو بم ہے پر ہے۔ ایک کیس میں لگی ہوئی ہے۔" لی ساک نے جواب دیا۔

اسی لمحے مشین سے ایک تیز سیٹی کی آواز نکلی۔ اور پھر ایک بھاری سی آواز بڑا ہوئی۔

"میلو، میلو بیکو۔" گرافر کانگ۔ "یہی فقرہ بار بار دوہرایا رہا۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ لیکن اسی لمحے مشین پر ایک بڑا

ہوا اور اس کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے راہبادی
فرش اور پتھرت کے ساتھ اور پتھرت نیچے آکر فرش کے ساتھ اور س
کی دیواریں آپس میں مل گئی ہوں۔ اور ان کے ذہنوں میں آخری
احساس یہ تھا کہ ان کے جسم ٹنوں بلے کے درمیان بڑی طرح
پکے جاتے ہیں۔ اس کے بعد گہری اور شاید کبھی نہ ختم ہونے والی
تاریکی نے ان کے ذہنوں کو بکڑ لیا۔

عمرانؑ اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح اچانک اور
صحیح سلامت اپنے سامنے دیکھ کر لی ساک کا ذہن واقعی ماؤت
ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ الٹراسون ریز کا بفرانیٹ
الٹراسون میکر انجکٹ کئے تو ڈبھی کیا جاسکتا ہے۔ اور اس میکر
کی معمولی سی مقدار بھی سافٹ روم میں موجود نہ تھی جہاں عمران
اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اور پھر وہاں مشین گنوں سے مسلح
افراد بھی موجود تھے جو ان کے کسی بھی طرح حرکت میں آتے ہی ان پر
گولیوں کی بارش کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود عمران اور اس
کے ساتھی نہ صرف صحیح سلامت اس کے سامنے کھڑے تھے بلکہ
ان کے پاس مشین گنیں بھی تھیں۔ سکاٹ بلوٹن اور اس کے ساتھیوں
کا خاتمہ تو جو چکا تھا۔ کیونکہ جب ان کی طرف جانے والے اس کے
دس آدمی اچانک فائرنگ سے ہلاک ہو گئے تو اس نے بیکر اور جیکی

مشین گن کی فائرنگ سے توڑ دیا۔ چونکہ اٹیمک ریز فائر ہو رہی تھیں اس لئے سرکٹ ٹوٹتے ہی پوری لائننگ اور مین کنٹرول روم ایک دھماکے سے پھٹ گیا اور یہ خوف ناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ مین کنٹرول روم کے پھٹنے کا تھا۔ لی ساک کو معلوم تھا کہ ابھی چند لمحوں بعد وہ طاقتور اٹیمک بیڑیاں بھی پھٹ جائیں گی جن سے یہ اٹیمک ریز فائر ہوتی تھیں۔ کیونکہ اچانک مین کنٹرول روم پھٹ جانے کی وجہ سے گرافرو ان کا سلسلہ آف کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا ہوگا۔ اور ہلوزش اور زلزلے کی سی کیفیت اٹیمک بیڑیوں تک جانے الی لائننگ کے مسلسل پھٹنے کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی۔ اٹیمک بیڑیاں چونکہ جزیرے کی انتہائی گہرائی میں ایک مخصوص کمرے میں رکھی گئی تھیں اس لئے ان کے پھٹنے کے درمیان صرف چند منٹ کا ہی وقفہ اُسے ملے گا۔ وہ جانتا تھا کہ اٹیمک بیڑیاں پھٹنے کا مطلب پورے جزیرے کا درمیان فی حصہ کسی آتش فشاں کی طرح پھٹ کر آسمان کی طرف بلند ہوگا۔ اور پھر جب یہ حصہ واپس گمرے کا گوشا یہی جزیرے پر موجود کوئی آدمی زندہ باقی رہ سکے نہی باتوں کا احساس ہوتے ہی لی ساک نے اپنی جان بچانے کی غری کو کشش کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی تیزی سے اچھلا اور پھر آپریشن روم کے دروازے سے باہر نکل کر وہ دوڑتی ہوئی راہداری میں دیوانہ وار بھاگتا ہوا ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا۔ اس نے کمرے کی ایک ٹائیل پر جیسے ہی پیر کھا فرش مٹ گیا اور نیچے جاتی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔

کو جو عقب میں موجود تھے ان پر بلیک بم پھینکنے کا حکم دے دیا تھا۔ اور اس نے خود سکریں پر دیکھا تھا کہ بلیک بم ان کے بالکل قریب جا کر پھٹا تھا۔ اور ہر طرف سیاہ دھواں پھیل گیا تھا۔ اور پھر اس نے گرافرو کے ذریعے بیکر اور بجلی کو حکم دے دیا تھا کہ دھواں پھٹنے کے بعد وہ جا کر کانڈر حادث کو اٹھالیں۔ اور سکاٹ بلوٹن اور اس کے ساتھیوں کو جو بے حس و حرکت پڑے ہوں گے۔ گولیوں سے بھون ڈالیں۔ اور کانڈر حادث کو راڈیش مشین کے ذریعے ٹرانسمٹ کر کے گرافرو کے پاس پہنچا دیں۔ وہ یہ احکام دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی آن ٹیکے تھے۔ اور پھر لی ساک کو فوری طور پر اپنی جان بچانے کے لئے ہاتھ اٹھانے ہی پڑے تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی راڈیش مشین آن ہوگی۔ نیچے مین کنٹرول روم میں بیٹھا ہوگا گرافرو اس کمرے کی پولریشن بھی چیک کرے گا۔ اور وہی ہوا جب گرافرو نے بیکر کو راڈیشن مشین پر کال کیا تو مشین کی سکریں نے اُسے اس کمرے کی پولریشن بھی ظاہر کر دی۔ اور پھر موقع کے عین مطابق گرافرو نے اٹیمک ریز کا فائر کھول دیا۔ چونکہ لی ساک بالکل مشین کے سامنے تھا۔ اس لئے گرافرو نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے اٹیمک ریز کا فائر سائبر پر رکھ کر کھولا۔ تاکہ لی ساک ان ریز سے بچنے کی سبیل پیدا کرے اور لی ساک اس کا مقصد سمجھتے ہی بجلی کی سی تیزی سے نیچے گرا تھا۔ لیکن عمران نے اس کی اور گرافرو دونوں کی توقع سے زیادہ تیزی دکھائی اور بلیک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں اس نے اٹیمک ریز ریٹ سرکٹ کو

ہوگا۔ یہ سسٹم اس نے آخری حفاظت کے طور پر پہلے سے تیار رکھا تھا۔ میزائل اُسی طرح سیدھا اڑتا ہوا جا رہا تھا اور اس کی بلندی کے متعلق لی ساک صرف ان نمبروں سے ہی اندازہ لگا سکتا تھا۔ اور پھر اچانک نمبر بتانے والی سکریں ایک جھاکے کے ساتھ تاریک ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی لی ساک نے واضح طور پر محسوس کیا کہ میزائل اب تیزی سے آگے کی طرف جھک رہا تھا۔ اور پھر اس کی مشینری نیچے ہو گئی۔ اور لی ساک کی کرسی ادبہ کو اٹھ گئی۔ اب لی ساک اس کرسی میں اس طرح نیچے کو لٹکا ہوا تھا جیسے کسی نے اُسے باندھ کر جھت سے لٹکا دیا ہو۔ نمبر بتانے والی لیٹس ایک بار پھر روشن ہو گئی تھی۔ لیکن اب نمبر کم ہوتے جا رہے تھے۔ لی ساک اس کا مطلب سمجھتا تھا۔ میزائل پہلے بلندی کی طرف گیا تھا اور پھر اپنی مطلوبہ بلندی تک پہنچنے کے بعد وہ خود بخود جھک کر ٹیڑھا ہوا اور اس کے بعد نوک کے بل نیچے گرنے لگا تھا۔ کم ہوتے ہوئے نمبر اب یہ بتا رہے تھے کہ میزائل کتنا نیچے آچکا ہے۔ نمبر انتہائی رفتار سے کم ہوتے چلے جا رہے تھے اور پھر یک لمخت ایک جھاکے سے سکریں تاریک ہو گئی اور لی ساک نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ سطح سمندر پر پہنچ کر اب سمندر کے اندر جا رہا ہے۔ میزائل ڈٹ کر اتنے دقت اس نے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا تھا کہ اگر کبھی ایمرجنسی کی صورت میں اس میں فراہم ہونے والے تو اس میزائل کو کہاں گونا چاہیئے۔ اور جس جگہ کو اس کے گرنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا وہ جزیرے سے تقریباً ایک میل دور تھی۔ یہاں

لیکن لی ساک کے پاس سیٹھیاں اترنے کا دقت نہ تھا۔ اس نے فرسش منتے ہی اس نے پیراٹروپنگ کے انداز میں نیچے پھلانگ لگا دی۔ اور پھر نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے بھاگا۔ اس نے سیٹھیاں کی دیوار میں لگا ہوا ایک بڑا سائینڈل کھینچا تو دیوار سائینڈر پر جھٹ گئی اور اب دیوار کے اندر سرخ رنگ کا ایک بڑا سائینڈل کھڑا نظر آیا۔ ہاتھ کمرہ کی دیواریں اب پہلے سے زیادہ تیزی سے ہل رہی تھیں۔ لی ساک نے بجلی کی سی تیزی سے میزائل کے ایک حصے پر ہاتھ مایا۔ اس کے ہاتھ مارتے ہی ایک پتلا سا خلا میزائل میں پیدا ہوا۔ اور لی ساک اچھل کر اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اور لی ساک نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے سامنے موجود مشین کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ایک خوف ناک گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری۔ اور دوسرے لمحے میزائل حرکت میں آ گیا۔ لی ساک ایک کرسی نما بیڈ پر اس طرح بیٹھا تھا کہ اس کے پیٹھے ہی اس کرسی کی سائینڈیک تخت کسی ڈھکن کی طرح الٹ کر بند ہو گئی تھی۔ اور اب سوائے سر اور دو بازوؤں کے اس کا کوئی حصہ کسی سے باہر نہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے کسی نرم گدے میں لپیٹ دیا گیا ہو میزائل کے حرکت میں آتے ہی لی ساک کے سامنے ادبہ ایک سکریں روشن ہو گئی تھی۔ جس پر تیزی سے نمبر نمودار ہونے لگے تھے۔ نمبروں کے آنے اور تبدیل ہونے کی رفتار انتہائی تیز تھی اور لی ساک ہونٹ بیٹھتے خاموش بیٹھا ہوا ان نمبروں کو دیکھ رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ میزائل اب تک ادبہ موجود جھت کو کھول کر دفن میں بلند ہو چکا

سمندر کی گہرائی بے پناہ تھی۔ اس طرح میزائل سمندر کی تہ سے ٹکرا کر پھٹ نہ سکتا تھا۔ اور جب اس کی حرکت بند ہوگی تو پانی اُسے واپس اوپر دھکیل دے گا۔ اس طرح میزائل پانی کی سطح پر جا کر کسی لپٹج کی طرح تیرنے لگ جاتا۔ ابھی تک چونکہ وہ اوپر لٹکا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ میزائل پانی کے اندر جا رہا ہے۔ اور چند منٹ بعد پھٹنے لگے گا۔ لیکن میزائل کا رخ بدلے گا۔ اور ایک بار پھر وہ پہلے والی پوزیشن میں آگیا۔ اب لی ساک کی کسی پہلے والی پوزیشن میں آگئی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اب پانی نے میزائل کو واپس اوپر سطح کی طرف دھکیل دیا ہے۔ اور چند منٹ بعد پھر میزائل سطح سے بلند ہو کر واپس کسی تختے کی طرح گرے گا اور پھر تیرنا شروع کر دے گا۔ اور ایسے ہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد میزائل ٹیرھا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی حرکت بھی رک گئی۔ لی ساک نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ جزیروہ تو تباہ ہو گیا۔ لیکن وہ زندہ سلامت پہنچ کر نکل آئے ہیں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور ظاہر ہے۔ جزیروہ تباہ ہونے کے بعد دباؤ موجود کسی آدمی کے زندہ پہنچ جانے کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔ سکاٹ بلوٹ اور اس کے ساتھی تو پہلے ختم ہو چکے تھے۔ اب عمرا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ کمانڈر حادث بھی ختم ہو چکا تھا۔ لی ساک کے ذہن میں بیک وقت دو مختلف احساسات ابھر رہے تھے۔ جزیروہ کی تباہی جس پر اس نے یہودیوں کی عالمی تنظیموں سے اربوں روپے حاصل کر کے اس نے اپنے طور پر اُسے ناقابل تسخیر بنادیا تھا۔ اور اس جدید ترین مشینری کی وجہ سے اس کی تنظیم ریڈرو

کی دلدرد تک دھاک بندھی ہوئی تھی۔ اس کی تباہی پر اُسے بے حد غم تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمانڈر حادث کی موت نے بھی اُسے شدید دھچکا پہنچایا تھا۔ اس طرح اس کا یہ خوف ناک مشن نہ صرف نامکمل رہا تھا بلکہ ایک لحاظ سے کمانڈر حادث کی موت سے بالکل ہی ختم ہو گیا تھا۔ یہ ایسا مشن تھا جس نے اُسے پوری دنیا کے یہودیوں میں ہیرو بنا دیا تھا۔ لیکن اب سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ اور یہ سب کچھ اس عمران کی وجہ سے ہوا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُسے اس بات پر مسرت بھی ہو رہی تھی کہ اس نے یہودیوں کے سب سے بڑے دشمن علی عمران کا بھی خاتمہ کر دیا تھا۔ اور اس بات سے اُسے بے حد ڈھارس بھی۔ کیونکہ عمران کی کارروائیوں نے آج تک یہودیوں کی کوئی سکیم کامیاب نہ ہونے دی تھی۔ اور سب سے زیادہ اُسے خوشی اس بات کی تھی کہ وہ خود زندہ اور صحیح سلامت پہنچ نکلے ہیں کامیاب ہو گیا تھا۔

اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے میزائل کی مشینری کا ایک بٹن دبایا تو اس کے سینے اور ٹانگوں پر موجود کمری کا ایک حصہ جھٹکے سے سائیڈ میں چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی میزائل کا غلا دہارہ نمودار ہوا اور سمندر کا پانی اُسے نظر آنے لگا۔ اُسے معلوم تھا کہ اندر موجود ہوا کے دباؤ کی وجہ سے پانی ابھی اندر داخل نہیں ہو رہا۔ لیکن اس کے باہر نکلنے کی وجہ سے اس دباؤ میں دراڑیں پڑیں گی۔ اور پھر پانی میزائل کے اندر بھر جائے گا۔ اور اس کے بعد یہ میزائل ہمیشہ تک کے لئے سمندر کی تہ میں بیٹھ جائے گا۔ اس نے اپنے جسم کو

ایک لمحے کے لئے تو لا اور پھر یک لمحت اس نے اس پتے سے
 دروازے سے باہر پھلانگ لگا دی۔ باہر سمندر کے پانی میں ابھی
 تک شدید طہج مچی ہوئی تھی۔ لیکن وہ تیزی سے تیرتا ہوا سمندر کی سطح
 پر آیا اور پھر اس کی نظریں قریب ہی ایک چھوٹے سے ٹاپو کو دیکھ کر
 چمک اٹھیں۔ میزائل بالکل صحیح جگہ پر آکر اٹھا۔ یہاں اس ٹاپو کی ایک
 بڑی سی غار میں اس نے جنگی حالات سے نمٹنے کے لئے ایک
 لارنج رکھی ہوئی تھی۔ جو اسے آسانی سے جزیرہ ٹاپو تک پہنچا سکتی تھی۔
 چنانچہ وہ تیزی سے تیرتا ہوا اس ٹاپو تک پہنچا۔ یہ ٹاپو بہت چھوٹا سا تھا
 اس پر صرف دس بارہ چھوٹے چھوٹے درخت تھے۔ اور چند لمحوں
 بعد وہ ٹاپو پر پہنچ گیا۔ ٹاپو پر بڑھ کر وہ اس کے بائیں حصے کی طرف
 دوڑا۔ تاکہ وہاں سے مار جی جزیرے کی صورت حال کو چیک کر سکے
 اور چند لمحوں بعد جب وہ وہاں پہنچا تو تباہ شدہ جزیرہ مار جی اس کی
 نظروں کے سامنے تھا۔ آگ اور دھوئیں کا بادل ابھی تک جزیرے
 پر بھجایا ہوا تھا۔ اور جزیرے کے گرد سمندر پتھروں۔ انسانی لاشوں
 اور ٹوٹے ہوئے دھاتوں کے تنوں سے اٹا ہوا تھا۔ ریڈر وژن کی پوری
 تنظیم اپنے ہیڈ کوارٹر سمیت ختم ہو گئی تھی۔ بس لی ساک زندہ بچا تھا
 اکیلا لی ساک۔ جو چند لمحے پہلے دنیا کی طاقتور یہودی تنظیم کا چیف
 تھا۔ اور لی ساک ایک طویل سانس لیتا ہوا دین اس طرح
 بیٹھ گیا جیسے جو اسی اپنی زندگی کی آخری بازی ہار کر انتہائی مایوسی
 کے عالم میں بیٹھا ہے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر
 پکڑا ہوا تھا۔ اور اس کی نظریں جزیرے پر جمی ہوئی تھیں۔ جس

پر آگ اور دھوئیں کے بادلوں نے تباہی اور موت کا حصار باندھ
 رکھا تھا۔

”کاش۔ میں اس عسکران کو دیکھتے ہی گولی مار دیتا۔ یا پھر
 کاش میں آپریشن روم کی بجائے میں کنٹرول روم میں چلا جاتا۔
 ہلا شعوری انداز میں بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا
 جیسے وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔

نے چیخ کر کہا۔ اور وہ سب مڑ کر بھاگنے ہی لگے تھے کہ ان سے دس گز کے فاصلے پر ایک چٹان مٹی اور دو آدمی اس میں سے نکلے۔
 درے تماشاً ان سے آگے آگے بھاگنے لگے۔ انہوں نے مڑ کر
 مٹی ان کی طرف نہ دیکھا تھا کہ یک لخت ایک خوف ناک اور دل
 مادیسے والا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اس طرح فضا
 میں اچھلے جیسے انتہائی خوف ناک طوفان میں تینکے اڑتے ہیں۔ تنویر
 کے کانون میں انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور اس کا فضا
 میں قلابازیاں کھاتا ہوا جسم ایک دھماکے سے ایک جھاڑی پر جا
 گرا۔ اور پھر وہ لڑھکتا ہوا اپنے گرنے لگا۔ اس کا جسم اس طرح گر
 ہا تھا جیسے گندہ کسی پہاڑ کی اترائی سے نیچے گر رہی ہو۔ اور چند لمحوں
 میں وہ پھیلا کہ پانی میں گر اور اس کا جسم پانی کے اندر تباہ لگ گیا لیکن پھر پانی
 اُسے واپس اٹھالا اور جب تنویر پانی کی سطح پر پہنچا تو اس نے اپنے آپ کو بھٹکا
 ریزی سے اچھل کر کنارے پر آگیا زمین مسلسل لڑ رہی تھی تنویر کے کپڑے پھٹ
 تھے۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ وہ ایک گڑھے کے اندر
 لپٹا تھا۔ اور اوپر کافی اونچائی نظر آ رہی تھی۔ تنویر سبکی کی سی تیزی
 سے دوڑتا ہوا اگر مڑے سے نکل کر اوپر کنارے پر پہنچا تو اس کے
 منٹ بے اختیار بھج گئے۔ اس نے قریب ہی ایک بھاری چٹان کے
 اٹھ یار کی اور مائیکل کو ایک دوسرے سے پٹے ہوئے پڑے
 مابھاری چٹان کے ساتھ ٹکرا کر ان کے جسم بڑی طرح ٹوٹ پھوٹ چکے
 تھے۔
 تنویر کی تیز نظریں تیزی سے گھومیں اُسے کمانڈر حادث کی فکر تھی۔

تنویر اور اس کے ساتھی جیسے ہی دروازے سے باہر
 نکلے انہوں نے دس بارہ افراد کو بے تماشاً دوڑ کر اس کیمپ کی
 طرف آتے ہوئے دیکھا وہ اس انداز میں دوڑ رہے تھے جیسے وہ
 ان کا بچھا کر رہی ہو۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی موجود تھیں۔
 وہ ابھی کچھ فاصلے پر تھے۔

"فائر" تنویر نے چیخ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے اس
 کی اپنی مشین گن کے ساتھ ساتھ مائیکل اور یار کی مشین گنیں بھی
 شعلے اٹھنے لگیں۔ اور بے تماشاً دوڑ کر آتے ہوئے افراد پچھتے
 ہوئے نیچے گرے اور بڑی طرح پھٹنے لگے۔ ابھی وہ انہیں
 دیکھ ہی رہے تھے کہ یک لخت ان کے قدموں تلے موجود زمین
 اس طرح ہلنے لگی جیسے جزیرہ کسی زلزلے کی زد میں آگیا ہو۔
 "ادہ — بھاگو۔ جزیرہ سے میں زلزلہ آ رہا ہوں" تنویر

اور پھر اُسے کمانڈر حادث ایک درخت کے ٹوٹے ہوئے حصے کے ساتھ لپٹا ہوا نظر آ گیا۔ درخت ٹوٹ چکا تھا۔ صرغ اس کی جڑ کے پاس کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا اور کمانڈر حادث اس طرح اس سے لپٹا ہوا تھا جیسے کوئی معصوم بچہ اپنی ماں سے لپٹا ہوا ہو۔ اور عین اُسی لمحے اُسے جزیروے کے درمیان سے ایک سرخ رنگ کا بڑا سا میزائل غول جہاز کی طرح فضا کی طرف اٹھتا ہوا دکھائی دیا اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں میزائل انتہائی بلندی پر پہنچ کر ترچھا ہوا اور اس کے ساتھ وہ نیچے گرنے لگا۔ اور پیک بھینکے تین توپری کی نظروں سے ادھبل ہو گیا۔

تنبیر دوڑتا ہوا کمانڈر حادث کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک لمبھٹا ہوا ناک گرہ گڑا ہٹ کے ساتھ جزیروے کی وہ سائیڈ اس طرح پھٹ چلی گئی جیسے خون ناک نزلے سے زمین درمیان سے پھٹ جاتی ہے اور دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ اب تنبیر اور کمانڈر حادث اس دراڑ کے دائیں کنارے پر موجود تھے۔ تنبیر گڑا گڑا ہٹ اور زمین کی خوفا کہ لہ زلش کی وجہ سے منہ کے بل نیچے گرا۔ اور اُسی لمحے کوئی انسان جسم اس کے ساتھ ایک دھماکے سے ٹکرایا اور تنبیر اس جسم کے ساتھ ہی اچھل کر اس دراڑ کے اندر جا گرا۔ اس سے ٹکرانے والا انسانی جسم بھی اس کے ساتھ ہی گرا تھا۔ اور تنبیر نیچے گرتے ہی بوکھلا کر اٹھا۔ اور پھر اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر چمک اٹھیں کہ اس نے ٹکرانے والا جسم کمانڈر حادث کا تھا۔ کمانڈر حادث بھی لاشعوری انداز میں اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”تم ٹھیک ہو کمانڈر حادث“ — تنبیر نے بے اختیار اُسے ٹھیکوٹ ڈالا۔

”آں — آں — ہاں — میں ٹھیک ہوں“ — کمانڈر حادث نے ہڈیاں انداز میں جواب دیا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ درد ایک اور خوف ناک اور دل ہلا دینے والا دھماکا ہوا۔ اور اس دھماکے کے ساتھ ہی دراڑ کے اندر وہی حصے سے جیسے پتھروں کی بارش سی ابھری۔ اور تنبیر کمانڈر حادث کو دھکیلتا ہوا نیچے گرا۔ اور دراڑ کے اندر وہی حصے سے نکلنے والے پتھر ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئے۔ ہر طرف گرد سی پھیل گئی تھی کہ ایک لمبھٹا کوئی چیز دل کو قتی ہوئی تنبیر کے جسم سے ایک دھماکے سے ٹکرائی۔ اور تنبیر کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ ایک لمحے کے لئے وہ یہی سمجھا کہ کوئی پٹان اس سے ٹکرائی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے شعور نے احساس کر لیا کہ اس سے ٹکرانے والی چیز سخت نہیں بلکہ نرم ہے۔ اس احساس کے پیدا ہوتے ہی وہ بوکھلا کر اٹھا ہی تھا کہ ایک اور انسانی جسم اس سے ٹکرایا اور وہ پہلو کے بل نیچے گرا۔ اور وہ انسانی جسم اس کے اوپر گر پڑا۔ تنبیر نے جھک کر اُسے ایک طرف ہٹایا ہی تھا کہ اُسے ایک اور احساس ہوا کہ یہ جسم کسی مرد کا نہیں بلکہ عورت کا ہے۔ وہ جلدی سے اس پر ٹھک گیا اور پھر اس کے ذہن میں ہونے والا دھماکا جزیروے پر ہونے والے دھماکوں سے بھی زیادہ خون ناک تھا۔ کیونکہ باوجود گرد کے وہ اُسے پہچان چکا تھا۔ یہ جو لیا تھی۔

تھا۔ جیسے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہو۔

”جولیا۔ ہوش میں آؤ۔ میں تنویر ہوں۔ مجھے بتاؤ۔ عمران کہاں ہے۔ صدیقی اور خاور کہاں ہیں۔“ تنویر نے اس بار وحشیانہ انداز میں جولیا کو ہتھکڑیاں لگا دیں اور اس بار جولیا کا ذہن جاگ اٹھا۔

”تنویر تم — اودہ۔ خدا کے لئے عمران، صدیقی اور خاور کو بچاؤ۔ وہ مر گئے تو سب مر جائیں گے۔“ جولیا نے آگے کو ہوا کر تنویر کے جسم کے ساتھ اس طرح سر ہلکا دیا جیسے کسی بھلے کو پتہ نہ مل گئی ہو۔ لیکن تنویر نے بڑے بے دردانہ انداز میں اُسے پیچھے کو جھٹکا اور پھل کو کھڑا ہو گیا۔ جولیا نیچے گری اور اس کے حلق سے چیخ نکلی جیسی، مگر تنویر اس کی چیخ کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے آگے بڑھا جی تھا کہ ایک بار پھر اس کا پیر کسی جسم سے ٹکرایا اور وہ منہ کے بل مٹی اور گرد میں تقریباً دبے ہوئے جسم کے اوپر گر پڑا لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے اس جسم کو پکڑ کر اوپر کھینچ لیا۔

”خاور — یہ خاور ہے۔“ اچانک اس کے عقب سے جولیا کی چیخ سنائی دی۔

”اودہ۔ پھر عمران اور صدیقی بھی کہیں قریب ہوں گے۔ بسے ہتھکڑیاں الٹ کر پتہ نہ پتا ہو۔“ خاور کی بناء۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ سب لوگ اندر موجود ہیں۔“ تنویر نے جلدی سے بے ہوش خاور کو واپس زمین پر پھینکا اور آگے بڑھنے لگا۔ گرد کی وجہ سے اُسے آدھے فٹ سے آگے کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن وہ اندھوں کی طرح ٹٹولتا ہوا تیزی

”جولیا۔“ تنویر نے بے اختیار اُسے دونوں ہاتھوں سے پکڑی طرح ہتھکڑیاں لگا دیں۔ جولیا کو دیکھتے ہی اُسے کانڈر عمارت سمیت سب کچھ بھول گیا تھا۔

”عمران — عمران۔“ جولیا کے حلق سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے یہ الفاظ اس کے گے میں پھنسے ہوئے ہوں اور تنویر کے ہتھکڑیوں کی وجہ سے باہر نکل آئے ہوں۔ ایک لمحے کے لئے تنویر کا چہرہ بدل گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے ایک بار پھر جولیا کو ہتھکڑیاں لگا دیں۔

”جولیا ہوش میں آؤ۔ میں تنویر ہوں۔“ تنویر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

”آں — آں — اودہ — سب ختم ہو گئے۔ ملکہ۔ ہزار ملکہ۔ اودہ۔ ختم ہو گیا۔ عمران ختم ہو گیا۔“ جولیا نے اس بار آنکھیں تو کھول دیں لیکن اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک نہ تھی۔ ”کہاں ہے۔ عمران کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔ جولیا۔ میں تنویر ہوں۔“ جولیا کے الفاظ نے تنویر کے ذہن کو ایک اور جھٹکا پہنچایا۔ وہ دیسے چلے لاکھ عمران کا مخالف ہو۔ لیکن اس کی موت کا سن کر اس کے ذہن کو ہمیشہ ایسا ہی جھٹکا لگتا تھا۔

”لگ — لگ — کیا — کیا — تنویر۔ تم — تم کہاں تھے۔ وہ عمران مر گیا۔ صدیقی۔ خاور سب ختم ہو گئے۔ مل — مل — لیکن میں کہاں ہوں۔ میں بھی تو ساتھ تھی۔“ جولیا اس بار ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔ اور اس نے اس طرح ادھر ادھر سر ہینچنا شروع کر دیا

سے آگے بڑھتا گیا۔ اور اب وہ ٹھوڑا سا آگے بڑھا تھا کہ ایک نحت اس کے پیر کسی اور انسانی جسم سے ٹکرائے۔ اور وہ بے اختیار اس جسم پر بھج گیا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے اُسے کھینچ کر اوپر کو اٹھایا۔ اور پھر اس کے چہرے سے چہرہ ملا کر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ لیکن مٹی میں اٹا ہوا چہرہ اجنبی تھا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ میک اپ میں ہوں۔ کیونکہ پہلے غار کا چہرہ بھی اُسے اجنبی لگا تھا۔ لیکن بہر حال یہ قد و قامت کے لحاظ سے کسی طرح بھی عمران نہ تھا۔ وہ اُسے گھٹٹا ہوا آنچھے ہٹا ہی تھا کہ جولیانے دوڑ کر اس کے ہاتھوں سے اُسے سنبھال لیا۔ وہ اب پوری طرح ہوش میں آ چکی تھی۔

”یہ صدیقی ہے۔ عمران کو تلاش کر دو۔“ جولیانے قریب آ کر ہڈیاں فی انداز میں کہا۔

اور تنویر صدیقی کو پھوڑ کر ایک بار پھر آگے کر دوڑ پڑا۔ لیکن فضا میں گرد کی دبیز تہ کی وجہ سے مجبوراً اُسے ایک بار پھر اوندھوں کی طرح ٹھول کر آگے بڑھنا پڑا۔ اس نے ابھی اسی طرح چھ سات قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ ایک نحت اس کے قدموں تلے سے زمین غائب ہو گئی اور وہ چیخ مار کہ منہ کے بل گھرائی میں گر کر دو سرے لمحے اس کا جسم ایک دھماکے سے کسی نرم جسم سے جا ٹکرایا۔ یہ گڑھا ضرور تھا لیکن زیادہ گہرا نہ تھا۔ وہ جلدی سے اٹھا اور اس نے اس جسم کو ٹھونٹا شروع کر دیا۔ جس سے وہ ٹکرایا تھا۔ یہ جگہ اوپر سے زیادہ تاریک تھی۔ اس لئے اب اُسے کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ واقعی انسانی جسم تھا اور کسی مرد کا تھا۔ اس

نے بے اختیار اسے ٹھول کر اس کے جسم کی چوڑائی کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اُسے اٹھانا چاہا۔ لیکن پھر وہ لوٹ کر اُسا گیا۔ جسم بے حدود نہ تھا۔

”اوه۔۔۔ یہ یقیناً عمران ہوگا۔“ تنویر نے کہا۔ اور عمران کا خیال آتے ہی اس کے جسم میں ایک نحت توانائی کی ایک تیز لہریں دوڑ گئی۔ اس نے ایک بار پھر زور لگایا۔ اور اس بار وہ جسم اوپر کو اٹھتا آیا۔ اور تنویر نے اُسے کاندھے پر ڈال لیا۔

”تنویر تنویر۔۔۔ اچانک قریب سے اُسے جولیائی کی آواز سنائی دی۔

”آگے مت آؤ۔ آگے گڑھا ہے۔ میں نے عمران کو تلاش کر لیا ہے۔“ تنویر نے چیخ کر کہا۔ اور پھر اُسے گرد میں قریب ہی ایک سایہ سا نظر آیا۔ اور اس سائے کے نظر آتے ہی تنویر سمجھ گیا کہ اس کا سر گڑھے سے ذرا اوپر ہے۔ گڑھا اس کے قد جتنا ہی گہرا تھا۔

”اے سنبھالو۔ میں اسے پھینک رہا ہوں۔“ تنویر نے چیخ کر کہا۔ اور پھر اس نے پوری قوت لگا کر کاندھے پر ملے ہوئے جسم کو دونوں ہاتھوں پر سنبھالا اور ہونٹ بیٹھ کر اُسے اس طرف دھچکال دیا۔ جس طرف وہ سایہ موجود تھا۔ دھم کی آواز کے ساتھ وہ جسم اس سائے کے قریب جا کر اُرا۔

”ہاں ہاں۔ یہ عمران ہے۔ اوه۔ یہ ابھی زندہ ہے۔“ جولیائی کی مسرت بھری چیخ سنائی دی۔ اور تنویر نے اندازے سے

گمٹھے کے کنارے کوٹھڑی کے اس پر دونوں ہاتھ رکھے۔ اور پھر پورے قوت سے اچھل کر وہ ہاتھوں کے بل اٹھتا ہوا ایک دھماکے سے اڑا جاگرا۔ جولیا عمران کو بڑی طرح جھنجھوڑنے میں مصروف تھی۔

”مہٹ جاؤ۔ میں اسے اٹھاتا ہوں۔“ تنویر نے آگے بڑھ کر کہا۔ اور ایک بار پھر اس نے جھک کر پوری قوت لگائی۔ اور عمران کا اٹھا کر اپنے کانہ سے پر لادا اور تیزی سے واپس دوڑ پڑا۔

”ادھر خوف ناک تباہی ہو رہی ہے۔ پورا جزیرہ فضا میں اڑ رہا ہے۔ آگ بھڑک اٹھی ہے۔“ اچانک کمانڈر حارث کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید دروازے سے نکل کر ادھر کا ماحول دیکھ چکا تھا۔ اور واقعی ادھر دھماکے مسلسل جاری تھے۔ لیکن یہ دھماکے چٹانوں کے گرنے اور لڑنے سے تھے۔ اور ان سے کافی فاصلے پر سنائی دے رہے تھے۔ دیسے بھی وہ دروازے کے اندر ہونے کی وجہ سے قدرے محفوظ تھے۔

”تم صدیقی اور خاور کو سنبھالو۔ میں عمران کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوں۔“ تنویر نے پہلی جگہ پہنچ کر عمران کو بچے زمین پر لٹا کر جوئے جیج کر کہا۔ یہاں اب روشنی زیادہ ہو گئی تھی۔ شاید اوبریز چوٹ پر موجود آگ کے شعلوں کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔ اب پہلی بات تنویر کو احساس ہوا کہ عمران اور خاور دونوں شدید زخمی تھے۔ ان کے جسم زخموں سے پتھر تھے۔ عمران کے سر پر بھی چوٹیں لگی تھیں۔ اور پورا سر خون سے لٹھڑا ہوا تھا۔ مٹی کی وجہ سے خون مزید بہنا تو بند ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود چچا مہٹ بہر حال موجود تھی۔ جولیا اور صدیقی بھی

زخمی تو تھے لیکن عمران اور خاور کی نسبت کم تھے۔ عمران اس طرح سانس لے رہا تھا جیسے ابھی کسی بھی لمحے اس کا سانس بند ہو جائے گا۔ تنویر نے جلدی سے اس کے ہاتھوں میں بادی بادی اٹھکی ڈال کر ہاتھوں میں بھری ہوئی مٹی صاف کر کے شروع کر دی۔ اور پھر اس نے عمران کا جبراً ایک ہاتھ سے پھینچا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے منہ میں بھری ہوئی مٹی کو باہر نکالنا شروع کر دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے محسوس کیا کہ کچھ مٹی صاف ہو جانے کی وجہ سے عمران کا رکتا ہوا سانس قدرے بحال ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کی حالت بے حد غراب تھی۔ اسی لمحے اُسے صدیقی کی گواہ سنائی دی۔ جولیا اُسے بڑی طرح جھنجھوڑنے میں مصروف تھی۔

”عمران شدید زخمی ہے۔ یہ مر رہا ہے۔ اسے پانی چاہیے۔ فوری طور پر۔“ ایک سخت تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”پانی کہاں ہے۔ کہاں سے پانی۔“ جولیا بھی صدیقی کو چھوڑ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں چیخی۔

”سمندر یہاں سے تقریباً دو درجے۔ میں نے دروازے کے آخری سرے تک جا کر دیکھا ہے۔“ اچانک قریب موجود کمانڈر حارث چمچ پڑا۔

”اوہ کمانڈر۔ کیا تم ایک آدمی کو اٹھا لو گے۔ جلدی کر دو۔ ہمیں فوراً سمندر تک پہنچنا ہے۔“ تنویر نے جیج کر کہا۔

”ہاں ہاں۔ میں اٹھا لوں گا۔“ کمانڈر حارث نے تیز باجھ

بانی عمران کے ہونٹوں کے کنارے سے واپس بہہ گیا۔ لیکن واپسی کے وقت وہ صاف پانی کی بجائے کچھ ٹھنڈا تھا۔ تنویر کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ اور پھر چوتھی بار پانی باہر نہ نکلا۔ بلکہ عمران کے حلق کے اندر اتر گیا۔ اور تنویر کو تسلی ہو گئی۔ کہ اب عمران کا منہ اندر سے صاف ہو گیا ہے۔ لیکن عمران بدستور بے ہوش تھا۔ اور کاٹھڑی بھر بھی تنویر والا عمل دہرا دیا تھا۔

چند لمحوں میں عمران کا سر اور چہرہ پانی سے صاف کر دیا گیا۔ لیکن عمران کے سر پر دو گہرے زخم موجود تھے۔ اس کے جسم پر کتنے زخم تھے۔ اس کا ابھی اندازہ نہ ہو سکتا تھا۔

کہا گیا ہوا۔ ہوش آگیا عمران کو۔ اچانک جولیہ کی آواز قریب سے سنائی دی۔ وہ صدیقی کا ہاتھ پکڑے اُسے اس طرح نیچے اتار کر لے آ رہی تھی۔ جیسے صدیقی چھوٹا سا بچہ ہو۔ اور اس کے گر پڑنے کا خطرہ ہو۔

”نہیں۔۔۔ عمران کے سر پر گہرے زخم ہیں۔۔۔ تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ کسی بھی طرح ہوش میں لے آؤ۔۔۔ جولیہ نے چیخ کر کہا۔ وہ اب قریب پہنچ چکے تھے۔

”میرے خیال میں ان دونوں کا فوری طور پر ہوش میں آنا ممکن نہیں ہے۔۔۔ کاٹھڑی بھر نے کہا۔

خادر کے سر پر بھی ایک گہرا زخم موجود تھا۔ اور تنویر ایک سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سر پر دیکھا تو جزیرہ آگ اور دھوئیں

میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر مزید کچھ کہتا۔ اس نے جھک کر زمین پر پڑے ہوئے خادر کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

صدیقی اب کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔ لیکن وہ ابھی لاشوری کیفیت میں تھا۔

”جولیہ۔ تم صدیقی کو لے کر آؤ ہمارے پیچھے۔۔۔ تنویر نے چیخ کر کہا۔ اور ایک بار پھر عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لے لیا۔ اور پھر اس نے سامنے کے درخت دوڑنا شروع کر دیا۔ کمانڈر حادث خادر کو اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر تھوڑا سا دوڑنے کے بعد وہ درخت کے سر پر پہنچ گئے۔

”نیچے اتارنی ہے۔ خیال رکھنا۔۔۔ کمانڈر حادث نے پیچھے سے چیخ کر کہا۔ اور اس کے اس طرح پھینچنے سے تنویر یک لخت ٹھٹھک کر گر گیا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے بگڑے ہوئے توازن کو درست کیا۔ اگر کمانڈر بہر وقت نہ چیخ پڑتا تو تنویر یقیناً عمران سمیت لوٹھکتا ہوا نیچے جا گرتا۔ لیکن اب سنبھل کر وہ نیچے اترنے لگا۔ سمندر اُسے نظر آنے لگ گیا تھا۔ سمندر میں پتھر۔ پٹانیں۔ درختوں کے تنے کثیر تعداد میں تیرتے پھرتے تھے۔ تنویر اور کمانڈر حادث اور بی بی چٹاوا پر پیر کھتے۔ لوکھڑاتے۔ سنبھلتے اور پھر لوکھڑاتے ہوئے نیچے اترنا گئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سمندر تک پہنچ ہی گئے۔ تنویر نے جلدی سے عمران کو پانی کے قریب لٹا دیا۔ اور پھر جھک کر اس نے سمندر کا پانی چلو میں بھرا اور عمران کا منہ کھول کر اس میں ڈال دیا۔

کے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ دھوپ میں آگ کے شعلے بھی شامل تھے۔
 ”ہمیں تو ادا پہاں سے دور کھٹنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کوئی اور دھاکہ
 جائے۔ اور یہ پورا جزیرہ ہی بھٹ جائے۔“
 پھر اس کی نظریں ایک بڑی سی سطح چٹان پر جم گئیں جو قریب ہی سمندر میں
 تیر رہی تھی۔

چٹان اتنی چوڑی تھی کہ وہ سب اس پر آسانی سے سما سکتے تھے۔ تو یہ نے آگے بڑھ کر ایک کڑھی اٹھائی، اور اس سے چٹان کو سائیڈ سے دھکیلتے لگا۔ پانی میں تیرتی ہوئی چٹان آہستہ آہستہ قریب آ کر کنگارے سے ٹکرا گئی۔ اور پھر تو یہ کے کہنے پر وہ سب اس پر پہنچ گئے۔ عمران اور خادو کو بھی چٹان پر لٹا دیا گیا۔ صدیقی بھی اب پورے طرح ہوش میں آچکا تھا۔ اس کے جسم پر بھی زخموں کے نشانات صاف تھے۔ اسی طرح جولیا بھی خاصی زخمی تھی، لیکن وہ بہر حال نہ صرف ہوش میں تھے بلکہ ان کے جسم کی تمام ہڈیاں بھی محفوظ تھیں۔

کمانڈر حادثہ نے بھی ایک لکڑی اٹھائی تھی۔ اور پھر تو بڑے کے ساتھ مل کر اس نے چٹان کو کنا دے سے دور دھکیلتا شروع کر دیا۔ ان کے وزن کی وجہ سے اب چٹان کا کچھ اور حصہ پانی میں ڈوب گیا تھا۔ لیکن چٹان بہر حال تیر رہی تھی۔ یہ چٹان لمبائی اور چوڑائی کی نسبت موٹائی میں کم تھی۔ اس لئے وہ پانی میں تیر بھی رہی تھی۔ اگر اس کی موٹائی بھی اتنی ہی ہوتی تو یہ درہ یقیناً تہہ میں جا بیٹھتی۔ جو عمران کے ساتھ بیٹھی باغ سے اس کے بہرے پر نکھاکر رہی تھی۔ اس کے بہرے پر شدید پریشانی اور مایوسی کے آثار نمایاں

اور آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

[illegible]

”کمانڈر حارث — اداہ — تو یہ ہیں کمانڈر حارث — اپنا تک
جو لیا چونک کر بولی۔ اُسے شاید پہلی بار شہر میں کمانڈر حارث
کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔

”ماں - یہی کمانڈر حارث ہیں۔“ — تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”مسترتوبہ۔ مجھے اپنے آپ پر شرم آ رہی ہے۔ کہ میری دلچسپی نہ صرف آپ سب کو اس قدر مصیبتیں لگائی ہو بلکہ جناب عمران صاحب بھی اس حال کو پہنچ گئے۔“ کمانڈر حارث نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمارا فرض تھا کمانڈر عمارت۔ ہم نے اپنی ڈیوٹی ادا کی ہے۔"
تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس بات پر بھی شرم مندگی ہے مسرتیویر کہ پہلے میں نے آپ پر اعتماد نہ کیا تھا۔“ کاٹھڑا حارث نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”چھوڑ دے ان باتوں کو“ — تنویر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

وہ مسلسل لکڑی کی مدد سے ارد گرد موجود چٹانوں پتھروں سے زور لگا کر پٹا کو دھکیلتا ہوا کھلے سمندر تک پہنچانے کی کوشش میں مصروف تھا اور پھر مسلسل محنت کے بعد ان کی چٹان کھلے سمندر میں پہنچ کر خود بخود لہروں کے ساتھ آگے بڑھنے لگی اور تنویر اور کمانڈر حادث کو لڑیاں پکڑ کر کھڑے ہو گئے تنویر کی نظر سب جزیروں پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں سے اب بھی دھواں اٹھ رہا تھا اور کبھی کبھی آگ کے شعلے اس دھوئیں میں سے چمک اٹھتے تھے۔
 "اگر تم ہمیں نہ مل جاتے تنویر تو شاید ہم سب اس جگہ پڑے پڑے ختم ہو جاتے۔" جولیانے اچانک کہا۔

"ارے ماں۔ تم لوگ کب جزیروں پر پہنچے اور یہ سب دھماکے اور تباہی وغیرہ کیسے ہوئی۔" تنویر نے چونک کر پوچھا۔ اور جولیانے مختصر لفظوں میں اُسے جزیروں سے تک پہنچنے اور پھر اس راہداری میں دوڑتے ہوئے خوف ناک گولہ گراہٹ کے بعد گمراہے ہوش ہونے تک کی تفصیل بتادی۔

"اوہ اوہ۔ تو تم اس وقت دباؤ موجود تھے۔ جب ہم اس مشین کے پاس کھڑے تھے۔ جس سے وہ گرافٹریکٹر کو پکار رہا تھا۔" تنویر نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ماں۔ ہم وہیں موجود تھے۔" جولیانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ لی ساک تو شاید نکل گیا ہے۔ میں نے ایک سرخ رنگ کے میزائل کو اس خوف ناک تباہی سے پہلے جزیروں سے نکل کر آسمان پر جاتے اور پھر مڑ کر آگے کی طرف سمندر میں جلتے دیکھا

تھا۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا
 "وہ یقیناً نکل گیا ہوگا مگر تنویر۔ یہ لی ساک یہودیوں کی سب سے طاقتور تنظیم کا چیف تھا۔ یہودیوں میں اس کی کارکردگی کی بے پناہ شہرت ہے۔ کمانڈر حادث نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے۔ اس نے جس طرح تمہیں اغوا کیا۔ اور پھر اس نے اس ہیڈ کوارٹر کو جس طرح بنایا ہوا تھا۔ اس سے ہی احساس ہوتا ہے کہ وہ انتہائی با وسائل آدمی تھا۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 چٹان اب کھلے سمندر میں پہنچ کر جزیروں سے کافی دور آگئی تھی۔ تنویر اور کمانڈر حادث بھی اب بیٹھ گئے تھے۔ اب چٹان انہیں کہاں لے جاتی ہے۔ یہ سمندر کی لہروں پر منحصر تھا۔ اور ان کے پاس نہ کھانے کے لئے کچھ تھا نہ پینے کے لئے۔ نہ ان کے پاس کوئی اسلحہ تھا۔ عمران اور خادہ کی حالت خراب تھی۔ لیکن وہ سب اب اس کے سوا اور کیا کر سکتے تھے۔ کہ بے بسی اور بے چارگی سے چٹان پر بیٹھ آنے والے حالات کے منتظر رہیں۔

داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی کشادہ اور بڑی غامبی۔ غام کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اسے مصنوعی طور پر تیار کیا گیا ہے۔ غام کے درمیان میں ایک بڑی سی لاپنج موجود تھی۔ لاپنج کے علاوہ دہلیں تھوڑا سا اسلحہ بھی بند بیٹوں میں موجود تھا۔ اور ایک طرف ایک بڑا سا باکس تھا۔ جس کے اوپر ریڈ کر اس کا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ میڈیکل باکس تھا۔ لی ساک نے یہ باکس اس لئے یہاں رکھوایا تھا کہ ہو سکتا ہے ایمر جنسی کے وقت وہ زخمی ہو تو فوری طور پر اس باکس کو استعمال کر سکے۔ لیکن اب اُسے اس کی طرف جانے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ وہ زخمی نہ تھا۔ اس نے اسٹے والے بیگٹ کھولے اور پھر ان میں سے ایک مشین گنی در اس کا کافی سارا میگزین نکال کر اس نے لاپنج میں رکھا۔ لاپنج کے انجن پر سیلفین چڑھا ہوا تھا۔ اور اُسے اس طرح بند کیا گیا تھا۔ کہ مٹی کی وجہ سے وہ خراب نہ ہو جائے۔ لی ساک نے انجن پر موجود لیٹنگ جھٹائی۔ اور پھر انجن کو چیک کرنے لگا۔ انجن بالکل نئی اور جمع حالت میں تھا۔ لی ساک کے ہونٹوں پر اطمینان بھر ہی مسکراہٹ بھرا آئی۔ غام کی دائیں طرف کی دیوار کے درمیان ایک سرنگ نظر ہی تھی۔ جس میں سمندر کا پانی نظر آ رہا تھا۔ یہ سرنگ لمبا راستہ کافی گتے جا کر کھلے سمندر میں نکلتا تھا۔ لی ساک کے آدمی چونکہ ہر گتے آکر یہاں چیکنگ کرتے رہتے تھے۔ اور میگزین کو درست کھنے کے لئے چیکنگ وغیرہ کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لنزیم بالکل درست اور چالو حالت میں تھا۔ اور لی ساک کو کسی رکاوٹ سے واسطہ نہ پڑا تھا۔ لاپنج سے نیچے اتر کر اس نے لاپنج کو ایک

لی ساک کافی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر آخر کار وہ ایک طویل سانس لے کر اٹھا۔ اور اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر اس نے ایک غام میں لاپنج کو چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس غام کے دہانے تک پہنچ گیا۔ ایک بڑی سی چٹان غام کے دہانے پر موجود تھی۔ اس نے چٹان سے ذرا فاصلے پر ایک پتھر پر اپنے پیر کا دباؤ ڈالا۔ اور بھاری چٹان تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ایک طرف کو ہٹ گئی۔ اور غام کا بڑا سا دھانہ کھل گیا۔ چونکہ لی ساک نے پہلے سے یہاں میگزین کا سلسلہ تیار کر لیا ہوا تھا۔ اس لئے اس قدر بھاری چٹان صرف پتھر کو دبانے سے ہٹ بھی گئی وہ نہ یہ چٹان اتنی بڑی تھی کہ شاید میں پچیس آدمی بھی مل کر اُسے دمانے سے نہ ہٹا سکتے۔ اندر ایک بہت بڑا غام تھا۔ لی ساک کچھ دیر دھانے کی سائیڈ پر کھڑا رہا۔ تاکہ اندر کی بند ہوا باہر نکل کر تازہ ہوا اندر بھر جائے۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ غام میں

سائیڈ سے دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ لاپنج کا انجن والے حصے کا رخ اس راستے کی طرف کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے لاپنج کے پچھلے حصے کی طرف آکر اُسے آگے کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد لاپنج پانی میں اتار گئی۔ اور لی ساک اچھل کر اس پر سوار ہوا اور پھر اس نے انجنی شارٹ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد انجن کی آواز سے یہ سہرنگ منہ راستہ گونج اٹھا۔ اور لاپنج تیزی سے کھلے سمندر کی طرف بڑھنے لگی۔ کھلے سمندر میں آکر اس نے لاپنج کا رخ طار جزیرے کی طرف موڑ دیا۔ جزیرے پر سے اب صرف دھواں ہی اٹھ رہا تھا۔ وہ اب جا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں کوئی زندہ بھی بچا ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی لاپنج جزیرے تک پہنچ گئی۔ چٹانوں۔ پتھروں اور درختوں کے تنوں سے وہ لاپنج کو بچاتا ہوا کنارے تک پہنچے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے لاپنج کو ایک پتھر کے ساتھ ہک کیا اور پھر لاپنج میں موجود مشین گن اٹھا کہ اس نے میگزین لوڈ کیا اور جزیرے پر چڑھ آیا۔

جزیرہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ ہر چیز راکھ۔ مٹی اور پتھر سے اٹی پڑی تھی۔ ادھر ادھر انسانی لاشیں ہی پڑی ہوئی تھیں۔ وہ آگے بڑھا۔ لیکن جلد ہی اُسے رکنا پڑا۔ کیونکہ ذرا سا آگے جانے کے بعد جزیرے کے عین درمیان میں ایک طویل اور خوف ناک گودھا موجود تھا۔ جس کی تہہ سجانے کہاں تھی۔ دہاں ابھی تک آگ بجھ کر رہی تھی۔ اور دہاں ماحول میں اس قدر تپش تھی کہ چند لمحوں میں بیاہر کی ڈیوکر اور مائیکل کی لاشیں تھیں۔

ہی لی ساک کے پورے جسم سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ لی ساک ایک طویل سانس لے کر واپس مڑا۔ اور پھر کنارے کے ساتھ ساتھ گھومتا ہوا دہاں کی طرف کو بڑھنے لگا۔ جزیرے کے کنارے اور اس کا اندر جاتا ہوا کچھ حصہ محفوظ تھا۔ گھومتے گھومتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں ایک لمبی دراڑ سی زمین میں پڑی ہوئی تھی۔ اور لی ساک سمجھ گیا کہ یہ دراڑ اس حصے کی طرف پڑی ہے جہاں سے وہ میزائل سے باہر نکلا تھا۔ اور یہ دراڑ بھی یقیناً اس کے میزائل چلنے اور نکلنے کے پچھلے کی وجہ سے پڑی ہوئی کیونکہ اس وقت زمین بڑی طرح لرز رہی تھی۔ اس دراڑ کو دیکھتے دیکھتے وہ یک لحظت چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں گودہ پر اُسے ایسے نشانات نظر آئے تھے جیسے یہاں کچھ لوگ چلتے پھرتے رہے ہوں۔ ان نشانات کی ابھی تک موجودگی کا مطلب تھا کہ وہ لوگ جزیرے کی تباہی کے بعد یہاں موجود رہے ہوں گے۔

”یہ کون ہو سکتے ہیں۔ جو اس قدر خوف ناک تباہی میں بھی زندہ بچ گئے ہیں۔“ لی ساک حیرت بھرے انداز میں بڑبڑایا۔ اور پھر گے بڑھنے لگا۔ چند قدم اٹھانے کے بعد وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے ایک پتھر کے ساتھ مٹی میں دبئی ہوئی لاشیں نظر آئیں۔ ان کے چہروں کے کچھ حصے مٹی سے باہر تھے۔ اور یہ چہرے دیکھتے ہی وہ بڑی طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ مٹی میں سمٹے اور زخمیوں سے سخی ہو جانے کے باوجود اس نے انہیں آسان سے پہچان لیا تھا۔ بیاہر کی ڈیوکر اور مائیکل کی لاشیں تھیں۔

”ادہ ادہ - یہ یہاں کیسے پہنچ گئے - ادہ - اس کا مطلب ہے کہ بکر اور جکی انہیں دہاں ہلاک کرنے میں ناکام رہے تھے“
 لی ساک کے ذہن میں لکھچور اسار بیگا - اور اس نے تیزی سے ارد گرد کا جائزہ لینا شروع کر دیا کہ شاید قریب ہی سکاٹ بلوٹن اور کمانڈر حادثہ کی لاشیں نظر آجائیں۔ لیکن ان دو لاشوں کے علاوہ دہاں اور کوئی لاش موجود نہ تھی - وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ارد گرد کے پختے حصے کی طرف بھاگنے لگا - جہاں جزیرے کا کٹا پٹھا کنارہ تھا اور پھر کنارے پر پہنچ کر وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں دور ایک بڑے دھبے پر پڑیں۔ یہ دھبہ کافی دور سمندر میں تیر رہا تھا۔ اُسے اس دھبے کے اوپر کچھ اور دھبے نظر آئے۔ ان دھبوں کی ساخت ایسی تھی جیسے انسان ہوں۔
 ”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں“ - لی ساک آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں دیکھتا رہا لیکن فاصلہ اس قدر تھا کہ وہ واضح طور پر کچھ نہ دیکھ سکتا تھا۔ اب تک لی ساک یہی سمجھتے ہوئے تھا کہ اس کے آدمیوں نے سکاٹ بلوٹن اور اس کے ساتھیوں کی یاد کی اور مائیکل کو ہلاک کر دیا تھا اور کمانڈر حادثہ جزیرے کی تباہی میں کام آگیا ہو گا۔ عمران اور اس کے ساتھی تو بہر حال اندر ہی تھے جب جزیرہ تباہ ہوا اس لئے ان میں سے کسی کے پہنچ جانے کا اس کے ذہن میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔ لیکن اب یاد کی اور مائیکل کی لاشیں اس طرف دیکھ کر اور دراڑ میں کافی سارے آدمیوں کے قدموں کے نشانات دیکھ لے کر کے بعد اس کے ذہن میں موجود اپنا پہلا تصور ختم ہو گیا تھا۔ دراصل

عین اس جگہ پر تھی جہاں سے وہ جگہ قریب ہی تھی جہاں میزائل میں نکلنے وقت دہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ گیا تھا۔ اور دراصل کی ساخت ایسی تھی کہ وہاں تک ایک لمبی سرنگ سی بن گئی تھی۔ اور اس دراصل اور سرنگ کی ساخت بتا رہی تھی کہ اس دراصل اور سرنگ سے عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی زندہ یا زخمی ہو تو اُسے نکالاجا سکتا ہے۔ اور اس نے جو دور کھلے سمندر میں بڑا اسادھبہ تیرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس پر اُسے ایک یا دو سے بہر حال زیادہ انسانی سائے محسوس ہوئے تھے۔ یہ سب خیالات ایک لمحے میں اس کے ذہن میں بجلی کے کوندے کی طرح پکے اور وہ اسٹیل پیروں والی اپنی لپانچ کی طرف بھاگنے لگا۔ آتے وقت تو وہ دیکھ بھال کے سے انداز میں آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ لیکن اب اس کی رفتار پہلے سے بہت تیز تھی۔ اور پھر غور سے دیکھیں وہ لپانچ تک پہنچ گیا۔ اس نے لپانچ میں چھلانگ لگائی مبین گئی کہ ایک طرف رکھا اور لپانچ کا ہک پتھر سے علیحدہ کر کے اس نے انجن سٹارٹ کیا۔ اور لپانچ کو واپس کھلے سمندر میں لے جا کر اس نے اس کی رفتار تیز کر دی۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا تو اس نے لپانچ کا رخ موڑ دیا۔ اب وہ جزیرے کی سائیڈ سے ہوتا ہوا دوسری طرف کو بڑھ رہا تھا۔ اُسے اپنا خیال آگیا تھا کہ ہو سکتا ہے ان لوگوں کے پاس کوئی اسلحہ بھی ہو جو دور اس صورت میں وہ اکیلا ان کے ہاتھوں نقصان بھی اٹھا سکتا ہے۔ ویسے جس طرف اس نے اس دھبے کو جاتے ہوئے دیکھا تھا اُسے

معلوم تھا کہ یہ سمندر ہی روا نہیں ایک دیران جزیرے آرتو پر لے
 جانے لگی۔ اس لئے اس نے ایک اور راستے سے جزیرہ آرتو پہنچنے
 کا پروگرام بنایا۔ اسے معلوم تھا کہ تیز رفتار لاپنج کی وجہ سے وہ
 دوسرے راستے سے ان سے پہلے اس جزیرے تک پہنچ سکتا ہے۔
 اس طرح آرتو کے لوگ اس کے ساتھی ٹکے تو وہ انہیں لاپنج پر بٹھا کر سٹا
 جاسکتا ہے اور اگر اس کے دشمن ہوئے تو ان کا شکار آسانی سے
 کھیل جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس نے لاپنج کا رخ موڑا اور جزیرے
 کی سائیڈ سے گھومتے ہوئے انتہائی تیز رفتار سی اسے ایک لمبا
 چکر کاٹ کر جزیرہ آرتو کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایسا راستہ اختیار
 کیا تھا کہ جو طویل مزدور تھا لیکن اس راستے سے وہ ان لوگوں کی
 نفروں میں کسی طرح نہ آسکتا تھا۔ لاپنج کی رفتار اس نے انتہائی حد
 تک رکھی ہوئی تھی۔ اور لاپنج اس طرح سمندر کے اوپر چل رہی تھی
 جیسے ہوا میں دوڑ رہی ہو۔ تقریباً بیس منٹ بعد اسے جزیرہ آرتو کے
 آثار نظر آنے لگ گئے۔ یہ بھی ٹاپو کی طرح ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا
 جس پر کسی کی رہائش یا قبضہ نہ تھا۔ ایسے چھوٹے چھوٹے جزیرے
 یہاں جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔
 لی ساک نے لاپنج کی رفتار آہستہ کر لی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ
 جزیرہ آرتو کے کٹے پھٹے ساحل تک پہنچ گیا۔ اس نے لاپنج کو ہٹ
 کیا اور پھر مشین گن اور فائو میگزین اٹھا کر وہ چٹانیں بھلا لگتا ہوا
 اوپر چڑھتا گیا۔
 جزیرے پر چڑھنے کے بعد وہ اب اس طرف کو دوڑ رہا تھا

بہرے اس کے انداز کے مطابق اس دہے نے پہنچا تھا اور
 بحر ساحل کے پاس پہنچ کر وہ اب پیسے ہوئے تنے کے درخت
 کی اوٹ میں ہو کر اس طرف کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لئے اس کی آنکھیں
 انتہائی کامیابی سے جھک اٹھیں۔ یہ وہ نہیں تھا۔ بلکہ ایک بڑی سی
 چٹان تھی۔ جو آہستہ آہستہ جزیرے کی اوٹ بڑھ رہی تھی۔ چٹان پر ایک
 عورت اور تین مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ دو آدمی لیٹے ہوئے
 تھے۔ لیٹے ہوئے افراد بالکل سالت تھے۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا
 تھا کہ یا تو وہ بے ہوش ہیں یا پھر وہ مر چکے ہیں۔ چٹان ابھی جزیرے
 سے اتنی دور تھی کہ وہ ان کی ٹانگیں واضح طور پر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور چٹان
 کی آگے بڑھنے کی رفتار بھی بے حد آہستہ تھی۔ لیکن لی ساک جانتا تھا
 کہ وہ بہر حال جزیرے تک پہنچ جائے گی۔ کچھ دیر بعد جب چٹان کچھ
 نزدیک آگئی۔ اور اسے کسی حد تک چٹان پر موجود افراد کی ٹانگیں نظر آنے
 لگیں تو وہ حیرت اور مسرت کے طے جیسے جذبات کے ساتھ اچھل پڑا۔
 کیونکہ اس نے چٹان پر بیٹھے ہوئے کچھ بڑا حادثہ کے ساتھ سکاٹ
 بوٹن کو پہچان لیا تھا۔ ان کے ساتھ عمران کا ایک ساتھی بھی بیٹھا ہوا
 تھا۔ جب کہ وہ عورت بھی عمران کی ساتھی تھی۔ لیٹے ہوئے افراد میں
 ایک عمران خود تھا اور دوسرا اس کے ساتھی تھا۔

ادہ۔ تو تم زندہ بچ کر نکل رہے تھے۔ لیکن اب لی ساک تم پر موت
 بن کر چھٹے گا۔ اور کچھ حادثہ کے اس طرح صحیح سلامت مل جانے
 پر تو اسے اپنے جزیرے کی تباہی غم بھی بھول گیا تھا۔ انتہائی کامیابی
 ایک بار پھر اس کے قدم چومنے کے لئے بے تاب تھی۔ اس نے

ان لوگوں کی جو پوزیشن دیکھی تھی۔ اس لحاظ سے تو ان کے پاس اسلحہ بھی موجود نہ تھا۔ اس لئے مشین گن کے سامنے ان کا ٹھہر جانا ممکن تھا۔ چنانچہ پریشے ہوئے افراد چونکہ ابھی مشین گن کی ریونج میں نہ آئے تھے۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا انہیں قریب آتا دیکھتا رہا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ جیسے ہی یہ لوگ مشین گن کی ریونج میں آئیں گے وہ ان پر فائر کھول دے گا۔ اور صرف کمانڈر حادث کو زندہ رکھے گا۔ اور اس کے بعد وہ کمانڈر حادث پر یہیں اس جزیرے پر تشدد کر کے اس سے ساری معلومات حاصل کر لے گا اور اس کے بعد اسے ختم کر کے وہ اس کی لاش لاپنج پر ڈال کر ٹافہ پہنچے گا۔ جہاں سے وہ معلومات یہودیوں کی اعلیٰ ترین تنظیموں تک پہنچی کہ ان سے نیا ہیڈ کوارٹر بنانے کے لئے اپنی مرضی کی رقم بھی حاصل کر لے گا اور اس کا نام بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہودیوں کی تاریخ میں ہیرو کے طور پر رقم ہو جائے گا۔ اس کا دل بیوں اچھل رہا تھا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ مشین گن کی ریونج میں آتی جا رہی تھی۔ اور پھر اس نے مشین گن سیدھی کر لی۔ لیکن اس نے ابھی فائر نہ کھولا تھا۔ کیونکہ وہ اب کوئی رسک لینے کی بجائے حتیٰ نتیجہ چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اور تھوڑا انتظار کر لینا مناسب سمجھا۔ لیکن پھر اچانک وہ یہ دیکھ کر مری طرح چونک پڑا کہ چٹان پر بیٹھے ہوئے سکاٹ بلوٹ اور اس کا ایک ساتھی چٹان سے نیچے سمندر میں کود گئے۔ وہ جزیرے کی طرف کی بجائے دوسری طرف کودے تھے۔ البتہ ان کے ہاتھ چٹان پر جمے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اب چٹان پر دو لاشوں کے علاوہ

وہ لڑکی اور کمانڈر حادث بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ چاہتا تو کمانڈر حادث کے علاوہ باقی افراد کو گولیوں سے بھون ڈالتا لیکن اس طرح وہ دونوں بچ جاتے۔ اور چونکہ اس کے لئے کوئی مسئلہ کھڑا کر دیتے۔ اور ہو سکتا ہے کہ کمانڈر حادث بھی سمندر میں کود کر اپنی جان دے دیتا۔ اس طرح اس کی ساری پلاننگ اور کامیابی بھی ختم ہو کر رہ جاتی۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی ایک اور پلاننگ ذہن میں ترتیب دے دی۔ اسے معلوم تھا کہ جزیرہ بالکل دیران ہے۔ اور یہ دونوں جو نیچے کودے ہیں۔ یہ یقیناً اس غڈ شے کے تحت کودے ہوں گے کہ اگر جزیرے پر کوئی موجود ہو تو اس کے خلاف دفاع کیا جاسکے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کہیں چھپ کر بیٹھ جائے گا۔ اور پھر جب یہ لوگ جزیرے پر آکر درسی طرح مطمئن ہو جائیں گے تو پھر کسی بھی وقت ان پر گولیوں کی بارش کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس پلٹا اور پھر دوڑتا داجزیرے کے اس کنارے پر پہنچ گیا جہاں اس کی لاپنج موجود تھی۔ یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ان میں سے کوئی آدمی تیرتا ہوا ادھر نہ پہنچ جائے اس صورت میں وہ لاپنج لے جاسکتے تھے اور پھر لی ساک دیکھیں جاتا۔ اس لئے اس نے ایک ایسی جھاڑی چھیننے کے لئے منتخب کی جس کی اوٹ میں بیٹھ کر وہ بیک وقت جزیرے اور لاپنج دونوں پر نظر رکھ سکے۔

میں نظر آ رہا تھا۔ اور اطمینان بخش بات یہ بھی کہ ان کی چٹان مٹانے کا رخ بھی اسی طرف تھا۔

”یا اللہ۔ اس جزیہ سے پرمبران اور غادر کے لئے طبی امداد کا بندوبست ہو جائے۔“ جولیانے بڑے پر غلوں انداز میں ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ دعا مانگنی شروع کر دی۔ وہ بھرائے ہوئے ہلبے میں بار بار یہ دعا مانگ رہی تھی۔ اور سب کو اس کے ہلبے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ یہ دعا اس کی دل کی گھرائوں سے نکل ہو رہی ہے۔ اُسے اس وقت سوائے عمران کی صحت یا نبی کے اور کسی چیز کی بھی فکر نہ تھی۔ وہ مسلسل دعا مانگتی رہی اور پھر اچانک وہ بے اعتیاد ہو کر مسجد سے میں گہوڑی اور اس نے دھاڑیں مار مار کر دنا شروع کر دیا۔ اور اس کے اس قدر پر غلوں جذبات دیکھ کر سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

تزیہ جلدی سے آگے بڑھا اور اس نے جولیا کو اٹھایا اور پھر اس کے بازو پھینکی دے کر تسلی دینے لگا۔

”جولیا۔ تم فکر مت کر۔ میں اپنی جان دے کر بھی عمران کی جان کی حفاظت کروں گا۔“ تزیہ نے کہا۔

اور جولیا سسکیاں بھرتی ہوئی عمران کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔ تزیہ دوبارہ اپنی جگہ پر آ گیا۔ کانڈر حادثہ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

”کیا یہ عمران کی بیوی ہے۔“ کانڈر حادثہ نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تزیہ سے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ ہماری سیکرٹ سروس کی نمبر ٹو چیف ہے۔ اور اس کا دنا عمران کے لئے بحیثیت ساتھی کے ہے۔“ تزیہ نے انتہائی خشک ہلبے میں کہا۔ اور کانڈر حادثہ حیرت سے جولیا کو دیکھنے لگا۔

”لیکن وہ دوسرا آدمی بھی تو آپ لوگوں کا ساتھی ہے۔ اس کے لئے تو ایسے جذبات کا اظہار نہیں کیا گیا۔“ چند لمبے خاموش رہنے کے بعد کانڈر حادثہ نے کہا۔

”اس کی حالت اتنی خراب نہیں ہے جتنی عمران کی ہے۔ اور عمران نہ صرف ہماری سیکرٹ سروس بلکہ پورے پاکستان کے دس کوڑھ افراد کی زندگیوں کا محافظ ہے۔ تم تو صرف جولیا کی بات کر رہے ہو اگر پاکستان کے دس کوڑھ عوام کو عمران کی اس حالت کا پتہ چل جائے تو ہماری قوم کا ہر بچہ اس سے زیادہ گڑگڑا کر اس کی زندگی اور صحت کے لئے دعائیں مانگنے لگ جائے گا۔“ تزیہ نے کہا۔

”واقعی تم درست کہہ رہے ہو مسٹر تزیہ۔ صرف پاکستان ہی نہیں عمران کا نام۔ پوری دنیا میں بنے والے مسلمانوں کے دلوں میں دھڑکتا ہے۔ اور ہم سب کے جذبات پاکستان سیکرٹ سروس اور خصوصاً عمران کے لئے انتہائی شدید ہیں۔ آپ یقین کریں کہ فلسطینی اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہمارے پاس وسائل بھی ہیں اور جان دینے والے افراد کی کبھی کمی نہیں ہے۔ لیکن جہاں بھی ہمیں خطرہ محسوس ہوتا ہے ہماری نظریں پاکستان سیکرٹ سروس کی طرف ہی اٹھتی ہیں۔“

ذبح ہے۔ سمندر میں بے شمار خفیات سامنے آسکتے ہیں۔ تو میر نے کہا اور کمانڈر حادث خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جزیرہ کافنی قریب آ گیا تو تو میر نے صدیقی کو اشارہ کیا اور وہ دونوں سمندر میں اتر گئے۔ اور چٹان کی اوٹ سے کر جزیرے کی طرف بڑھنے لگے۔ جولیا اور کمانڈر حادث بڑے چوکے انداز میں بیٹھے لمحوہ لمحوہ قریب آتے جزیرے کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن ابھی تک جزیرے پر کوئی آدمی نظر نہ آیا تھا۔
"میرے خیال میں یہ جزیرہ ویران ہے۔" کمانڈر حادث نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ افسہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول کرے گا۔ اور جزیرہ پر ہمیں عمران کے لئے لازماً طبی امداد مل جائے گی۔" جولیا نے بڑے یقین سے جواب دیتے ہوئے کہا اور کمانڈر حادث خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد چٹان جزیرے کے کنارے پر پہنچ گئی۔ اور پھر جولیا اور کمانڈر حادث دونوں کو در چٹان سے جزیرے کی چٹانوں پر پہنچ گئے۔ چونکہ وہ اس چٹان کو باندھ تو نہ سکتے تھے اور اسے ٹکھ سے گوانا بھی نہ چاہتے تھے۔ اس لئے تو میر کے کہنے پر صدیقی نے تو میر کے ساتھ مل کر اُسے ایک ایسی کھڑکی کی طرف دھکیلتا شروع کر دیا۔ جہاں سے وہ اپنے آپ واپس سمندر میں نہ جاسکے۔ چٹان پر عمران اور خاور اُسی طرح پڑے ہوئے تھے۔ جب چٹان ان کی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئی تو وہ دونوں چٹانیں پھلانگتے ہوئے اوپر جزیرے کی سطح کی طرف بڑھنے

اور جب پاکیشیا سیکرٹ سروس حامی بھر لیتی ہے تو یقین کیجئے ہمیں واقعی ایسے غموس ہوتا ہے جیسے ہم کسی مضبوط پناہ گاہ میں داخل ہو گئے ہوں۔" کمانڈر حادث نے انتہائی جذبات بھرے لہجے میں کہا۔ اور تو میر نے سر ہلا دیا۔

جزیرہ اب کافنی قریب آچکا تھا۔ یہ نسبتاً چھوٹا جزیرہ تھا۔
"تو میر۔ ہو سکتا ہے۔ یہاں لی ساک کے ہی آدمی ہوں۔ اس لئے ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔" جولیا نے تو میر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اب پوری طرح سنبھل چکی تھی۔

"ہاں۔ سب کچھ ممکن ہے۔ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ تم اور کمانڈر حادث یہیں چٹان پر بیٹھے رہیں گے۔ میں اور صدیقی سمندر میں کود جائیں گے اور پھر اس چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے جزیرے تک پہنچیں گے۔ تاکہ خطرے کی صورت میں کوئی نہ کوئی دفاع کیا جا سکے۔ وہ لوگ کوئی بھی ہوں۔ بہر حال وہ ہمیں فوری طور پر لوگی نہیں ماریں گے۔ اور جزیرہ بے پر پہنچنے کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" تو میر نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم کہو تو میں بھی تمہارے ساتھ سمندر میں رہوں۔" کمانڈر حادث نے کہا۔

"نہیں کمانڈر حادث۔ تم مجھے مشق کے لئے انتہائی اہم آدمی ہو۔ اس لئے تم یہاں اطمینان سے بیٹھو۔ تمہاری حفاظت جہاں

لگے۔ جولیا اور کانڈر حادثہ ان سے آگے جا رہے تھے۔

"واقعی یہ تو دیرانِ جزیرہ ہے۔ یہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔" جولیا نے بڑے مایوسانہ ہلچے میں کہا۔

"یہاں لازماً کوئی نہ کوئی چشمہ یا ایسا گڑھا ہوگا جس میں بارش کا پانی جمع ہوگا اور اگر پانی ہی مل جائے تو عمران کی حالت کسی حد تک درست ہو سکتی ہے۔" تنویر نے اوپر بچ کر عمران کو احتیاط سے ایک درخت کے سائے میں لٹاتے ہوئے کہا۔ خادو کو بھی وہیں لٹا دیا گیا۔

"میں پانی تلاش کرتی ہوں۔" جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ تم اور کانڈر حادثہ انی دونوں کا خیال رکھو۔ صدیقی اور میں جلتے ہیں۔" تنویر نے کہا۔ ان کے اپنے کپڑوں سے پانی گر رہا تھا۔ لیکن یہ پانی کھادی تھا۔ انہیں سادہ پانی کی تلاش تھی۔ وہ دونوں آگے بڑھے اور ابھی انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ ایک نخت ایک طرف سے مشین گن کی تڑتڑا ہٹ گونجی اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اور تنویر دونوں میٹھے ہوئے نیچے گرے۔ ان کے نیچے گرتے ہی عقب سے جولیا کی طویل چیخ سنائی دی۔ اور پھر وہ بھی تودر اکو نیچے آگئی۔

"اے۔۔۔ اے۔۔۔ اے۔۔۔" دو کڑی فارلی ساک۔ دو کڑی فارلی ساک۔ تنویر کے ڈوبتے ہوئے ذہن پر لی ساک کے تھقب اور آواز کسی ہتھوڑے کی طرح پڑے۔ اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ تودر اکو نیچے گر گیا۔ اس کے ذہن پر ایک نخت موت کے اندھیروں نے غبار کر دی تھی۔

اور کانڈر حادثہ اب اکیلا کھڑا حیرت سے اس طرف دیکھ رہا تھا۔

عرسے کی ساک ہاتھ میں مشین گن کپڑے نمودار ہوا تھا۔ لی ساک کے ہرے پر مسرت اور کامیابی کے بے پناہ تاثرات نمایاں تھے۔ مدیقتی اور تنویر تو ساکت ہو گئے تھے جب کہ جولیا ابھی تک زمین پر پڑی پ رہی تھی۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم کی ساک۔" کانڈر حادثہ نے بتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

"ہاں۔ میں کانڈر حادثہ۔ تم مجھ سے بچ کر نکل رہے تھے۔ دیکھو ہاتھ مارے سامنے موجود ہوں۔ ایک فاسخ کی حیثیت سے۔ اور یہ تم ایک بار پھر میرے رحم و کرم پر ہو۔" لی ساک نے بڑے تحانہ انداز میں کہا۔

اور کانڈر حادثہ کا پہرہ غصے کی شدت سے متغیر ہو گیا۔ اس نے مشین گن کی پرواہ کئے بغیر لی ساک پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن لی ساک سے کہیں زیادہ تیز تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے پرآتے ہوئے کانڈر حادثہ کی پیلیوں میں اس جگہ کو لات ماری کہ کانڈر حادثہ چیخا ہوا مڑ کر تنویر کے اوپر جا گرا۔ لی ساک نے اچھل کر اس کی کنبی پر زوردار لات جمادی۔

میں ان لوگوں کی موت کو یقینی بنالوں۔ پھر ہتھارہا شرب بھی کرتا ہوں۔ حادثہ فوجیہودیوں کا مقصد ہے۔ لی ساک نے کہا۔ پھر اچھل کر ایک زوردار لات کانڈر حادثہ کو ماری چاہی لیکن کانڈر حادثہ نے تیزی سے مڑ کر اپنے آپ کو بچا لیا۔ اور لی ساک کی بھرپور تنویر کے سر پر پڑی۔ اور تنویر کے جسم میں بجلی سی حرکت

پیدا ہونے لگ گئی۔

"تم مجھے پہنچ نہیں سکتے۔" — لی ساک نے چمختے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک اور لات چلائی اور اس بار اس کا نشانہ درست ثابت ہوا۔ اور کا نڈر حادثہ کا تڑپتا ہوا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ لی ساک کا دھیان تنویر کی طرف تھا ہی نہیں۔ جولیا ابھی تک تڑپ رہی تھی۔ گولیاں اس کے کولہوں پر پڑی تھیں۔ لیکن اسے انداز بتا رہا تھا کہ وہ سوائے تڑپنے کے اور کچھ کرنے کے قابل تھی۔

"ٹا۔ ٹا۔" — فتح یہودیوں کا مقدر ہے، — لی ساک نے ایک بار پھر فاتحانہ انداز میں تہقیر لگاتے ہوئے کہا۔ اور مشین گن کا رخ زمین پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے عمران۔ خاورد اور ان کے قریب موجود تنویری جولیا کی طرف کر دیا۔ اُسی لمحے اُسے اپنے عقب میں کراہ سائی دی۔ تو وہ تیزی۔ پلٹا۔ تنویر ہوش میں آ رہا تھا۔

"تم نے مجھے بے حد تنگ کیلئے سکاٹ بلوٹن یا جو بھی تمہارا نام ہو۔ لیکن دیکھو۔ آنکھیں کھول کر دیکھو کہ آخری فتح پھر بھی میری ہی ہو ہے۔" — لی ساک نے تیز جہجہ میں کہا۔

تنویر کے پیٹ اور ایک بازو میں گولیاں لگی تھیں۔ اس کے زخموں سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ ہوش میں آ جانے کے باوجود بھی لی ساک کا کچھ نہ بچاؤ سکتا تھا۔ تنویر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں

بلی ہوئیں اور سرخ تھیں۔

"اب بولو سکاٹ بلوٹن۔" فتح کس کی ہوئی۔ زور سے نعرہ مارا کہ فتح یہودیوں کا حق ہے۔" — لی ساک نے اس کے قریب جا کر بٹوں کے ہاتھ بھرے انداز میں اس کے جسم کو کھٹو کر مارتے ہوئے کہا۔ "فتح اور تم۔ جب تک میرے جسم میں سانس موجود ہے لی ساک تمہارے قریب بھی نہیں پھٹک سکتی۔ میرا نام تنویر ہے تنویر۔" تنویر نے دک دک کر کہہ دیا۔

"ہونہہ۔" — تمہاری فتح۔ تم سب کے حصے میں موت آتی ہے۔ موت۔" — لی ساک نے مشین گن کا رخ تنویر کی طرف موڑتے دئے کہا۔ لیکن دوسرے لئے وہ چپٹا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ تنویر اس لت میں بھی اچھل کر اس سے اٹکرایا تھا۔ لی ساک نے نیچے گرتے ہی یہ کہہ کر ایک طرف اچھل دیا۔ اور باقی سے نکلی کہ ایک طرف گرنے کی مشین گن کی طرف بڑھا۔ لیکن تنویر ایک لمحوں میں اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے وہ زخمی نہ ہو۔ حالانکہ اس کا بایاں بازو دیکھ کر بے کار ہو کر ٹپک رہا۔ پیٹ کے زخموں سے خون ریس رہا تھا۔ لیکن وہ اس طرح تناؤ اٹھاتا تھا جیسے کوئی تعداد درخت طوفانوں کا رخ موڑنے کے لئے کے سامنے ڈٹ جاتا ہے۔ اسے اس طرح اچانک کھڑا ہوتے ہوئے کہ لی ساک بھی اچھل کر کھڑا ہوا جیسا کہ تنویر نے اس پر پھلانگ دی۔ لیکن ظاہر ہے وہ شدید زخمی تھا۔ اور لی ساک بائیکل صیغہ امت تھا۔ وہ تیزی سے ایک طرف ہٹا اور تنویر منہ کے بل بے زمین پر گرا۔ اور لی ساک نے اچھل کر اس کی کینڈی پر لات مار دی۔

چاہی لیکن تنویر نیچے گرتے ہی تیزی سے گھومار اور لی ساک کی ٹانگوں
اس کے ہاتھوں میں آگئی۔ اور لی ساک جیٹا ہوا نیچے گرا۔ تنویر نے
اچھل کر اس کے اوپر آنے کی کوشش کی لیکن لی ساک نے تیز
سے کروٹ بدلی۔ اور دوسرے لمحے وہ اس کے اوپر آگرا۔ اور
پھر اس کے دونوں ہاتھ تنویر کی گردن پر جم گئے۔
"میں تمہاری گردن توڑ دوں گا" — لی ساک نے دانت
کچکی کہ پورا زور لگاتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کا چہرہ تیزی سے متغیر ہوتا گیا۔ ویسے بھی اس کے
چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی۔ خون کا فی مقدار میں نکل چکا تھا اور مزہ
دے رہا تھا۔ لیکن ایک لمحوں میں وہ تڑپا اور اس کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیز
سے لی ساک کی ناک پر پڑا۔ اور لی ساک جیٹا ہوا پہلو سے بل جا کر
اس کے ہاتھ تنویر کی گردن سے علیحدہ ہو گئے۔ تنویر نے اس کے
کے بل نیچے گرتے ہی کروٹ بدلی اور ایک لمحے میں وہ اپنے جسم
گھسٹتا ہوا اس پر گرا۔ لی ساک نے گھٹنے سیکڑ کر اسے اچھالا
لیکن تنویر پر تو اس وقت وحشت سوار تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیز
سے سر جھکا کر کسی وحشی اور پھرے ہوئے سانپ کی طرح اس کی
ناک پر زوردار ٹکرا کر مسید کر دی۔

اور لی ساک کے حلق سے بے اختیار زوردار چیخ نکلی۔ اس کا
تو پتہ کہ تنویر کے نیچے سے نکل جانا چاہا۔ لیکن تنویر نے اس دو
ایک اور بھر پور ٹکرا دیا۔ اور لی ساک کے حلق سے ایک اور چیخ
لیکن ساتھ ہی اس کے گھٹنے تیزی سے سکڑے اور تنویر اچھل

نیچے جا کر۔ لیکن نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اسی لمحے لی ساک
نے اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ لیکن تنویر نے ایک
دھڑک سے اس کی ٹانگوں کو ایک لمحوں میں ادھر کی طرف اٹھایا۔ اور اس کے
ہاتھ ہی وہ خود بھی تیزی سے اوپر کو اٹھاتا گیا۔ لی ساک نے اپنے
بے جسم کو گھما کر اپنے آپ کو ایک طرف گھانا چاہا۔ لیکن اس لمحے
اب جو لیا گھسٹ کر دباں پہنچ چکی تھی۔ اور اس نے دونوں ہاتھوں
سے لی ساک کے سر پر ضرب لگائی۔ اور لی ساک ایک لمحہ کے لئے
اکٹ ہوا ہی تھا کہ تنویر نے دونوں ٹانگیں آگے کر کے اس کے
خندھوں کی دوسری طرف کیں اور پھر پورے جسم سمیت اس کی ٹانگوں پر
برس دیا ہوا اس کے سر کی طرف گرتا گیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی
لی ساک کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی کہ پورا اجڑا ہوا گونج اٹھا۔
تنویر پوری قوت صرف کرنے کے بعد بے دم ہو کر ایک طرف
ہٹ گیا۔ وہ سب نے کس قوت کی بنا پر لی ساک کے ساتھ لڑ رہا تھا۔
لیجے جیسے ہی اس کے ذہن نے لی ساک کی ریٹھ کی ہڈی کا ٹکڑا کٹا۔
بے دم ہو کر گر گیا تھا۔ اور اس کے ذہن پر ایک بار پھر تاریکیوں نے
خاک کر دی تھی۔

"تنویر۔ ہوش میں رہو۔ فتح مسلمانوں کی ہے۔ اسے یہودیوں کے
س نہیں جانا چاہیے تنویر۔ خدا کے لئے۔ ہوش میں رہو۔ تنویر۔"
ولیا کی چیخ تھی تو آواز تنویر کے ڈبے ہوئے ذہن سے ٹکرائی۔
تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایسے جیسے اس کے جسم میں
لھوں دو لیٹج کا طاقتور کبریت دوڑ گیا ہو۔ لی ساک اب زمین پر سیدھا

بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے
ڈس لوکیٹ ہو گئے تھے۔ اور اب اس کے لئے حرکت کرنا ممکن
رہا تھا۔ لیکن وہ ہوش میں تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ
تکلیف کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔

یہ — یہ انسان نہیں ہیں۔ یہ انسان نہیں ہیں۔ لی ساک
کے حلقے سے کراہتی ہوئی آواز سنائی دی۔
تو یہ ایک لمحے کے لئے تو بیٹھا رہا۔ پھر یک لحظہ اٹھا اور تیزی
سے مشین گن کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے ایک جھٹکے سے مشین گن
اٹھالی۔ اور گھوم کر اس کا رخ لی ساک کی طرف کیا۔

”اسے گولی مت مارنا تو یہ۔ ہم نے اس سے پوچھا ہے کہ وہ پہلا
کیسے پہنچا ہے۔“ جولین نے چیخ کر کہا۔ اور تو یہ نے دانت بھینچ
کر گن پیچھے کر دی۔

”پپ — پپ — پانی ڈھونڈ رہا ہوں۔ پہلے پانی ڈھونڈ رہا
ہوں۔ تم خیال رکھنا۔“ تو یہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔
اور پھر مشین گن جو لیا کی طرف پھینک کر وہ لوکھڑاتا ہوا جیرے کی طرف
بڑھنے لگا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب تھی۔ وہ اس طرح لوکھڑا
رہا تھا جیسے اس نے شراب کی سینکڑوں بوتلیں بیک وقت پی لی ہوں
اس کے ذہن پر بار بار تاریکیاں یلغار کر رہی تھیں۔ لیکن وہ انہیں باہر
بارجھٹک رہا تھا۔ اس وقت اس کی حالت دیکھ کر کوئی بھی یقین نہ کر سکتا
تھا کہ اس قدر شدید زخمی ہونے کے باوجود وہ زندہ بھی ہے۔ اور
چل بھی رہا ہے۔

”نہیں نہیں۔ مجھے نہیں مرنا۔ جب تک میں کمانڈر حادث کو ایکسٹو
نڈ نہ پہنچا دوں۔ مجھے نہیں مرنا۔ میں تو یہ ہوں۔ میں ڈیننگ ایکٹ
ن۔“ تو یہ خود ہی بے نیامی میں بڑبڑاتا ہوا اپنے آپ کو حوصلہ
ماہو ایسی طرح لوکھڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اور پھر اُسے ایک
نت کی سائیڈ میں پانی کی چمک نظر آئی۔ پانی کو دیکھ کر تو یہ کوہلوں
دیں ہوا جیسے اس کے ڈوبتے ہوئے دل کو سہارا مل گیا ہو۔ اس
ایک لحظہ ایک انجانی سی قوت بھر گئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا۔
بقوتی دیو بعد وہ واقعی پانی کے ایک چھوٹے سے گڑھے کے
پہنچ گیا۔ اس میں بارش کا پانی بھرا ہوا تھا۔ اور پانی بھی خاصا صاف
وہ اس گڑھے کے کنارے پر جا کر گر گیا اور پھر اس نے گھسٹ کر
نہ جسم کو آگے کیا۔ اور وہ اس لحظہ سے چلو بھر کر پانی پینا شروع
دیا۔ پانی پیتے ہی اس کا ڈوبتا ہوا ذہن صاف ہو گیا۔ اب وہ گھوم
چلو کے بل لیٹا۔ اور اس نے پانی سے اپنے پیٹ اور بازو کے
صاف کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قمیض
یک طرف سے پھاڑا اور ان کے کمرے کر کے انہیں پانی میں
کر اپنے زخموں پر رکھ کر باقی کپڑے سے اس نے انہیں باندھ
بازو کا زخم ابھی نچکے تھا لیکن تو یہ نے دیکھ لیا تھا کہ گولی اس
بازو کے گوشت کو کاٹتی ہوئی دوسری طرف مچل گئی تھی۔ اس
کی ہڈی نچ نکلی تھی۔ البتہ اُسے بازو اور پیٹ میں شدید تکلیف اور
ن محسوس ہو رہی تھی۔ پیٹ میں تین زخم تھے۔ لیکن پانی سے بھیگے
نے کپڑے رکھنے سے اس کو کافی آرام محسوس ہوا تھا۔ اُسے

یہاں تک لے آئے ہو۔ اودہ تنویر۔ تم عظیم ہو۔ میری توقعات سے بھی زیادہ عظیم۔ جو لیا نے ہوش میں آئے ہی تنویر کی انتہائی خستہ حالت دیکھی تو بے اختیار چیخ پڑی۔

”نچ۔۔۔ نچ۔۔۔ جو لیا۔ ہمیں بہت کمفی ہے۔ اپنے لئے۔ عمران کے لئے۔ مسلمانوں کے لئے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔“
تنویر نے منہ زبیں پر ٹکاتے ہوئے رک رک کر کہا۔
”پانی۔۔۔ اودہ پانی کی چمک۔۔۔ اچانک جو لیا کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہاں۔۔۔ پانی کا گڑھا ہے۔“ تنویر نے مبراٹھا تے ہوئے جگے سے مسکرا کر کہا۔ اور ایک بار پھر اُسے گھسیٹنے کیلئے زور لگایا۔

”اودہ۔۔۔ تم مت گھسیٹو۔ اپنے آپ کو سنبھالو۔ میں خود گھسیٹی ہوں۔“ جو لیا نے کہا۔ اور پھر کہنیوں کے بل گھسیٹی ہوئی وہ اگے بڑھنے لگی۔ وہ اپنے جسم کو اپنی کہنیوں کے زور سے گھسیٹ رہی تھی۔ اور تنویر کو جب تسلی ہو گئی کہ جو لیا پانی تک پہنچ جائے گی تو اس نے اپنے جسم کو موڑا۔ اودہ واپس چل پڑا۔ وہ جو لیا کو نہائی میں اپنے زخم صاف کرنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ اور تب گھسیٹتا ہوا وہ واپس ہٹا تو اس نے صدیقی کو کمانڈر عمارت کو جھجھوڑتے ہوئے دیکھا۔

”ہاں۔۔۔ اسے صرف چوٹ لگی ہے۔ اسے جھجھوڑو۔ یہ ہوش بن آجائے گا۔“ تنویر نے کہا۔ اور تیزی سے اس طرف

لگی تھیں۔ اس کا پورا جسم پسینے میں ڈوب گیا تھا۔ ادب اب اُسے سانس بھی رک رک کر لے رہا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل کسی بھی لمحے رک جائے گا یا کسی ہوا بھرے خباثت کی طرح پھٹ جائے گا۔ ذہن کسی لٹو کی طرح جکڑ رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ مسلسل خود بھی گھسیٹ رہا تھا اور جو لیا کو بھی گھسیٹ کر لاتے جا رہا تھا۔ ایک انوکھی اور ناقابل یقین بہمت سے۔ اور ابھی اس نے آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ صدیقی اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اپنے قدموں پر چل کر آ رہا تھا۔

”اودہ۔۔۔ بہتہا۔ اکیا حال ہو گیا ہے تنویر بھٹہرو۔ میں جو لیا کو لے جاتا ہوں۔ میری حالت اب خاصی سنبھل گئی ہے۔“
صدیقی نے قریب آ کر تنویر کی حالت دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔
”اگ۔۔۔ اگ۔۔۔ اگر تم ٹھیک ہو تو کمانڈر عمارت کو لے آؤ۔ اس کے ہوش میں آنے سے کافی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جو لیا کی فکر نہ کرو۔ میں جو لیا کو لے جاؤں گا۔“ تنویر نے رک رک کر کہا۔ اور صدیقی ایک لمحہ خاموش رہا۔ پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

تنویر نے کچھ دیر سانس لے کر ایک بار پھر جو لیا کو گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور ابھی وہ پانی سے کچھ دور تھے کہ جو لیا کی کواہ سنائی دی۔ وہ ایک بار پھر ہوش میں آ رہی تھی۔ تنویر رک گیا۔ وہ زور زور سے مانپ رہا تھا۔

”تن۔۔۔ تن۔۔۔ تنویر۔ گریٹ تنویر۔ تم مجھے اس حالت میں

ہوئے انداز میں کہا۔

”اور اگر میں نہ بتاؤں تو“ — لی ساک نے کہا۔

”تو پھر تم یہیں پڑے سسک سسک کر مر جاؤ گے۔ ایسی بولناک موت جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہم تو چٹان پر بیٹھ کر ایک بار پھر سمندر میں چلے جائیں گے۔ اس کے بعد چارے ساٹھ زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہم سمندر میں ڈوب کر فوراً مر جائیں گے۔ لیکن تم یہاں جس طرح مرد گئے اس کا تصور تم خود کر سکتے ہو“ — تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ — میں بتاتا ہوں۔ شمال کی طرف میری لپٹھ موجود ہے۔ تم اس کے ذریعے ٹاپو تک پہنچ سکتے ہو۔ وہاں میڈیکل باکس موجود ہے۔ مکمل طبی امداد۔ لیکن وعدہ یاد رکھنا۔ مجھے یہاں چھو کر نہ جانا“ — لی ساک نے کہا۔

”وعدہ وعدہ ہی ہوتا ہے۔ لی ساک۔ تم نکل کر دو۔ ہم وعدہ پورا کر دیں گے۔ ہم عہد نبھانے والے لوگ ہیں عہد شکن نہیں ہیں“ — تنویر نے کہا۔ لپٹھ اوڑھی امداد کا سن کر اس کی آنکھوں میں چمک ابھرائی تھی۔ اُسی لمحے کانڈرہارٹ کی گراہ سنا دی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

”لگ — لگ — کیا ہوا۔ ادہ تنویر۔ ادہ۔ تم زندہ ہو۔ ادہ خدا کا شکریہ ہے۔ یہ لی ساک پڑا ہے۔ کیا ہوا اسے۔ مر گیا“ — کانڈرہارٹ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بوکھلائے ہوئے پہنچے میں کہا۔

”کانڈرہارٹ۔ جلدی کر دو۔ ہم سب کی حالت بے حد خراب ہے۔

بٹھ گیا۔ جہاں مشین گن پڑی تھی۔ اس نے اُسی طرح مشین گن اٹھا اور واپس لی ساک کی طرف گھٹنے لگا۔ لی ساک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اب تنویر سوچ رہا تھا کہ انہیں جلد از جلد اس جزیرے سے نکلنا چاہیئے۔ ان سب کو فوری طبی امداد کی اشد ضرورت تھی۔ او لی ساک جو اس کے سامنے میزائل کے ذریعے سے جزیرے سے نکلا تھا۔ اس کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ وہ کسی لپٹھ یا کشتی کے ذریعے ہی یہاں پہنچا ہے۔ وہ اب لی ساک سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ لی ساک کے قریب پہنچ کر کار چند لمحے سانس براب کر تا رہا پھر آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک ہاتھ سے گن پیکر کر لی ساک کے جبرے پر اس کو دستہ زور سے مارا۔ دو تین ضربوں کے بعد ہی لی ساک چیخ کر ہوش میں آ گیا۔ اس نے بے اختیار پیٹھ کٹنا چاہا لیکن اعصاب اور جسم نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ وہ اب دہشت زدہ نظروں سے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ تنویر کا چہرہ دیکھ کر اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔ تنویر کے چہرے کی حالت بتا رہی ہے۔ کہ وہ بیک وقت مر بھی رہا ہے۔ اور زندہ رہنے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔

”کس طرح آئے ہو تم۔ بولو۔ ہمیں فوری طبی امداد چاہیئے۔ اور سنو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم ہمیں کسی جگہ سے طبی امداد دہیا کر دو تو ہم تمہیں بھی شیک کر دیں گے۔ اور تمہیں جان سے نہیں ماریں گے۔ یہ مسلمان کا وعدہ ہے۔“ — تنویر نے لہراتے

ادھر شمال کی طرف لی ساک کی لپنچ موجود ہے۔ وہاں جا کر لپنچ کو اس طرف لے آؤ۔ ہم نے فوری طور پر یہاں سے جان بھاگے۔

”اوہ۔ اچھا اچھا۔“ کمانڈر حادث ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا شمال کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر دین لیٹ گیا۔ صدیقی بھی لیٹا ہوا تھا۔ اب اس کے سوا وہ اور کبھی کیا کتے تھے۔

بنجانے کتنی دیر بعد انہیں کمانڈر حادث کی آواز سنائی دی۔

”میں لپنچ لے آیا ہوں۔“ کمانڈر حادث نے کہا۔

”پہلے عمران اور خاد کو لپنچ میں منتقل کر دو۔ پھر اس لی ساک کو اٹھا کر لے جاؤ۔ اس نے ہمیں وہاں تک پہنچانا ہے جہاں طبی امداد موجود ہے پھر جولیا اور صدیقی کو لے جاؤ۔ میں گھسٹ گھسٹ کر پہنچ جاؤں گا۔“

تنویر نے کہا۔

”میں خود چلا جاؤں گا۔“ صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ان دونوں نے آگے بڑھ کر ایک دوسرے کے بازو پکڑے اور ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے۔

”۱۹۵۰۔ اتنی بڑی قبر۔ اتنی کشادہ۔“ اچانک عمران کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔ اور فرش پر پڑے ہوئے سب ساتھی اس طرح چونک پڑے جیسے عمران کی آواز سن کر انہیں مسرت کا بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ وہ سب لپنچ کے ذریعے لی ساک کے بتائے ہوئے یہاں ٹاپو کی اس غارتگ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اور لپنچ کمانڈر حادث چلا کر لے آیا تھا۔ اور پھر یہاں واقعی انہیں میڈیکل باکس میں ضرورت کی سرجری مل گئی تھی۔ انہوں نے اپنے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ گولیاں ان کے جسموں میں موجود تھیں۔ لیکن وہ اسے باہر نہ نکال سکتے تھے۔ طاقت کے انکسار لگنے کے بعد البتہ ان کی ڈوبتی ہوئی حالت کافی حد تک نبھل گئی تھی۔ کمانڈر حادث نے عمران اور خاد کو بھی کئی انکسار لگائے تھے۔ اور خاد تو پہلے ہوش میں آ گیا تھا۔ البتہ عمران اب ہوش میں آیا تھا۔

کے ساتھی اس قدر خوف ناک حالات سے گزر چکے ہیں۔

جولیانے تنویر کی بہت جوصلے بہادری اور جرأت کی اتنی درفیں کیں کہ عمران غور سے تنویر کو دیکھنے لگا۔

”ادہ تنویر۔ تم نے سوئمبر جیت لیا۔ تم فاتح ہو۔ آج سے میں تمہارے قریب دستبردار۔“ عمران نے بے اختیار ہنسنے لگا۔ اور صدیقی نے رخسار پر مسرت سے ہنس پڑے۔

”تم نے ہوش میں آتے ہی پھر کوا اس شروع کر دی۔“ جولیانے غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ جولیا کو اس وقت دیکھ لیتے جب وہ مسجد سے میں گری دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی اور آپ کی زندگی بصحت کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ تو آپ یہ فقرہ نہ کہتے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا دھاڑیں مارنے کے لئے مسجد سے میں نا ضروری ہوتا ہے۔ ادہ ہاں۔ مسجد سے میں جانے سے خلق پر زور تا ہو گا۔ اور دھاڑیں بلند آواز میں نکلتی ہوں گی۔“ عمران نے کہا۔ اور جولیانے بے اختیار منہ پھر لیا۔

”ادہ جولیا۔ یہ تمہارے زخم۔“ عمران ایک لحظہ ٹھہر کر چونک پڑا۔

”صرف جولیا ہی نہیں۔ ہم سب شدید زخمی ہیں۔ مجھے تو تیز بخار ہی محسوس ہو رہا ہے۔“ صدیقی نے کہا۔ اور عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

”ادہ ادہ۔ خدا نے میری دعا سنی لی۔ عمران کو ہوش آ گیا۔“ جولیانے تیزی سے فرسش پر گھٹتے ہوئے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”جولیا کی آواز۔ ادہ۔ ایک ہی قبریں۔ مم۔ مم۔ مم۔ مگدو نا محرم۔۔۔۔۔“ عمران کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہائیں۔ اتنے لوگ۔ پھر تو قہقہو مٹے۔“ عمران نے ایک لحظہ ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پانک اٹھنے کی وجہ سے اس کا سر اتنی زور سے گھوما کہ بے اختیار اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ لہرا کر نیچے گر گیا۔

”عمران عمران۔ کیا ہوا تمہیں۔“ جولیانے ایک بار پھر پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اور پہلے اپنے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں پھلتی گئیں۔ وہ سب بیٹوں میں پلٹے ہوئے تھے۔ لیکن ان کے چہروں پر خاصی سوچ نظر آ رہی تھی۔

”ارے۔ یہ کیا۔ کیا ہوا تمہیں۔ ادہ۔ میری آنکھیں سکوڑ گئیں ہیں۔ یا تمہارے چہرے سوچ گئے ہیں۔“ عمران نے چونک کر کہا۔ اور جولیانے بے اختیار جلدی جلدی اسے سارے حالات بتانے شروع کر دیئے۔ جیسے جیسے جولیا حال بتاتی جا رہی تھی عمران کی آنکھیں حیرت سے پھلتی جا رہی تھیں۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس

سکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی بات سمجھ کر سب بے اختیار مسکرائے گئے۔ اور کمانڈر حادث بوکھلائے ہوئے انداز میں سب کو دیکھنے لگا۔

”گگ۔ گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“
کمانڈر حادث نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوه۔ اتنی حالت ہو گئی ہے۔ پچ۔ پچ۔ یہ تو واقعی انتہائی روح فرسا خبر ہے فلسطینیوں کے لئے۔ کہ ان کے لیڈر کی بغیر زخم آئے یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ کوئی بات سمجھ میں ہی نہیں آرہی۔“
عمران نے کہا۔ اور اس با کمانڈر حادث کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ عمران کی وضاحت اب اس کی سمجھ میں بخوبی آگئی تھی۔ اُسی لمحے غار کے پانی بھرے ہوئے راستے میں موجود لپاخ سے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران چونک پڑا۔

”اوه۔ ہمیں اپنی پڑ گئی۔ اور ہم لی ساک کو ہی بھول گئے۔ پلیر عمران لی ساک کی ریڑھ کی ہڈی ٹھیک کر دو۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر وہ ہمیں میڈیکل باکس تک پہنچا دے۔ تو میں اُسے ٹھیک کر دوں گا۔ اور عمران سچوٹن ہی ایسی تھی کہ مجھے وعدہ کرنا پڑا۔ ورنہ اس جگہ کا علم تو ہمارے فرشتوں کو بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اور ہماری حالت ایسی تھی کہ ہم واقعی سک۔ سک۔ سک کر مر جاتے۔“
تو پھر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر وعدہ پورا کرنا تھا۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
”اوه۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی ٹہرے کھسک گئے ہیں۔“

انگلش لگا کر اُسے قدرے اطمینان ہو گیا۔ اس کے اپنے سر پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ یہ سر ہم ٹی کمانڈر حادث نے کی تھی۔
”آپ کے سر کے زخموں کی مرہم سٹی کرتے ہوئے میں نے زخموں کی جو نوعیت دیکھی تھی۔ اس نے مجھے بے حد مایوس کر دیا تھا۔“
اچانک کمانڈر حادث نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مایوس ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کم گھرے تھے تو اور گھرے کر دیتے تھے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور کمانڈر حادث ایک لخت کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میرا یہ مطلب نہ تھا۔ بلکہ زخم اس قدر گھرے تھے کہ مجھے یقین تھا کہ اول تو آپ کو ہوش نہ آئے گا۔ اور اگر آیا بھی تو آپ یقیناً ذہنی توازن کھو بیٹھیں گے۔“ کمانڈر حادث نے جواب دیا۔
”تو اب آپ کیا محسوس کر رہے ہیں۔“ عمران نے یلکھتے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اوه۔ آپ بالکل ٹھیک ہیں۔“ کمانڈر حادث عمران کے چہرے پر پیدا ہونے والی اچانک سنجیدگی سے قدرے بوکھلا سا گیا تھا۔

”آپ کے سر پر زخم آئے ہیں۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ کیوں۔“ کمانڈر حادث نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کی بات ہی نہ سمجھ سکا تھا۔

”اور اس کے باوجود یہ حال ہے۔“ عمران نے ایک لخت

"اودہ - میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں - اودہ - حیرت انگیز - تم لوگ واقعی حیرت انگیز لوگ ہو" — لی ساک نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"لی ساک — ہم سب کا خاتمہ کر کے تم کمانڈر حارث کو کہاں لے جاتے" — اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"لے جانے کی ضرورت ہی نہ تھی - میں اس سے معلومات حاصل کرتا اور پھر" — لی ساک نے کہا۔ اور غار میں اس طرح چلنے لگا جیسے اندازہ کر رہا ہو کہ کیا واقعی اس کا جسم پوری طرح درست ہو گیا ہے یا نہیں۔

"بہت بہت شکریہ - آپ لوگوں کے دل واقعی بے حد شادہ ہیں - لیکن مجبوری ہے کہ میں یہودی ہوں اور میرا دل کشادہ نہیں ہے" — لی ساک نے ہنسنے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے غار کے دھانے کی طرف پلکا - عمران کے باقی ساتھی تو فرش پر لیٹے ہوئے تھے - جب کہ صرف عمران اور کمانڈر حارث کھڑے تھے۔ لی ساک کے پلکتے ہی عمران نے اچھل کر اُسے پکڑنا چاہا - لیکن دوسرے لمحے وہ لو کھڑا ہوا منہ کے بل نیچے گرا۔ کمانڈر حارث عمران کے اچانک لو کھڑانے کی وجہ سے اس سے گھبرا کر اس کے اوپر گر گیا۔ اور لی ساک بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا غار کے دھانے سے باہر نکلا اور پھر اس سے پہلے کہ کمانڈر حارث اٹھتا تیز گڑ گڑا ہٹ کے ساتھ بیک وقت غار کا دھانہ اور وہ پانی والا راستہ دونوں بند ہو گئے - یہ سب کچھ اتنی تیزی

سے ہوا کہ فرش پر لیٹے ہوئے عمران کے ساتھی صرف پکیں پھپکاتے رہ گئے۔

"ہا — ہا — ہا — اب تم سب اس غار میں دم گھٹ کر مر جاؤ گے" — غار کے دبانے کی طرف سے لی ساک کی قہقہہ لگتی ہوئی پکی سی آواز سنا دی - اور ان سب کے ہونٹ پیخ گئے۔ عمران نیچے گر کر آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھنے لگا - لیکن پھر دھڑام سے نیچے گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ساکت ہو گیا - وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

"عمران عمران — کیا ہوا تمہیں" — جولیا نے بُری طرح چیخے ہوئے کہا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکتی تھی کیونکہ عمران نے آپریشن کے بعد اُسے ایسا انجکشن لگایا تھا جس سے اس کے اعصاب کی حرکت بے حد سُست ہو گئی تھی۔ تاکہ تیز حرکت کی وجہ سے اس کے زخم خراب نہ ہو جائیں۔ اور وہ کچھ دیر آرام کر سکیں۔ تنویر اور صدیقی کی بھی یہی حالت تھی۔ البتہ خاور اور کمانڈر حارث ٹھیک تھے۔ عمران کے سر پر بندھی ہوئی پٹیاں دوبارہ خون آلود ہو گئی تھیں شاید اچانک بھاگنے اور پھر کمانڈر حارث سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے زخموں کو پھینکا لگا تھا۔ اور وہ دوبارہ گھبرائی بے ہوشی کی دلدل میں ڈوب گیا تھا۔

"اودہ کاشش - ہم اس یہودی کو ٹھیک نہ کرتے" — تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی اپنی حالت بھی جولیا جیسی ہی تھی۔ اس کے اعصاب تیز حرکت کرنے کے قابل نہ تھے۔

"اب کیا ہوگا۔ وہ تو لاینج لے کر نکل جائے گا۔" کانڈر
حادث نے ہونٹ جباتے ہوئے کہا۔ وہ دبانے پر آجانے والی
چٹان پر زور آزمائی کے مایوس واپس آچکا تھا۔

"اب کیا ہوگا تنویر۔" جولیا نے چیخ کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو جولیا۔ ابھی میں زندہ ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں
تم فکر نہ کیا کرو۔" تنویر نے ہونٹ پیچھے ہونے کہا۔

"لیکن۔" جولیا نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر بے بسی سے
ہونٹ پیچھ لئے۔ ظاہر ہے اس حالت میں وہ اس غار سے باہر نہ
نکل سکتے تھے۔ اور دبانے پر موجود بھادی چٹان کو توڑنا کم از کم ان کے
بس میں نہ تھا۔

خاور ہوش میں تو آچکا تھا لیکن اس کے سر کا زخم ایسا تھا کہ وہ
نہی اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا نہ چل سکتا تھا۔ اُسے تیز چکر آنے لگ
جالتے تھے۔ اس لئے ایک لحاظ سے وہ بھی بیکار ہوا پڑا تھا۔ اب
صرف کانڈر حادث صحیح سلامت کھڑا تھا۔ لیکن کانڈر حادث کا
چہرہ بھی بتا رہا تھا کہ وہ اپنے آپ کو انتہائی بے بس محسوس کر
رہا ہو۔

"کانڈر حادث۔ یہ صندوق جو پڑا ہے اس میں دیکھو کیا ہے
ہو سکتا ہے۔ اس میں اسلحہ ہوا کوئی کم ل جائے جس سے ہم
چٹان توڑ سکیں۔" چند لمحوں بعد تنویر نے کہا۔

"ادہ ہاں۔ اسے تو ہم نے دیکھا تک نہیں۔" کانڈر حادث
نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر امید کے تاثرات ابھرتے

تھے۔ ادہ تیزی سے ایک کونے میں موجود چوکور باکس کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے اس کا ڈھکن ایک جھٹکے سے اٹھایا لیکن دوسرے
لحے اس کے ہونٹ سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہو گئے۔

"ادہ۔ اس میں تو مشین گنیں۔ ریلو اور ادور کا تو اس اور میگنٹین
ہیں۔" کانڈر حادث نے کہا۔

"اٹا پلٹا کر دیکھو کانڈر۔ شاید نیچے ہم ہوں۔" تنویر نے
کہا۔ اور کانڈر حادث ڈھکن کو غار کی دیوار کے ساتھ لگا کر باکس
پر جھک گیا۔ اس نے اُسے اچھی طرح اٹا پلٹا کر دیکھا لیکن سوائے
ان چیزوں کے اور کچھ نہ ملا۔ تو اس کے چہرے پر ایک بار پھر
مایوسی کی لہر دوڑ گئی۔

"تنویر۔ عمران مر رہا ہے۔ دیکھو اس کا سانس۔ ادہ دیکھو۔ کیا ہو
رہا ہے اسے۔" ایک نفٹ جولیا کی جیتی ہوئی آواز سے غار
گو گنج اٹھی۔ جولیا اس دوران آہستہ آہستہ گھسٹی ہوئی عمران تک
پہنچ چکی تھی۔ جولیا کی چیخ سنتے ہی کانڈر حادث تیزی سے مڑا اور
دوڑ کر عمران کی طرف آیا۔

"ادہ۔ واقعی۔ ویری ہی بیٹ۔" ادہ۔ عمران کے آخری لمحات
ہیں۔ ادہ ادہ خدایا۔" کانڈر حادث نے گلو گریچے میں کہا۔
تو جولیا جو بڑی مشکل سے عمران کے قریب پہنچ کر اٹھ کر بیٹھی تھی لہرا
کر پٹ سے نیچے گری اور بے ہوش ہو گئی۔

تنویر۔ صدیقی اور غارتیوں یہ حالت دیکھ کر اپنی پوری قوت
عمر کرتے ہوئے گھسٹ کر عمران کے قریب پہنچے تو ان کے

تویر کی کلائی سے تیزی سے نکلنے والا خون عمران کے حلق میں گرنے لگا۔ خون کافی تیزی سے نکل رہا تھا۔ لیکن وہ مضبوطی سے اپنی کلائی عمران کے منہ سے لگائے ہوئے تھا۔ اس کے اپنے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلتا جا رہا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں جب تک ابھر آئی تھی۔ بچنے لگتی دیر تک وہ اسی حالت میں بیٹھا رہا۔ صدیقی غادر اور خاص طور پر کمانڈر حادثہ تو اس طرح آنکھیں بھرا ڈھونڈ کر تویر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ تویر کی بجائے کسی مافوق الفطرت شے کو دیکھ رہے ہوں۔ اور صدیقی اور غادر سوچ رہے تھے کہ کیا یہ وہی تویر ہے جو ہر وقت عمران سے لڑتا رہتا تھا اور آج وہ عمران کی زندگی کے لئے اپنی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کر رہا تھا۔ کیونکہ انہوں نے آپریشنوں کی وجہ سے اس کی اپنی حالت پہلے ہی خراب تھی۔ اور خاصا خون پہلے ہی نکل گیا تھا۔ لیکن اب وہ اپنا باقی ماندہ خون عمران کے حلق میں پشکا رہا تھا۔ وہ سب مجسموں کی نسی صورت میں کافی دیر تک ایسی حالت میں رہے اور پھر اچانک تویر دھڑام سے نیچے گرا اور اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس کا چہرہ سرسوں کے پھول کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ اس کی کلائی سے ابھی تک تھوڑا تھوڑا خون نکل رہا تھا۔

”کمانڈر حادثہ۔ تویر کا خون روکو۔ جلدی کم دو اس پر پٹی باندھو۔ ورنہ یہ مرجائے گا۔“ صدیقی نے چیخے ہوئے کہا۔ اور کمانڈر حادثہ جیسے ہی تویر کی طرف جھپٹا صدیقی نے جلدی سے اپنی کلائی کو منہ کی طرف کیا تاکہ تویر کے بعد اب وہ اپنا خون عمران کے حلق

پہرے بھی تیزی سے بہنے لگے۔ عمران کی آنکھیں چڑھ گئی تھیں۔ چہرے کا رنگ ہلدی سے بھی زیادہ زرد پڑ گیا تھا۔ اور سانس اس طرح دک دک کر آ رہا تھا جیسے ابھی کسی بھی لمحے رک جائے گا۔ عمران کی حالت واقعی ختم ہونے کے قریب ہو گئی تھی۔

”پانی — پانی — پانی لاؤ۔ عمران نہیں مر سکتا۔ نہیں مر سکتا۔“

تویر نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔

”جو پانی تھا وہ آپریشنوں میں خرچ ہو گیا۔ اب پانی نہیں ہے۔“

کمانڈر حادثہ نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر ایسی مایوسی تھی۔ جیسے اُسے عمران کی موت کا مکمل یقین ہو چکا ہو۔ اور عمران کی حالت بھی ایسی۔ کسی بھی لمحے ایک ہلکی سی ہلکی اس کی زندگی کا چراغ گل کر سکتی تھی۔

”اوه اوه — نہیں نہیں۔ عمران نہیں مر سکتا۔ نہیں مر سکتا۔“

تویر نے ہڈیاں انداز میں چیخے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر وحشت اور باگل پن کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اس نے سبکی کی سی تیزی سے اپنا بازو اٹھایا اور اپنی ہی کلائی پر اپنے دانت جما دیئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنا ہی گوشت کھا چکا جانا چاہتا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کے تیردانتوں نے پورا زور لگائے۔

پر اس کی خون دالی بڑھی رگ کاٹ دی۔ اور کلائی سے خون تیزی سے بہنے لگا۔ تویر نے ہونٹ بھینچے ہوئے کلائی عمران کے منہ سے لگائی اور دوسرے لمحے اس نے عمران کے چہرے پر ہاتھوں کی انگلیاں پھیل کر زور سے بھینچا تو عمران کا منہ کھل گیا اور

میں ٹپکا دے۔ لیکن دوسرے لمحے جیسے ہی اس کی نظریں عمران کے چہرے پر پڑیں وہ رک گیا۔ عمران کا چہرہ تیزی سے بحال ہوتا جا رہا تھا۔ اور اس کا رک رک کرنے والا سانس بھی اب کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔ عمران کے ہونٹوں کے گرد تنویر کے خون کے قطرے صاف نظر آ رہے تھے۔

”ادہ ادہ۔ عمران کی حالت ٹھیک ہو رہی ہے۔ خدا یا تیرا شکر ہے۔“ صدیقی نے بے اختیار پیچھے ہوئے کہا۔ تنویر کی آنکھیں بھی ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ شاید اس کے ڈوبتے ذہن کے ساتھ ٹھکانے والی اس خوش خبری نے اُسے بے ہوشی کی دلدل سے باہر کھینچ لیا تھا۔

”کیا ہوا۔ عمران ٹھیک ہو گیا۔“ تنویر نے ڈبکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ اب اس کی حالت قدرے سنبھل گئی ہے۔“ صدیقی نے کہا۔

اور تنویر کے لبوں پر ایسی مسکراہٹ ابھر آئی جیسے اس نے اپنی زندگی کا سب سے کٹھن مرحلہ کامیابی سے طے کر لیا ہو۔

”خدا یا تیرا شکر ہے۔ تو ہی ہمت دیتے والا ہے۔“ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس دوران صدیقی جویا کو ہوش میں لایا تھا۔

”عمران۔ عمران۔“ جویا نے آنکھیں کھولتے ہی کہا۔ ”عمران بچ گیا ہے مس جویا نا۔ تنویر نے اُسے اپنا خون

بلا کر موت کے منہ سے واپس کھینچ لیا ہے۔“ صدیقی نے کہا تو جویا ایک جھٹکے سے بیٹھ گئی۔ اس نے ایک نظر عمران کے چہرے پر ڈالی اور پھر وہ تنویر کی طرف دیکھنے لگی جس کی کلائی پر کمانڈر حارث بیٹھ رہا تھا۔

”تنویر۔ تم عظیم ہو۔ خدا کی قسم عظیم ہو۔ تم نے عمران کی جان اپنا خون دے کر بچائی ہے۔ ادہ تنویر۔ گریٹ تنویر۔ تم نے ہم سب پر احسان عظیم کیا ہے۔“ جویا نے گلوگر لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت واقعی تنویر کے لئے ایسی عقیدت کے آثار موجود تھے جیسے کوئی دیوی اپنے دیوتا کے چروں میں موجود ہو۔ ”جویا۔ یہ میرا فرض تھا کوئی احسان نہیں ہے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا خیال ہے ہمیں فوراً یہاں سے نکلنے کے بارے میں کچھ سوچنا چاہیئے۔ عمران کی حالت وقتی طور پر تو سنبھل گئی ہے۔ لیکن.....“ کمانڈر حارث نے ہونٹ پیچھے ہٹے کہا۔ ”ورہ سب چونک پڑے۔ واقعی کمانڈر حارث درست کہہ رہا تھا۔“ ادہ۔ لیکن کس طرح نکلیں۔ ادہ کاش۔ اس یہودی کو ٹھیک نہ کیا جاتا۔“ جویا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے جویا کہ میرے ہوتے ہوئے فکر مت کیا کرو۔ میں نے ترکیب سوچ لی ہے۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اب آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔“ کیسی ترکیب۔ جلدی بتاؤ۔“ جویا نے چیخ کر کہا۔

زی سے دوڑتا ہوا ان چٹانوں پر پیر رکھتے ہوئے غار سے باہر نکلا گیا۔ اور تویر اور اس کے ساتھیوں کے چہرے کا میا بی اور زندگی سے چمک اٹھے۔

اُسی لمحے عمران کی کراہ سنائی دی اور وہ سب تیزی سے نکلا کہ اس کی طرف بڑھے۔

”عمران عمران — ہوش میں آؤ۔ ہم بچ گئے۔ غار کا دھانڈا گیا ہے۔ تویر نے کام دکھایا ہے۔“ جولیل نے چختے زلے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں کھل گئیں۔ میگن کے خوف ناک حمار کے نے شاید اس کے سوتے ہوئے ذہن کو بھڑوڑا دیا تھا اس ن لے وہ ہوش میں آ گیا تھا۔ وہ آنکھیں کھولے ایک لمحے تو موش پڑا رہا۔ اس کی آنکھوں میں زندگی کی چمک بے حد مدہم تھی۔ بن پھر آہستہ آہستہ اس کے تویر کے خون سے آلودہ ہونٹوں پر مسکراہٹ آنکھوں میں زندگی کی چمک ابھر آئی۔ اُسی لمحے کانڈر حادثہ اندر مل ہوا۔ اور وہ سب حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔ کیونکہ اس کے اندھے پر لی ساک بے حس و حرکت لدا ہوا تھا۔

”کیا کیا — اسے کیا ہوا۔ یہ تو ٹھیک ہو گیا تھا۔“ سب حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ باہر ایک چٹان کے پاس اسی طرح بے حس و حرکت پڑا ہوا۔ شاید چٹان پر چڑھتے ہوئے نیچے گر گیا ہے۔“ کانڈر حادثہ کی ساک کو زمین پر پٹختے ہوئے کہا۔ لی ساک کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ پہلے کی طرح بے حس و حرکت تھا۔

”کانڈر حادثہ۔ اس اسلحے والے باکس میں جتنا بھی کارٹوس اور مشین گن کا میگنیزین پڑا ہوا ہے۔ سب نکال کر اس چٹان کے نیچے حصے میں درز کے ساتھ ڈھیر کر دو۔ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا کر کے اور پھر ایک مشین گن اکٹھا کر اس میں موجود میگنیزین سے اس ڈھیر پر تیزی سے فائرنگ کر دو۔ اس طرح یہ پورا میگنیزین ایک لمبٹ پھٹ جائے گا۔ اور مجھے یقین ہے اس چٹان کے اگر ریزے ریزے نہ ہوتے تو کم از کم باہر نکلے گا راستہ بن ہی جائے گا۔“ تویر نے کہا۔ تو کانڈر حادثہ تو بے اختیار مسرت کی شدت سے اچھل پڑا جب کہ جولیل، غادر اور صدیقی تینوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اوہ۔ لا جواب ترکیب ہے۔ اوہ واقعی۔“ کانڈر حادثہ نے کہا۔ اور اس کے بعد تو جیسے اس کے جسم میں خون کی بجائے بارود دوڑنے لگا۔ اس نے چند لمحوں میں ہی صندوق سے تمام کارٹوس اور مشین گنوں کا میگنیزین نکال نکال کر غار کے دہانے کی چٹان کے نیچے حصے میں بھر دیا اور اُسے ڈھیر کی صورت میں اکٹھا بھی کر دیا۔ ایک مشین گن کا میگنیزین اس نے بچالیا تھا۔ اس کے بعد اس نے میگنیزین مشین گن میں فٹ کیا۔ اور پھر مشین گن کی نال کا رخ اس ڈھیر کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی تیز آواز مٹ کے ساتھ ہی ایک خوف ناک دھماکا ہوا اور دوسرے لمحے جب گرد و بخار جھٹا تو ان کے سب کے منہ سے بیک آواز ”ہرے ہرے“ نکل گیا۔ چٹان کا آدھے سے زیادہ حصہ ٹوٹ گیا تھا اور باقی اوپر والی چٹان بھی دو تین حصوں میں ٹوٹ کر نیچے گر گئی تھی۔ اور کانڈر حادثہ

اس کا خون اتنا کڑوا کیوں ہے۔ میرے خیال میں بچپن میں یہ نیم کا عرق پیتا رہا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔ اور جولیا نے اس طرح ہونٹ پیچھنے لئے جیسے اُسے عمران پر واقعی بے پناہ غصہ آ رہا ہو۔

”ارے ارے۔ اس میں اتنی ناراضی ہونے والی بات نہیں ہے۔ جن کا خون کڑوا ہو۔ اس کو مجھ نہیں کاٹتے۔ یہ بڑا فائدہ ہے۔ کیوں تنویر۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تنویر کا خون کڑوا ہو یا نہ ہو، تمہارا خون تو بالکل ذہر ہے۔ اس لئے ذہر ملی باتیں ہی تمہارے منہ سے نکلتی ہیں۔“ جولیا ابھی تک غصے میں تھی۔

”عمران صاحب۔ اب لاپنج والا دستہ کیسے کھلے گا۔“ کمانڈر عارث نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”بھئی ذہر سے تو چٹائیں بھی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ایسا کر دو کہ میرا خون نکال کر اس دیوار پر پھینک دو ابھی ٹوٹ جائے گی اور اگر ایسا نہ کر سکو تو ذرا ہمت دکھاؤ تیرے ہوئے جاؤ اور دھڑ سے لاپنج کھینچ کر اُسے جوڑے کے سلسلے کی طرف لے آؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادھ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی لے آتا ہوں۔“ کمانڈر عارث نے کہا۔ اور پھر تیزی سے غار کے دبانے کی طرف وڑ پڑا۔

”اسے ایسے ہی ہونا چاہئے تھا۔ مجھے پہلے سے توقع تھی۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے اس انداز میں ایڈجسٹ کئے تھے کہ یہ جیسے ہی زور لگاتا مہرے دوبارہ کھسک جاتے۔ لیکن مجھے یہ توقع نہ تھی کہ یہ اصلیت دکھانے میں اتنی جلدی کرے گا۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ادھ عمران۔ اگر مسٹر تنویر تمہیں اپنا خون نہ پلاتے تو تم ختم ہو گئے تھے۔ واقعی تم سب ایک دوسرے سے بڑھ کر عظیم لوگ ہو۔ آج مجھے اندازہ ہوا ہے کہ آخر تم ہی کیوں ہر شے میں فاتح ہوتے ہو۔ جس ٹیم کے ممبر اس طرح ایک دوسرے پر جان نچھا دو کرنے والے ہوں انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔“ کمانڈر عارث نے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر چونک کر تنویر کی طرف دیکھنے لگا۔ جن کے لبوں پر خوشگوار سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور پھر جولیا اور صدیقی نے جب عمران کو تفصیل بتائی تو عمران کے چہرے پر بھی تنویر کے لئے عقیدت کے آثار ابھر آئے۔

”ادھ۔ اسی لئے میرا منہ کڑوا ہوا ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر کونین کی گولیاں کس نے میرے منہ میں ڈال دی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکو اس مت کو دیکسی کا احسان بھی مانا کرتے ہیں۔“ جولیا کو عمران کی بات سن کر بے پناہ غصہ آ گیا۔

”ارے۔ اس میں احسان نہ ماننے والی کون سی بات ہو گئی۔ میں نے تو کڑواہٹ کی بات کی ہے۔ اب تنویر سے پوچھو کہ آخر

نے دالا۔ انتظار کرنے والا اب دیکھو کتنے طویل عرصے سے انتظار رہا ہوں۔ کہ کبھی تو جو لیا مان جلے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر دہی بکواس"۔ جو لیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔
"عمران صاحب۔ یہ سانپ ہے۔ اور اب سانپ کو زندہ نہیں بڑا چاہیئے"۔ تنزیہ نے کہا۔

"یہ دودھ دینے والا سانپ ہے تنزیہ صاحب۔ جس طرح دیوں کے لئے کھانا ڈر حادث کی اہمیت ہے۔ اسی طرح طبیبیوں کے لئے اس کی ساک کی اہمیت ہے۔ اس کے پودوں خضیہ تنظیموں سے گہرے تعلقات ہیں"۔ عمران نے براتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ بالکل۔ ہمیں تو اس کا خیال بھی نہ آیا تھا"۔ جو لیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہیے تنزیہ صاحب اس مشی کے انچارج ہیں ان کا جو حکم"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنزیہ کی طرف دیکھنے لگا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے ذہن کا مقابلہ کرنا واقعی میرے بس ہے۔ آپ واقعی بہت آگے کی بات سوچتے ہیں ہم سے سو سال نے کی"۔ تنزیہ نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"سو سال آگے"۔ ارے اس قدر بڑھا بنا دیا مجھے۔ یہ ریش ہے۔ پلیز جو لیا۔ تنزیہ کی بات کو سچ نہ سمجھ بیٹھنا۔ یہ بشنگ ایجنٹ ہے۔ اس لئے ڈریش باڈی کر رہا ہے۔"

"اس کیلئے کا اب کیا کرنا ہے"۔ جو لیا نے کھا جانے والی نظروں سے خاموش پڑے ہوئے کی ساک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"کرنا کیا ہے۔ اسے یہیں سک سک کر مرنے کے لئے چھوڑ دو"۔ صدیقی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں واقعی کیہ نہ ہوں۔ انتہائی کیہ نہ ہوں۔ مجھے گولی مار دو۔ مگر اس طرح مت چھوڑ کر جاؤ۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ۔ مجھے گولی مار دو"۔ خاموش پڑے ہوئے کی ساک نے اچانک گونگواتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دونوں ہی صورتیں ناممکن ہیں کی ساک۔ ہم تمہاری طرح نہیں ہیں اس لئے ہم نہ کسی بے بس انسان پر گولی چلا سکتے ہیں اور نہ اسے سک سک کر مرنے کے لئے یہاں چھوڑ سکتے ہیں۔ تم کہتے بھی کیلئے کیوں نہ ہو۔ بہر حال انسان ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر"۔ کی ساک نے چونک کر پوچھا۔

"ہم تمہیں ساتھ لے جائیں گے اور قانون کے حوالے کر دیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں عمران۔ اسے ہر صورت میں مرنا ہے۔ ہر صورت میں"۔ تنزیہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ڈریشنگ ایجنٹ ہو تنزیہ۔ اس لئے تمہارا قصور نہیں تمہیں ایسا ہی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ لیکن میں ڈریشنگ ایجنٹ ہوں یعنی ڈریش

عمران نے پوچھلائے ہوئے انداز میں جو لیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور غارِ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

جرم کے ناول، مابعدِ انجیل، بچوں کی کہانیاں، عمران سیریز
آئیڈیل پبلیکیشنز
 0301-7283296
 0334-9630911 عظیم احمد طارق

عمران سیریز میں ایک لافانی اور یادگار ناول

مصنف: منظور احمد

انوسٹری گریپ

• ایک ایسا انوکھا منفرد اور گہرا پلان کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی اسے سمجھنے سے یکسر قاصر رہی۔

• کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل۔ جس نے عمران کے ملک میں خود ہیکر مشینیں کھلیں کیا اور عمران بے بسی سے صرف دیکھتا ہی رہ گیا۔ کیوں؟

• عمران۔ پرنٹڈ نٹ فیاض کا ماتحت بن کر کافرستان ایک سرکاری میٹنگ اسٹنڈ کرنے گیا تو۔۔۔۔؟ انتہائی دلچسپ اور قہقہہ بار جوہر۔

• پرنٹڈ نٹ فیاض۔ جس نے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم آگشت بدندان رہ گئی؟

• عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور شاگل کے درمیان ہونے والا ایسا ہولناک ٹھکراؤ کہ جس کا انجام عمران اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم کی واضح اور یقینی موت کی صورت میں برآمد ہوا؟

• شاگل۔ جس نے عمران کے جسم کے بکھرے ہوئے ہزاروں ٹکڑوں پر اپنی فتح کا جشن منایا۔

• ایک الیٹن۔ جس میں کافرستان نے پاکیشیا کو واضح اور برملا شکست دے دی۔

• انتہائی حیرت انگیز۔ انتہائی قہقہہ آمیز۔ انتہائی منفرد ایکشن اور پس منظر۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں فورسٹارز سلسلے کا نیا اور منفرد ناول

مکروہ جرم

مصنف — مظہر کلیم ام اے

جعلی اور نقلی ادویات جس سے ہزاروں لاکھوں بے گناہ مریض تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتے ہیں۔

جعلی اور نقلی ادویات جو ایسا مکروہ جرم ہے جسے کوئی بھی معاشرہ کسی صورت بھی قبول نہیں کر سکتا۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کے خلاف فورسٹارز اپنی پوری قوت سے میدان میں نکل آئے۔

جعلی اور نقلی ادویات جس کا چال پوسے ملک میں پھیلا ہوا تھا اور کھلم کھلا جعلی اور نقلی ادویات فروخت کی جا رہی تھیں۔

مکروہ جرم جس کا پھیلاؤ دیکھ کر عمران اور فورسٹارز بھی حیران رہ گئے۔ کیا یہ سب کچھ حکومتی سرپرستی میں ہو رہا تھا؟

ایسے مجرم جو بظاہر انتہائی معزز تھے لیکن دراصل وہ مکروہ اور انتہائی قابل نفرت مجرم تھے وہ لمحہ جب سب سے بڑے مجرم کے خلاف قدرت کا قانون مکافات عمل حرکت میں آگیا۔ پھر کیا ہوا؟ انتہائی حیرت انگیز اور عبرت ناک نتیجہ

وہ لمحہ جب فورسٹارز نے سوپر فیاض کو بھی ان مکروہ مجرموں کے ساتھ اغوا کر لیا اور پھر موت کے بے رحم نیچے سوپر فیاض کی طرف بڑھنے لگے۔

کیا سوپر فیاض بھی اس جرم میں شریک تھا۔ کیا وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ یا؟
سلمی برائی کے اس قابل نفرت چال کو فورسٹارز نے کس طرح توڑا۔ توڑ بھی
کے — یا — نہیں؟

انتہائی خونریز اور اعصاب شکن جدوجہد پر مشتمل ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ
موت اور قیامت کے لمحے میں تبدیل ہو گیا۔



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سے بڑے میں ایک دلچسپ اور قطعی منظر، ناول

مشتالی دنیا

مکمل ناول
پیش نمبر

مصنف
منظر کلم ایم اے

عمران کا کائنات سے بالاتر ایک ایسی دنیا جو اسرار و تھیر کے دھندلکوں میں لپٹی ہوئی ہے
عمران جہاں کہہ ارض کی طرح زمان و مکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ انتہائی پر اسرار
دلچسپ، انوکھی اور منفرد دنیا۔

عمران جہاں پہنچنے کے لئے روسیاہ کی یونیورسٹی کے پروفیسر یونکووف نے ایک انتہائی
آسان طریقہ دریافت کر لیا۔ ایسا طریقہ کہ کہہ ارض کا ہر آدمی وہاں آسانی سے پہنچ
سکتا تھا۔

پروفیسر نورس جس نے یہ طریقہ چوری کر لیا اور پھر اس نے علی اعلان مثالی دنیا میں
آگے دھڑکتے شروع کر دی۔

نورس کے پیشہ ور قاتلوں کا ایک ایسا گروہ جس نے یہ طریقہ حاصل کرنے کے لئے
پروفیسر نورس کو ہلاک کر دیا مگر اس طریقہ کی حصول کی بنا پر انہیں بھی موت کے
گھاٹ اتارنا پڑا۔

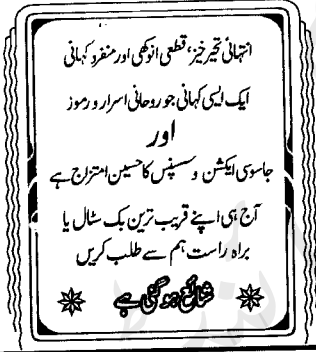
عمران اور نورس جس نے مثالی دنیا سے ایک خاتون کو کہہ ارض پر آنے پر مجبور کر دیا۔ یہ خاتون
کون تھی؟ کس طرح کی تھی اور ڈاکٹر رونالڈ اس سے کیا کام لینا چاہتا تھا؟

انتہائی پر اسرار اور حیرت انگیز پیمانی

پروفیسر نورس ایک یہودی ماہر روحانیت جس نے پروفیسر یونکووف کے اس طریقے
کی بنا پر پوری دنیا سے مسلمانوں کے خاتمے اور یہودی سلطنت کے قیام کا منصوبہ

بنایا اور پھر اس پر عمل شروع کر دیا کیا وہ اپنے اس بھیانک منصوبے میں کامیاب ہوا؟
عمران مثالی دنیا سے آنے والی دشمنیہ جو اچانک عمران کے فلیٹ پر پہنچی اور اس سے
ادراو کی خواہش کی اور پھر اچانک ہی فضا میں تحلیل ہو گئی۔ وہ کون تھی؟
عمران جس نے پروفیسر یونکووف کے اس طریقے کو حاصل کرنا چاہا تو اسے لمحہ بہ لمحہ موت
کے خلاف جنگ لڑنی پڑی۔

وہ لمحہ جب عمران کو اس طریقے کی وجہ سے ایکسٹنکٹو اصلیت ظاہر ہونے کا یقینی
خطرہ پیش آیا۔ کیا واقعی ایکسٹنکٹو اصلیت سیکرٹ سروس پر ظاہر ہو گئی؟
مثالی دنیا میں پہنچنے کا پروفیسر یونکووف کا دریافت کردہ طریقہ کیا تھا۔ کیا عمران اسے
حاصل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟



یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں قطعی منفرد، انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ شیطان کی دنیا، شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔ پروفیسر البرٹ شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ یہ منصوبہ کیا تھا؟

ریمیس ایک ایسا جادوئی زیور جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی۔ کیوں؟ وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا

جوتی ایک شیطانی قوت جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے کمرانی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا۔

کیا واقعی ایسا ہوا؟ کیا جوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی؟

بلیک ورلڈ جس کے مقابل عمران، جوزف، جونا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور

خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ ایک ایسی پراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے۔ یا؟

بلیک ورلڈ جس کے خلاف طویل جدوجہد کے بعد آخر کار ٹاکلی ہی عمران کا مقدر رہی۔ کیوں اور کیسے؟ کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا۔ یا؟

بلیک ورلڈ جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا۔ وہ طاقت کیا تھی؟

قطعی مختلف انداز کی کہانی - انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد

تھیر اور سحر کی فسون کایوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی

ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا

آج ہی اپنے قریبی بک سٹل سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ساجان سنٹر ————— مکمل	لائٹ ہاؤس ————— مکمل
ریڈ پاور ————— مکمل	سیکریٹ سروس مشن ————— مکمل
لیڈی کلرز ————— مکمل	فور کاررز ————— اول
پاور لینڈ کی تباہی ————— مکمل	فور کاررز ————— دوم
پرمیٹر لاک ————— مکمل	سلور ہینڈز ————— مکمل
دن میں شو ————— مکمل	ایڈوچر مشن ————— مکمل
لیڈیز مشن ————— اول	گولڈن سینڈ ————— اول
لیڈیز مشن ————— دوم	گولڈن سینڈ ————— دوم
فاؤل پلے ————— اول	ری ہائٹ ————— اول
فاؤل پلے ————— دوم	ری ہائٹ ————— دوم
زیر وادور زیرو ————— اول	جاسوس اعظم ————— مکمل
زیر وادور زیرو ————— دوم	ریڈ پوائنٹ ————— مکمل
سپر ایجنٹ صفدر ————— اول	الرتھ یکمپ ————— اول
سپر ایجنٹ صفدر ————— دوم	الرتھ یکمپ ————— دوم
بلڈ ہاؤنڈز ————— مکمل	ٹائٹ پلان ————— اول
ایزی مشن ————— مکمل	ٹائٹ پلان ————— دوم

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان